

U.1436







بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان عربی و فارسی کی بیشتر کتب مبسوطہ و متداولہ میں بالمشوعہ و تفصیل  
پند و نصائح جو تہذیب احسان و فضائل اکتساب معلوم و غنوں کو  
سودمند ہیں موجود ہیں مگر زبان اردو میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے  
کہ جو قابل سیرنواں و لائق درس و خستہ ان ہو لہذا میں نے  
خیال کیا کہ بنام نامی جناب معلی القاب ہلال رکاب و الاخطاب رافع  
رایت مدد و احسان فرازندہ و امی تزک و شان مروج علوم مفیدہ نام  
درانہ کلفت نہالت و زنگ اظلام جناب سرور ولیم میور صاحب  
سہا وروام اقبالہ کی سی ایس آئی فو اب ٹنٹ گورنر بہادر



انہیں معذرت دینی و شہادت دینی ہی ترتیب معقول سے کوئی کتاب لکھوں گے سیر  
عموماً انہیں پسند و نفاق سے ناظرین کا دل نہ گھبراوے بلکہ  
بازوی انہیں میں ایک قصہ پایا جاوے تاکہ سیر کرنے والے  
شوق دریافت نتیجہ میں ابتدا سے انتہا تک دیکھ جاوے و طلبہ نفع نام  
و محسوسین چنانچہ ایسا قصہ جو بظاہر دیکھنے میں اخبار و فسانہ  
و حقیقت میں پسند و نفاق کا خزانہ ہے تلاش کیا اور لائق سمجھ و فہم  
عورتوں کے عبارت سلیس میں لکھا و الفاظ مشککہ سے حقے الوسخ  
پر ہیز کیا البتہ کہیں کہیں ابتدا و کلام میں الفاظ عربیہ و فارسیہ  
جو بغیر ورت آگئی ہیں سو وہ تسلیم طرز و تقدیر کے لیے  
سفید ہیں اور ایسے نہیں ہیں کہ روزمرہ کے برتاؤ میں نہ ہوں  
امید ہے کہ مقبول طبائع خاص و عام و منظور نظر عوام کرام  
جناب نواب نامدار و ذی احتشام ہو فقط

المذنب

سید غلام حیدر ابن سید محمد خان بسا در نقوی البھاسی



## فہرست مطالب آیینہ معیوں

صفحہ	مضمون	صفحہ
۱	ابتداء قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا	۱
۱۰	ہاشم کی داستان	۲
۱۲	مان کی فرزند پر شفقت	۳
۱۹	فرزندوں سے والدہ کی اطاعت	۴
۲۶	ہسن کی بھائی سے الفت	۵
۳۶	شوہر کے ساتھ زوجہ کی الفت	۶
۴۲	قاسم کی داستان	۷
۴۵	آقا کی خدام پر رحمت	۸
۵۱	روح افزا کی داستان	۹
۵۴	ہاجرہ کی داستان	۱۰
۷۴	قتور و کا بیان غرور کی مذمت میں	۱۱
۷۹	فارس کے خاتون کا قصہ جس نے غرور و تکبر کو بدولت و ذلت اور ٹھکانی	۱۲
۸۲	دو بہنوئی کا قصہ غرور و حسن کی بُرائی کے اثبات میں	۱۳
۸۹	سکندر زو القریٰ میں کی حکایت مغروران حکومت کو انتہاء میں	۱۴
۹۲	امشیل نامہ کی حکایت شکبران جاہ و دولت کی حقارت میں	۱۵

صفحہ	مضمون
۹۵	۱۷ مغرور فاضل کی نراست
۹۸	۱۸ پہلوان کی پیشانی غرہ قوت میں
۹۹	۱۸ ربقہ کا بیان طمع کی مذمت میں
۱۰۰	۱۹ حکیم لاؤمی کی حکایت اثبات مذمت طمع میں
۱۰۴	۲۰ ایک مالدار کی حکایت طمع کی مذمت میں
۱۰۶	۲۱ ایک حربی کی حکایت طمع کی حقارت میں
۱۰۸	۲۲ دنیا کا بیان حسد کی بُرائی میں
۱۱۰	۲۳ ایک فاضل حاسد کا قصہ
۱۱۱	۲۴ حکایت بادِ مغفور چین کی بھائی کے حسد میں
۱۱۳	۲۵ زن شوہر کش کا حسد
۱۱۶	۲۶ ایفر کا بیان بخیلون کی ذلت میں
۱۲۱	۲۷ آثم کے اندھے لڑکے کا بخل
۱۲۳	۲۸ قارون کا شکار مصر کی خست
۱۲۴	۲۹ ہندوستان کے کسان کی کھوسی
۱۲۶	۳۰ شہر سمنان کے ایک مالدار کا بخل
۱۲۸	۳۱ حمر کا بیان غصہ کی مذمت میں
۱۳۱	۳۲ ایک عورت کے غصے سے ظہور خرابی و بربادی عام

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۳۱	ناخدا کے غصے کے بدولت جہاز اور جہاز کے سواروں کی تباہی	۳۳
۱۳۲	سپہ سالار کر غصے کی وجہ سے شکست ہونا عین فرستعہ میں	۳۴
۱۳۳	لیاہ کا بیان دروغ و کذب کی مذمت میں	۳۵
۱۳۴	فارسی جاسوسوں کی بھرتی گفتاری باوجود مخاطبہ جان	۳۶
۱۳۵	اگوس سپہ سالار روم کا راستی پر فدا ہونا	۳۷
۱۳۶	حکایت کاذب کے اقوال صادق میں بھی کذب کا احتمال	۳۸
۱۳۷	فقہور چین کو افعال لغو سے خرابی کا واقع ہونا	۳۹
۱۳۸	مخاطبہ جان میں بھی سچ بولنا	۴۰
۱۳۹	عمودہ کا بیان فضیلت قناعت میں	۴۱
۱۴۰	حکایت ایک صحرائی کی قناعت میں	۴۲
۱۴۱	حکایت قانع اور حرص کی	۴۳
۱۴۲	حکایت دو خدمتگار عورتوں کی دیانت و طبع میں	۴۴
۱۴۳	جمیلہ کا بیان دروغ کی توضیح و بعض اقوال حسیب کی تفسیر	۴۵
۱۴۴	غیر مفید سچے بیان سے خرابی کا ظہور	۴۶
۱۴۵	مادہ کا بیان بوڑھوں کی صحبت کے فوائد میں	۴۷
۱۴۶	حمیدہ کا بیان عورتوں کی کم سنائی کو تحریص میں	۴۸
۱۴۷	کلید کا بیان عورتوں کو تعلیم میں ملاقات نمکرنے کی ترغیب میں	۴۹

صفحہ	مضمون	نمبر
۱۶۵	برشیدہ کا بیان عورتوں کے طرز رفتار میں	۵۰
۱۶۸	بندہ کا بیان مسد کی تفصیل میں	۵۱
۱۶۹	خطلہ کا بیان طریق معاشرت میں	۵۲
۱۷۰	مقدمہ کا بیان فوائد محنت و شفقت میں	۵۳
۱۷۲	حکایت محنتی عورت کی مدح میں	۵۴
۱۷۵	حکایت ایک بی بی کی کمالت کی حقارت میں	۵۵
۱۷۷	ایمنہ کا بیان خودداری کی شرح میں	۵۶
۱۷۸	رضیہ کا بیان دشمن نہ بنانے کی صلاح میں	۵۷
۱۸۰	نفسیہ کا بیان اخلاق کی مدح میں	۵۸
۱۸۲	انگہ کا بیان کفایت شماری کی توصیف میں	۵۹
۱۸۵	حکایت اسراف کی برائی کے اثبات میں	۶۰
۱۸۷	حکایت قرض لینے کی مذمت میں	۶۱
۱۸۹	صفیہ کا بیان مدح کی سماعت سے احتراز کرنے میں	۶۲
۱۹۱	روح افزا کا بیان حیا و غیرت کی مدح میں	۶۳
۱۹۴	نعمان و اد کوڑکے کی حکایت ثبوت فضیلت غیرت میں	۶۴
۱۹۸	حکایت بنی اسرائیل کی ایک بی بی کی انتہا و حیا میں	۶۵
۲۰۴	حکایت پراس کو دیارنگی کے غیرت میں	۶۶

صفحہ	مضمون	نمبر
۲۱۳	حکایت کا بیان تحصیل علوم کے فوائد میں	۶۷
۲۲۱	حکایت طریق تجارت کے اختیار کی تدبیر میں	۶۸
۲۲۶	حکایت طریق کاشتکاری کے بدولت حصول فراغت میں	۶۹
۲۳۵	حکایت اکتساب حرفت و دستکاری میں	۷۰
۲۴۱	شاگرد اول کا بیان ترغیب قائم رکھنے کی تدبیر میں	۷۱
۲۴۲	شاگرد دوم کا بیان نیک سلوک کرنے میں	۷۲
۲۴۳	شاگرد سوم کا بیان فائدہ شغل تحصیل علم میں	۷۳
۲۴۴	شاگرد چہارم کا بیان دنیا کے شرح میں	۷۴
۲۴۵	شاگرد پنجم کا بیان نفس کو مغلوب رکھنے کے حسن میں	۷۵
۲۴۶	شاگرد ششم کا بیان عدم جواز بدی و بُرائی میں	۷۶
۲۴۷	شاگرد ہفتم کا بیان نیک آدمی کے پہچاننے کی تدبیر میں	۷۷
۲۴۸	شاگرد ہشتم کا بیان آزار دہی کو بُرائی میں	۷۸
۲۴۹	شاگرد نہم کا بیان موت کے یاد رکھنے کے فوائد میں	۷۹
۲۵۰	شاگرد دہم کا بیان آدمی کے پہچاننے کے طریقے میں	۸۰
۲۵۱	شاگرد یازدہم کا بیان صدق مقال و سہل افعال کے حسن میں	۸۱
۲۵۲	شاگرد سیزدہم کا بیان اسباب مانع معیشت کو توضیح میں	۸۲
۲۵۳	شاگرد سیزدہم کا بیان بعض امور کو یاد رکھنے و بعض کے بہنوں کی صلاح میں	۸۳

اور اسکی ضرور پسینہ اور راحت جان بھی بڑے بیٹے کو قاسم اور  
 چھوٹے کو ہاشم کہتے تھے اور لڑکی کا نام روح افزا رکھ دیا تھا  
 جو فی الواقع اسم باسے تھی قاسم کہ فرزند اکبر تھا اور دستور ہے  
 کہ بڑا لڑکا مان باپ کی محبت و پیار میں بہ نسبت اور اولاد  
 کے پہلا ہوتا ہے و اور اولاد اس سے پیچھے اس واسطے  
 ان اور باپ دونوں کو قاسم کو چاہتے تھے دل و جان سے  
 پیار کرتے تھے مگر جب ہاشم کے دس برس کے ذہن و ذکا کو  
 قاسم کے اٹھارہ سال کی عقل و فہم سے ملاتے تھے تو حیران  
 ہوتے تھے اور ڈرتے تھے کہ مبادا قاسم کہیں جاہل و بدلیقہ  
 نرہ جاوے اسی خیال سے ہشام قاسم کی تعلیم میں زیادہ تڑپا  
 کرتا اور سفر میں بھی اپنے ساتھ لیجاتا تھا تاکہ جلد کاروبار تجارت  
 میں ہوشیار و سلیقہ شعار ہو جاوے چنانچہ ایک بار بضرورت درستی  
 امور تجارت ہشام نے قصد سیوٹا کا کیا اور ہاشم کو مدرسہ میں چھوڑا  
 اور خود مع قاسم کے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور بوجہ برہمی  
 امور و خیانت ملازمان دکان ایسا وہاں جا کر پھنسا کہ وطن آنا  
 ممکن نہوا بیچارہ ہاشم باوجود نہونے باپ کے بھی بلاناغہ مدرسہ  
 میں جاتا تھا اور بلا تاکید دل لگا کر پڑھتا تھا اور روح افزا کو خود زور

ہشام کہ سلیقہ و قابلیت میں یکنام تھی تعلیم کرنی تھی اور روح افزا کا  
 نامون بھی عالم باعمل اور فاضل ہے بدل تھا اور شوق تعلیم بھی بدل  
 رکھتا تھا و روح افزا کے ذہن و ذکا سے ایسا خوش تھا کہ خود پڑھاتا  
 تھا اور اور بیسا اوسوقت فرزندِ زرینہ کو تعلیم کرنیکا دستور تھا اوسطرح  
 اوس صاحبزادی کو سکھاتا تھا روح افزا نے بھی خوب دل دیا اور  
 ہر طرح کے علوم و فنون میں مشق بہم پہنچائی چنانچہ علم ادب اور  
 فقہ کو سیکھا اور علم تاریخ اور حساب میں کمال بہم پہنچایا کہ بیشتر ن  
 و مرہ کو وہ مہارت حساب میں نہ تھی جو اوس لڑکی کو تھی اور ہاشم فر  
 بھی بہت جلدی علوم ضروری کے سوا زبانیں مختلف عرب و ترک و  
 عجم کی سیکھیں اور اپنے باپ کی دکان میں تجربہ کاری حاصل کی و  
 چند ہی روز میں امورات تجارت میں عمدہ مہارت بہم پہنچا کہ تیسریں  
 سے سیوٹا میں مال بھجوا بھجوا کر اپنے باپ کی خاطر خواہ اعانت کی  
 ہشام ہاشم کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا مگر نہ تو خیال ابتری کا یا  
 تیسریں سے اوسکو بلا سکتا تھا نہ اپنا کار بار قاسم کے اعتبار پر چھوڑ کر  
 خود اپنی جگہ سے حرکت کر سکتا تھا بلکہ قاسم کی بدسلطنتی اور ناہمی  
 پر متاسف اور متاالم تھا اکثر اوسکو فخرین کرتا کہ اگر وہ صاحب سلیقہ  
 ہوتا اور مہارت تجارت کو سر انجام دے سکتا تو آنا جانا وطن کا کیا



مشکل تھا اوسی وہ بیان مین دکان آڑھت ترپولی مین جان مال سطر  
 ہاشم اور ہشام آیا کرتا تھا فتور واقع ہوا اور سامان نقصان عظیم کا  
 نمایان ہوا یکبارگی ہاشم سرسیمہ ہو کر بندر سٹخر کو سیدھا روانہ ہوا جہاں  
 پر بقصد ترپولی سوار ہو کر بلا پیش آنے کسی امر کردہ کے مع نہیں  
 ترپولی مین پہونچا اور معاملات برہم کو بڑی ہوشیاری سے درست کیا  
 و دیکھا کہ آئندہ کو بدون اسکے کچھ چارہ نہیں ہے کہ اپنی خاص ایک  
 دکان وہاں مقرر کرے تاکہ پھر آڑھتوں کی بدولت کوئی جو کھمت  
 نہ آ جاوے چنانچہ ہشام کو کھٹا اور وجوہات قائم کرنے دکان سے  
 اطلاع دی دریافت اوسکے اوسنے بھی پسند کیا اور ہاشم کو  
 اجازت دی کہ ترپولی مین خود رہے اور تیبیس کی دکان شہر  
 قاہرہ مین اوٹھا کر اپنے مامون کے سپرد کرے ہاشم نے بہت  
 خوشی سے دونوں دکانوں کا بندوبست کیا اور اپنے مامون کو  
 راضی کیا کہ وہ شہر قاہرہ مین رہ کر چنڈے کام کو سنبھالے غرضکہ بفضل  
 ابھی طرح سے کام جاری ہو گیا اور بلا وقت قاہرہ سے سیوٹاتک مال  
 پہونچو لگا ہاشم اپنے ارادہ کی کامیابی سے دل چلا ہو چلا اور تجاویز  
 تباہتہ مین معروف تھا کہ ناگاہ اوسکی والدہ فریقام تیبیس قضا کی اور  
 اوسکے مرنے سے تمام گھرانے مین انتہا کا غم و ماتم ہوا و اپنے پرے

محمد والوں اور نزدیک دوزخ کے رہنے والوں کو بھی تاسف و ملال  
 ہوا حقیقت میں وہ بی بی جمیع الحسنات و محزن الصغائر ایسے ہی  
 ماتم کے لائق تھی ایسے کہ ادنیٰ و اعلیٰ و صغیر و کبیر کی محسنہ تھی خصوصاً  
 ہر ایک کو صلاح و مشورہ نیک دیا کرتی تھی و چھوٹے بڑوں کو منوشت  
 باز رکھتی تھی ہشام و قاسم و ہاشم نے جبوقت اس سانچہ پر اطلاع  
 پائی کمال منوم ہوئے بیچارہ ہشام تو اس حادثہ انتقال سے ایسا  
 اندوہناک ہوا کہ سیوٹا میں ایک دم قرار نہ کر سکا اور بربادی کا بار بجا بلہ  
 تنہائی روح افزا آسان سمجھ کر بلا توقف روانہ تھی بیس ہوا و پہلے  
 تربولی میں پہنچ کر ہاشم سے ملا جب قدر اوکے دیکھنے سے شاد ہوا  
 او سقدر اپنا بی بی کی یاد میں بیقرار ہوا آخر او کو دلاسا دیکر وطن  
 کو آیا اور اپنے گھر کی ویرانی اور خانمان کی بربادی پر ڈاڑھیں مارا کر  
 رویا اور کی طرح وہاں نہ رہ سکا بعد چند ہی روح افزا کو اپنے ساتھ  
 لیکر شہر ظاہرہ کو روانہ ہوا اور وہاں اپنی سکونت مستقل مقرر کر کے  
 مکانات خرید کیے اور ہاشم کو لکھا کہ وہ سیوٹا میں جاوے تاکہ  
 غیر ملک کے آدمیوں سے جو رسم و راہ جاری ہے وہیں مشرق  
 نہ آنے دے اور قاسم کو حکم دیا کہ وہ مع گماشتہ ہوشیار کے تربولی کو چلا  
 آوے کیونکہ وہاں تباہی یا خرید فروخت مال کی اپنے ہی جنس کے

آؤ میوں میں ہوتی تھی اور خوشی ہی سی فکر کرنی پڑتی تھی چنانچہ  
 وہ ہر ایک ارشاد ہشام کو سجالایا وکام بخوبی چل نکلا قیام ہشام سے  
 کاروبار کو شہر قاہرہ میں مجیب رونق ہوئی اور اہل شہر بھی اوسکی  
 سکونت سے مسرور ہوئے کیونکہ ہشام سوائے مہارت و تجربات  
 معاملات تجارت اور ظاہری امارت کے فقیہ کامل اور عالم باعمل بھی  
 تھا اسلئے ہر شخص اوس سے اعتقاد رکھتا تھا اور اپنا پیشوا جانتا تھا  
 حاکم شہر بھی جو خلیفہ بغداد کی جانب سے اوس شخصہ میں مامور  
 تھا ہشام کے دیکھنے سے مسرور ہوا اور ہشام بھی بوجہ اوسکی نیک طبعی  
 اور اخلاق و الطاف کے جو باوجود قرابت خلیفہ و دولت و حکومت  
 و جوانی اہل معاملہ و غیر معاملہ سر کیا کرتا تھا اوسکو بہت اچھا جانتا  
 تھا و اکثر دربار میں جاتا تھا بڑی شبہ وہ شاہزادہ متصف بصفات حمیدہ  
 و اخلاق پسندیدہ تھا تمام اہل شہر اوسکی عدالت و انصاف کے  
 شکر گزار و فقیر و امیر اپنی و اعلیٰ ثنا خوان و دعا گو تھے شاہزادہ سر ہشام کو  
 سواہر انقیاد حکومت کو محبت خاص بھی ہو گئی اور شاہزادہ بھی دل و جان  
 سے مہربان ہو کر بیشتر ہشام کو گھر جا کر اوسکے اعزاز کا باعث ہوا  
 کرتا تھا اس آمد و رفت میں شاہزادہ کو خدیفہ ہوا کہ ہشام  
 ایک دقت پر بند اختیار نہ کرتا تھا رکھتا ہے کہ وہ سوائے

حسن و جمال ظاہری نیک سیرت و صاحب فضیلت ہے لہذا نہایت  
 مشتاق ہو کر خواستگار عقد ہوا ہشام بھی فکر ترویج روح افزا میں مصروف  
 تھا اور اپنی قوم میں سے کسیکو اس لائق نہ پاتا تھا کہ اس کے ساتھ  
 بیاہے پس شاہزادہ کو عالی خاندان والا دودمان خلعت فضل و کمال  
 سے ممتاز و منصب حکومت سے سرفراز پاکر خوش ہوا و برضامندی  
 تمام خواہش شاہزادہ کو منظور کر کے روح افزا کو موافق رسم شہادہ  
 و طہرین مروجہ ملک کے بیاہ دیا اور انصرام اس تقریب سے بسکروش  
 و فانیع البالی ہوا شاہزادہ کو بھی اس کے ساتھ شادی کرنے سے  
 لطف زندگی ملا اور قاسم و ہاشم نے بھی شکر شکر آملی ادا کیا چند مہینے  
 شادی روح افزا کو نوئے تھے کہ بوجہ بعض ضروریات ہشام کو ترپولی  
 جانا ضرور ہوا اور بندر سوئیر سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوا و وقتاً بجا پر  
 نقوے کے مرض میں مبتلا ہوا اور اس قدر بے اختیار گر کہ کسی طرح جانبر  
 نہوا اور اشارہ راہ میں جہان فانی سے گزر گیا جسوقت روح افزا نے  
 سنا اور شاہزادہ اور اہل شہر کو علم ہوا عجیب کھرام پڑا قاسم و ہاشم  
 برباد ہو گئے شیرازہ جمعیت کا منتشر ہوا ہنوز غم و الم پر ہاتھ تھا کہ شاہزادہ  
 کو حکم ملا کہ دمشق کو جاوے چنانچہ وہ مع روح افزا کے ادھر تہلہ نام  
 ملک شام کے واسطے روانہ ہوا اور ادھر قاسم و ہاشم میں یہ

تھوڑا پایا کہ ترپولی اور شہر قاہرہ کی دکان قاسم لیوی اور سیونا اور اولو  
 سطحات کے کارخانہ جات پر ہاشم قناعت کو مری غرض جو جس سو بن پڑا  
 بطور خود اپنا اپنا انتظام کرتی لگا قاسم بذات خاص ترپولی میں مقیم رہا  
 اور اپنے گماشتہ کو جسپر اعتبار تھا شہر قاہرہ کو روانہ کیا اور ہاشم نے  
 اسپین اور اسکے قریب کے جزائر میں اپنی تجارت کا بازار گرم کیا اور  
 سرحد تجارتان ہوا قاسم کو بھی اسکے دوستوں نے صلاح دی کہ  
 افریقہ کے مغربی جزیروں میں اپنی دکانیں بڑھا دے اور کئی لاپچی اور  
 مال مردم خور جمع ہو گئے اور ادھون نے اوسکو اپنے دام کر میں یہا  
 بھانسا کہ اوسنے اونکا سا بھا قبول کر لیا اور شہر قاہرہ سے اپنا کاروبار  
 بند کر کے خود مورکو کو روانہ ہوا اور اس سفر کی وجہ سے ایک دوسرے کے  
 حال سے بے خبر ہو گئے نہ قاسم کو معلوم تھا کہ ہاشم و روح افزا  
 کہاں ہیں نہ ہاشم کو خبر ہوئی کہ قاسم کدھر گیا اور بہن بچاری کہاں ہی  
 و روح افزا بوجہ عدم انکشافات حال بھائیوں کو ساری عیش و آرام کو  
 ہیج جانتی تھی اور بھائیوں کو فراق اور تعلق پدر سے ایکدم قرار نہ لیتی تھی غرض  
 اسپر عرصہ ممتد گزرا بعد مدت دراز ہاشم کثرت سفر سے عاجز ہو کر بغداد میں داخل  
 ہوا و عرصہ تک اپنی اہل کار و بار میں مصروف رہا چونکہ آدمی سنجیدہ اور  
 انتہا کو نصیبہ تھا وہاں بھی اپنی پیشہ میں نامی ہوا اور دوبار خلیفہ میں بھی سو

ہمسہو پہنچا یا سنی کہ بیشتر لین دین خاندان پیشانی کا اوسکی ذات سے  
 متعلق ہوا اور اپنی لیاقت ذاتی و صفاتی اور واقفیت رسم و راہ بلاد  
 متفرقہ و زبان دانی ممالک غیر متعارفہ سے شریک مشورہ امور مالی  
 و ملکی ہونے لگا اوسی دشنامین ایک تاجر نامی گرامی ترکستان پیشانی  
 سے آکر وارد ہوا ہشام اوسکی ملاقات کے واسطے گیا اور بیٹھا ہوا باتیں  
 کرتا تھا کہ ایک گماشتہ اوس سوداگر کے کاغذات کے پشتارے نیلے ہوئے  
 آیا اور ادب سے اپنے مقام پر بیٹھ کر تاجر کو حساب کتاب دکھلانے لگا  
 ہاشم نے اوسکو اپنے بڑے بھائی قاسم سے مشابہ پا کر استفسار کیا اور اپنے  
 منظرہ کو ٹھیک پا کر پٹ گیا اور باپ اور بہن کو یاد کر کے بہت نگہین ہوا  
 اور اپنے سامعہ لاکر بھائی کے ملنے سے شکر خدا ادا کیا اوسکو تجویسے  
 دنوں کے بعد ایک روز دربار خلیفہ میں قاسم نے ایک شاہزادہ کو دکھا  
 کہ مذکور شہر قاہرہ میں مصروف ہے اور اوسکے باپ کے اوصاف  
 بیان کرتا ہے قمر سے پہچاناکہ شاید وہ اوسکی بہن کا شوہر ہو سکتے  
 اور بھی حالات پوچھنے لگا آخر کو ثابت ہوا کہ وہ شاہزادہ اوسکا بیٹا  
 ہے چنانچہ دوسری صبح کو مع قاسم کے اوس شاہزادہ کی دولتہ پر  
 گیا اور اپنی قرابت کا اظہار کیا باسٹماع اوسس مزود جان خواہ کے  
 وہ خوشی سے بانغ بانغ ہو گیا بعد مدح و فدا کو مطلع کیا اور ہوا دنوں کو

محل میں یکیا تینوں بھائی بن ایک دوسرے سے ملکر انتہا کو شاد ہوئے اور ایک دوسرے کا حال پوچھنے لگے ہاشم نے اپنی سرگشتی یوں بیان کی :

### ہاشم کی داستان

کہ میرا حال اسوقت تک کا تم خود جانتی ہو کہ جب والد نے سفر آخرت کا کیا اوسکے بعد میں نے یہ تو سنا کہ تم دشمن کو روانہ ہو گئیں لیکن پھر کچھ نہیں سنا اور یہاں اگرچہ میں عرصہ سے وارو تھا اور تمہارے شوہر سے بھی ملتا رہا مگر چونکہ میں نے اوسکو کبھی نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا کہ میرا بیٹا فرزند رشید خلیفہ ہے نہ میرے گمان میں تھا کہ تم بیان ہوگی اسلئے میں نے کسی سے کچھ پوچھ پچھ بھی نہیں کی والد کے مرنے کے بعد تاسم نے محکو مال و سباب و نقد و کان سیوا دیکر اپنا کار بار جدا کر لیا میں اگرچہ طالب اسکا نہ تھا اور پسند نہ کرتا تھا کہ بنے ہوئے کارخانہ کو طرح بگڑنے دوں لیکن بھائی کی تجویز سے لاچار ہوا اور بطرح ہوا پھر میں نے اپہین کے ملک میں بیواہ تجارت کا جاری کیا ہنوز جیسا میں چاہتا تھا فروغ ہوا تھا کہ سنا تاسم نے دکان خرپولی اور شہر قاہرہ کو بند کر دیا اور کسی ملک غیر کو چلا گیا ہاتھ اسکے ایک محاشہ یہودی کو سیوا میں چھوڑ کر میں خرپولی کو آیا





مختلفہ نغمہ اور آئینہ محمول



تو صرف اس قدر معلوم ہوا کہ اپنے بعض دوستوں کے مشورہ کے مطابق  
 قاسم جزائر مغربی افریقہ کی طرف چلا گیا ہے کیا کمون اس خبر نے مجھے  
 کیسا رنجیدہ اور شکستہ دل کیا اور زیادہ بیخ و بوم کا یہ سبب ہوا  
 کہ اس نواح میں بھی جو انکشافات حال کیا تو کچھ بتا نہلا آخر مجبور ہو کر  
 چھ مہینے کے بعد پھر سیوٹا کو گیا اور اس قدر پریشان ہوا کہ قریب دیوانگی  
 میرا حال پھونچا نہیں غور کرو کہ عقوڈی سے عرصہ میں مان باپ کا مرنے  
 اور تیسے پھڑنا اور بجائیکا سر پرستی سوا تھہ اوٹھانا کیا عقوڈا تھا کہ اوپر  
 اور کی عقوڈی کا بیج سانس ہوا لیکن تردد و بیا دلا بہل سمجھ کر اپنی اوپر  
 جبر کیا اور محکو سفر ترپولی میں اگرچہ عرصہ قلیل گزرا تھا الا جو کچھ میرا  
 نقصان بوجہ خیانت اس گماشتہ یہودی کے ہوا وہ بہت زائد تھا  
 جس کو میں اور بھی تنگدل اور پریشان خاطر ہوا و اوضاع و اطوار  
 اہل روزگار پر مطلق اعتبار نہ تو کیسکو ترپولی میں اس لائق دیکھتا تھا کہ  
 وہاں پر کارخانہ جہاؤں نہ مصر کو ملک میں جانے کو جی چاہتا تھا نہ کسی اور  
 مقام میں سواہی ذات جناب باری کو میں دودھار پانا تھا جہاں تھا کہ خدایا  
 کیا کروں اور کس صورت کو ایام زندگی کو کاٹوں حاصل کلام یہ ہو کہ کوئی توبہ  
 رہت نہ آئی اور سواہی اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ اپنا مال و اسباب یورپ کے  
 ملک میں خود بیجا کروں اور وہاں کی اشیاء جہاں جہاں کی کار آمد ہوں

کچھ بچا کر دیا چنانچہ ایسا ہی کیا اور چند مرتبہ اسپین اور جزائر پر یوس  
وسنیٹ جارج اور کناسی اور سسلی کو آیا گیا اور اپنے مطالب اور  
مقاصد پر بخوبی کامیاب ہوا اور استدر تجربہ حاصل کیا کہ بڑے بڑے  
سفرون پر دلیر ہوا اور قسطنطنیہ کو چار بار گیا اور چین کا سفر دور دور بھی  
کیا اگرچہ تمام اپنے حالات کو مشح بیان کر دیا تو ایک فقرہ چاہی لہذا انکو  
اور وقت پر متوقف رکھا ہوں مگر چند امور جنکو کسی بھولو کا بیان کرنا ہوں

### مان کی فرزند پر شفقت

جبوقت کہ میں ترپولی سے بہ قصد چین کے جہاز پر سوار ہوا اور بحر  
ہند میں داخل ہوا تو قریب جزیرہ پوزن کے دفعتاً طوفان شدید آیا  
ہلوگ تو اپنی اپنی فکر میں حیران ہی تھے کہ خوشن ہو کر جہاز کے  
خلاصیوں نے نل جہاز کا کہ سائنے بڑی روشنی نظر آتی ہے حقیقت میں  
وہ عجیب مصیبت کا وقت تھا اور یوں اسکے کہ دریا کا سفر کر کو اس سے  
آدھی جزیرہ حاصل کرے کی طرح سمجھ میں نہیں آتا کہ آندھی کا چلنا  
اور عظیم امواج سے جہاز کا تہ دیا ہونا کیا یقین کرانا ہے لیکن کس قدر  
ہیروں سفر سمندر کے بھی خیل کرنے سے ذہن میں آسکتا ہے کہ جہاز  
بحر بلانی کے درخت و زمین نظر نہ آتی ہو اور شدت ہو اسے

امواج دریا جو چھوٹی چھوٹی ندیوں میں چار پانچ اصل اوستھی ہیں وہ سمندر میں ہائسون بلند ہوتی ہیں اور جہازوں کو کبھی غلک الانگلک پر اور کبھی سخت افشری میں پہنچاتی ہیں اور سواے اسکے کہ خدا ہی بیڑا پار لگا دے ہر ایک پنجہ موت اور قبضہ قابض امواج میں آپ کو اسیر دیکھتا ہے اور رہائی کا کوئی راستہ نہیں پاتا نہ تو کسین انسان نظر آتا ہے کہ معین ہو سکے نہ نشان زمین کا ملتا ہے کہ اور نہیں تو تیری کمر نکل جانے کا دھیان دلیمن آسکے فقہ مختصر اوسی حالت طوفان میں کہ جہاز طلاطم امواج سے تہ و بالا ہو رہا تھا دفعتاً پھر غلامیوں کی آواز بنے شنی اور خبر روشنی کو مژدہ جانبری جانا کہ کسین زمین ہے ہلوگ لفل نکلگر دیکھنے لگے کہ شاید در طہ ہلاکت سے بچ جاوین میں سچ کتا ہوں کہ وہ وقت میری نگاہ کے سامنے پھر رہا ہے کہ جہاز کبھی آسمان کے قریب پہنچا ہے اور کبھی گاؤں زمین کے قرین گرتا ہے اور روشنی کی جانب حسرت کی نگاہوں تک ٹکی لگ رہی ہے دل سے دعا خود بخود نکلتی ہے کہ الہی کی سطح جو عالم باقی ہے جلد ملے ہو جاوے اور زمین کے قریب جہاز ہمارا پہنچ جاوے کہ اکاہ ناخذ انے پکارا کہ کیون دیوانے ہوئے ہو بیان ہرگز زمین نہیں ہے اور یہ روشنی جو نظر آتی ہے سطح آب پر ہے اور مقرر کوئی جہاز جلتا ہے اور ٹبری آگ لگی ہوئی ہے خدا جانے کون سیارے اکبر سے پہنچا

یہ سنتے ہی ہلوگ سرد ہو گئے اور اپنی مصیبت کو آسان دسہل سمجھ کر  
 اون لوگوں کے حال پر جو اوس آتش زدہ جہاز پر سوار تھے روزِ نگو  
 نا خدا نے کہا افسوس اسوقت میں کہ ہم خود اپنے موت کے منتظر ہیں  
 کیا مدد اون بچاروں کی کر سکتے ہیں لیکن دنیا امید پر قائم ہے  
 اور ڈھارس اور دلاسا عالم اسباب میں عجیب چیز ہے اسوقت میں  
 یہ ہی معلوم ہوتا کہ دوسرا جہاز اون کے قریب ہے بچاروں کو غنیمت  
 ہوگا ڈوبنے کو تنکے کا سدا بھی بہت کچھ ہوتا ہے کچھ نہ کچھ اونکو بہت  
 ہوگی اور عنایت الہی سے کیا عجیب ہے کہ جو ہوا اسوقت چل رہی ہے  
 قائم رہے اور ہمارے جہاز کو اون تک جلد بچو بچا دیوے پس بہتر ہے  
 کہ تو بہن چھوڑی جاوین چنانچہ فی الفور پانچ آواز توپوں کی اس غرض سے  
 کہیں کہ خاطر جمع رکھو ہم مدد کو آتے ہیں مگر تقدیر کے آگے کوئی  
 تیرسریش نہیں جاتی یا تو ہوا ہلکوا دسی جہاز کے جانب کیسے  
 ہو جاتی تھی یا یکبارگی اونکی تقدیر اولٹ گئی اور ہوا پلٹ گئی و ہمارا جہاز  
 پیچھے کو چلنے لگا اسوقت جو جوش ہمدردی کا ہمارے ناخدا کو تھا  
 ہم بیان نہیں کر سکتے ہمارے ساتھی بھی اون لوگوں کی مصیبت پر جو ملے تھے  
 جہاز پر سوار تھے روتے تھے غرض صبح کے قریب ہوا پھر موافق ہوئی  
 لیکن وہ کم بخت اگل کبیلر نہ بچھی صبح کے آٹھ بج گئے ہوں گے

کہ ہمارا جہاز اوس جہاز سوختہ کو قریب چھوچا میں نہیں کہہ سکتا کہ براکبان  
 جہاز مذکور کو کیسی خوشی پہلوگوں کو جہاز کو دیکھ کر ہوئی ہمارے ناخدا فی جھوٹی جھوٹی  
 کشیان اپنی جہاز کی کھول کر اوس جہاز کی طرف دوڑا میں اور اوس جہاز کو ناخدا  
 بھی اپنی جہاز کی منہ پوتیان کھول کر پھر بجائی آدمیوں کو چڑھایا مگر مشیر ملکوتی اور اکثر  
 مگر تو پھر جو پھر تو وہ کود کود کر کشیوں پر چڑھ آئی اور سب نے بالاتفاق جہاز کی گنگ  
 بھانیں تیری کوشش کی اور نہایت مشکل سے بھجائی اوس ہل چل میں کوئی  
 کیسکو نہ پونچتا تھا کہ کون کمان پر کون جاکون مرادہ حال اور ہول جو  
 قیامت کو ہوگا اوس جگہ سے بخوبی قیاس ہو سکتا تھا کہ ہر شخص اپنی ہی فکر  
 میں مبتلا تھا اور بامید حایت جو جھکو دوسوڑ پاتا تھا اوس سرگزرانا تھا  
 جلوگوں نے بھی مشقت شدید اٹھائی اور ادون لوگوں کی آسائش اپنی  
 آرام پر مقدم جانی اور جہاز سوختہ کو مع اور کشیوں کو سہارا دیا و نہرا دوسری  
 تیسری روز بندر میللا پر لنگر انداز ہوئے اور سوختہ کی خوشی بھی جھکو نہ سکی  
 اور راکبان جہاز سوختہ کی مسرت ہمیشہ یاد رہی وہ سب چھوٹے  
 بڑے پنجاس آدمیوں سے کم نہونگوں کوئی تو ادین سو ناچتا تھا اور کوئی  
 گاتا تھا کوئی لب بے خاموش کوئی غزب و کرم میں مدہوش کوئی جان بھڑکا  
 سے شکر الہی میں رطب انسان کوئی بوجہ ضائع ہونی مال کو دل پران  
 و سرگرم فغان کوئی بے فکر جہاز پر چڑھتا اور تا تھا مختصر یہ جو کہ اس وقت

شادی و عہد تمام ہو رہا تھا اسی حالت میں ایک خلاصی نے شور کیا کہ جہان  
 سوختہ کے ایک مجروح میں کراہنے کی آواز آتی ہے یہ سنتے ہی ہر ایک  
 تجسس اور تلاش میں مصروف ہوا دیکھا کہ ایک بوڑھا عورت اپنے  
 زانو پر ایک جوان کا سر رکھے ہوئے چھت کی جانب مگران ہے و ایک  
 تختہ جہاز کا ٹکڑا ہوا اس کے سر پر گرا چاہتا ہے اوس خوف سے اوس سے  
 بولا تو نہیں جاتا مگر نہ کھلا ہوا ہے اور سانس آتی جاتی ہے اور وہ جوان  
 زخمی بھی بدحواس زانو پر بڑھیا کے سر رکھے ہوئے پڑا ہے کبھی کبھی بڑی دیر  
 میں شکل سے کراہ دیتا ہے بھانڈا اس حال سراپا ملال کے ہلوگوں نے چاہا  
 کہ بڑھیا کے زانو سے اوس جوان کا سر سر کا دین پس جیسے ہی ہلوگوں نے  
 اوس جوان کے سر کو ہاتھ لگایا تو وہ بڑھیا بخود تھی یا ماند اوس مسافر کے  
 جو کسی مقام مخوف پر اپنے گھسری و اسباب پر ہاتھ رکھے ہوئے سوتا ہو  
 اور کیسا ہاتھ لگتے ہی چونک پڑے اور پکڑ لیوے جوان سے لپٹ گئی  
 اور چاہا کہ کچھ بولے مگر آواز نہ نکلی قرینہ سے معلوم ہوا کہ وہ چاہتی ہے کہ  
 پہلے ہلوگ اوس جوان کو ادھار کر باہر نکالیں چنانچہ کئی آدمیوں نے اور  
 مرد کو تھامنا اور کئی ایک نے بڑھیا کو سہارا دیا اور باہر لا کر دیکھا تو کہیں  
 اثر چوٹ یا زخم کا اوس ضیعفہ پر نہ تھا البتہ اوس جوان کے سر پر ایک  
 زخم بوجہ مرنے ایک تختہ کے نظر آتا تھا معلوم ہوا کہ وہ عورت بوجہ زخم

پنہ کے تڑھال ہو گئی ہے لہذا چاہا کہ دو چار چھپ چھپی کے پلا دین با طاقت  
گفتار ہو چنانچہ ایک چھپاؤ کو منہ میں ڈالا اور عالم بخودی میں اوسکے جلق سے  
اوتر گیا الا دوسرا چھپاؤ نے نہ پایا آنکھ کھول کر اوس جوان کی طرف  
نکلا حسرت سے دیکھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ چاہتی ہے کہ پہلے  
اوس جوان کو پلا دین چنانچہ جب اوس جوان کو پلانا شروع کیا تو دو تین  
چھپے اوسنے اور پتے لیکن امنوس ہے کہ کہنی روز کی بھوکھ اور پیال  
سے وہ ایسی ضعیف ہو گئی تھی کہ اوسی روز جان بحق تسلیم ہوئی اور  
اوس جوان کی حالت مریم بی سے اچھی پائی گئی اور ایک ہفتہ میں طاقت  
گفتار کی آئی تو اوسنے بیان کیا کہ وہ بڑھیا اوسکی مان تھی جبکہ گھبرا کر  
وہ مجھ سے باہر نکلنے لگا تو ایک تختہ اوسکے سر پر گرا اور اوسکے صدر  
سے سر پر سخت چوٹ آئی چنانچہ گھبرا کر گرا مان نے دوڑ کر اٹھایا پھر اوس  
غش آگیا اور کسی نے شور و غل اوس ضعیفہ کا نہ سنا نہ تو محبت فرزند کی  
سے بیٹے کو چھوڑ کر باہر آئی نہ آواز اوسکی کیسے کان میں پہنچی بھانسی کہ  
چلا تے چلا تے اوسکی آواز بیٹھ گئی پھر جو اوسنے دیکھا کہ ایک تختہ او ر گرا  
چاہتا ہے اوسکے طرف دیکھتی رہی اور بھوکھ پیاس کی پر دان کر کے اپنے  
فرزند کے سر کو زانو پر لیے بیٹھی رہی اور چھت کی طرف دیکھا کہ اور باد وجود  
طوفان شدید اور بلندی شعلہ ہائے آتش اور کثرت دھوئیں کی بھی



شفقت ماری سے منہ نہ موڑا اور کسی طرح اپنے دل بند کو نہ چھوڑا کیا  
کہ مرتے وقت تک بھی وہ ہی جوش الفبت رہا دسویں روز جبکہ ہم گئی  
اوس جہاز سوختہ کے لوگوں سے مرض ہوتے تھے وہ جوان بھی دنیا  
سدہا اور معلوم ہوا کہ دماغ کے اندر صدمہ سخت چھوٹا اور بچھا اوسکا  
ہلکیا تھا ہلوگوں کو بھی دونوں کے مرنے کا الم شدید ہوا ہمارے  
ناخذانے ہمدردی کے سوا ایک بڑا کام یہ کیا جو لائق ہزاروں تحسین  
اور قابل کڑوروں آنسہرین کے ہے کہ راکبان و ناخذار جہاز سوختہ  
بعد اواسے شکر جان بچانے کے اپنا اپنا مال بکال خوشی و رضا ہمارے  
ناخذانے کے مدبر و پیش کیا دکھا کہ اپنے اوس نقصان کا جو بوجہ قیام نقصان  
کے جو اس کے استداد و اعانت کے سبب ہوا ہے صلہ بیوی اور جان  
بچانے کے احسان کو قائم رکھتے لیکن ہمارے ناخذانے انکار کیا  
اور کہا کہ نہ میں عرب کا بدو ہوں نہ افریقہ کا لوئیرا نہ ہندوستان کا ٹلگ  
و پٹھارا کہ تمہارے اوس مال کو جو تقدیر ہی سے بچا ہے اور گو قیمت  
میں کتنا ہی زیادہ ہے لے لوں اور تمکو محروم کروں مگر ہاں نجاسے  
اس نقد مرد کو امید نہ رکھتا ہوں اور اپنا یہ حق مقرر کرتا ہوں کہ خدا بخشنے  
اگر کسی پر تمہاری سی مصیبت آوے تو اوسکی ایسی ہی مدد کرنا جیسی تم نے  
پائی اور خوشی خوشی اوس پر رخصت ہو کر لنگر اٹھایا اور منع انجیر حاصل

چین کو طے کر کے کاشاں پہنچا \*

## فرزندوں سے والدہ کی اطاعت

بعد اس ماجرے کے کہ جسکو میں نے بیان کیا چین کی قلمرو میں پونچھ کر اکثر اون مقامات میں جان غیر ملک کے آدمیوں کو آنے جانے سے نہیں رکھتے مین ٹھہرا حقیقت میں جیسا کہ بتا تھا دیسا ہی ملک تھا آباد و زرخیز بابا اور زیادہ تر اسوجہ سے بھی خوش ہوا کہ وہاں کے باشندی عادت جلی اطاعت والدین کی رکھتے ہیں اور سرور تعمیل احکام میں تفاوت نہیں کرتی بلکہ بعد انتقال ماں باپ کو بھی اونکا آداب اور نام قائم رکھتے ہیں چینی عورتیں مسلمانوں بھی کہیں زیادہ پردہ دار ہوتی ہیں اور نقاب اوڑھ کر بھی گلی و کوچہ میں نہیں نکلتیں وغیرہ آدمیوں سے بات چیت ہرگز نہیں کرتیں اور امور پردہ داری میں وہاں کے باشندے اسقدر اہتمام ملتے کہتے ہیں کہ کم سنوں میں لڑکیوں کے پانوں پر کپڑے کی پٹیاں بامضبوط فیتہ باندھ دیتے ہیں تاکہ اونکے پانوں بڑھنے نہ پاویں اور اس تدبیر سے ایسے چھوٹے چھوٹے پانوں وہاں کی عورتوں کے رہ جاتے ہیں کہ وہ بیچارے قابل رفتار نہیں رہتیں ہمارے ہمارے نزدیک یہ رسم کسی ہی بڑی

اور زبون بھی جاوے۔ الا مردوں کے سواے اوس بلاؤ کی عورتیں بھی  
چھوٹا پانوں ہونا کمال حق اور دلیل شرافت کی جا کر خود سی کرتی ہیں  
اور اپنے پانوں کا چھوٹا ہونا اچھا سمجھتی ہیں اور بمقابلہ اوس حسن  
نازیبا کے چلنے پھرنے سے عاجز ہونا پسند کرتی ہیں چنانچہ یہ بھی ایک  
بڑی وجہ اونکی پردہ داری کی ہے جب بین کشان میں وارد تھا  
میرے مکان کے ایک چینی کا مکان تھا اوس میں کبھی کبھی صرف ایک  
جوان کو میں آتے جاتے دیکھا کرتا تھا سواے اوس کے اور کیسی آمد رفت  
اوس گھر میں نہ تھی البتہ ایک عورت کی آواز کہ یہ سخت ہشیر سامنے  
ہوتی کہ وہ دن بھر رخصتا ہو کر مہجلائی اور جو حسین آتا تھا اپنے زبان  
میں چلا چلا کر کہتی تھی تو بھی یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کس پر رخصتا ہوتی  
ہے اور کسکو دھمکایا کرتی ہے کیونکہ دوسری کسی عورت کی آواز بھی گوش  
نہوتی تھی جب چندے عرصہ میسری استقامت کو گذرا  
و اور ہمسایہ کے لوگوں سے تعارف ہم پہنچا تو دریافت سے  
معلوم ہوا کہ وہ کرگیا ایک بڑھیا اندھی بوہ ہے اور سواے  
اوس جوان کے جو اوس کا سرزندہ ہے ایک دختر بھی  
رکتی ہے بیٹا اکثر باہر محنت و فردوسی کرتا ہے اور دوسرے  
تیسرے روز محنت پا کر آتا ہے پرمان کی خدمت کے لئے

وہ تر نیک اختر گھر میں رہتی ہے بوڑھیا ہمیشہ سے بد مزاج ہے اور بھیا  
 بھی وہی خود بدولت اپنی خوئے زشت سے ہوئی ہے باسواع اس کے  
 میں پہلے سے زیادہ مشتاق ہوا اور چاہا کہ اوس جس جان سے ملاقات  
 حال واقعی پوچھوں چنانچہ تیرے روز جو وہ گزر کو آیا تو میں نے خوش  
 کر کے اوسے بلایا اور ابتدا سے اوس کے حالات بدین غرض پوچھے تا  
 معلوم ہو کہ اوسکا باپ کب اور کس عارضہ سے مرا اوسنے اور تو سب  
 سزگشت اپنی راست راست بیان کی مگر وجہ نامیا ہوئی اپنی مان کی  
 اور سبب موت اپنی والد کا کچھ بھی بیان نہ کیا بلکہ خاموش ہو رہا  
 میرے کمال اصرار پر ملتی ہوا کہ میں نہ پوچھوں جس سے میرا اشتیاق  
 بقصداً الانسان حریص بامنع پہلے سے بھی بڑھ گیا اور دوسرے  
 وسیلہ سے جو باہر حال ہوا آخر ایک فریب تر ہمایہ سے میں نے  
 استفسار کیا اوسنے بمقابلہ اوسی جوان کے بیان کیا کہ باپ اس  
 سعادتمند و فاشار کا انتہا کو صاحب سلیقہ اور عاقل و جاکش و  
 خبر رس مخاشب و روز محنت و مشقت کرتا تھا اور اپنی قوت  
 بازو سے بہت کچھ پیدا کر کے چین و آرام سے بسر کرتا تھا چاہے  
 برس فراغت اور آسائش سے اوسنے بسر کیے نہ تو شادی کا ارادہ  
 کیا نہ دلہن اوس کے خانہ آبادی کا خیال گذرا بعد اوس کے غمزدن

اور دوستوں نے سمجھایا کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے موت ہر وقت سر پر کھڑی ہے بقائے نسل ضرور ہے تا بعد مرگ نشان قائم ہو اور باپ و دادوں کا نام گم نہ ہو جاوے دوستوں اور عزیزوں کی اس صلاح دینے کا سبب یہ تھا کہ ہمارے ملک میں جو شخص اولاد نہیں رکھتا وہ نہایت بد اور برا سمجھا جاتا ہے اسلئے ہر شخص کو خواہش رہتی ہے کہ بعد اپنی اولاد کو چھوڑے تا وہ مراسم تعزیت کے بجالاوے اور نام اپنے آبا و اجداد کا روشن رکھے بہر حال لوگوں کی صلاح سے وہ لاچار ہوا اور اس بیودہ عورت سے جسکے جنجلانے کی آواز سے آپ مکدر ہوتے ہیں شادی کی بعد چندے یہ لمبی بڑی بد مزاج نکلی بات بات پر بکڑتی تھی اور کسب کسب شوہر کو کل نہ لینے دیتی تھی حالانکہ وہ بیچارہ جو کچھ کھانا تھا اسی سامنے رکھتا تھا اور اپنے علم و بردباری سے جو رو کو بے عقل اور ناقص فہم جانکر اس کے غصہ اور خفگی کو برداشت کرتا تھا اور کبھی چین بہ چین نہوتا تھا بیان تک کہ یہ لڑکا اور اسکی بہن پیدا ہوئی لڑکی کا سن چودہ برس کا ہوگا کہ ایک روز اسکی ماں کھانا پکاتی تھی اور لڑکی نادان بوجہ صغیر سی نزدیک جا جا کر کوئی چیز اٹھا لیتی یا حسب معمول لڑکوں کی کوئی ایسی حرکت

رتی کہ جس سے کھانا پکانے میں ہرج ہوتا تھا ان بد مزاج تو بھی بڑے  
 پٹے مار پیٹ کر کے باز رکھا اور جب اوپر بھی وہ لڑکی روپیٹ کے  
 پھر تر دیک آئی تو ایکبارگی اوٹھا کر نہایت برہمگی سے ایک بلند طاقت پر  
 بیٹھا آئی اور مطلق پروانگی کہ اگر اوس طاق سے لڑکی اوٹریکا ارادہ کریگی تو گر کر ہلاک  
 ہو جاوے گی بلکہ انوکھ کام میں ناک بھون پڑا کر پھر مشغول ہوئی اور سچالت میں کم نچی کا  
 لہذا باپ آگیا اور لڑکی کو عجب مصیبت میں روتا ہوا دیکھ کر اوٹھا لیا  
 اور دلاسا دیکر چپ کرنے لگا و باوجود غصہ اصلاً و مطلقاً اوس قسماً  
 کا مواخذہ بی بی سے نہ کیا باہین مہم بی بی کو ناگوار گذرا لیکن خدا جانے  
 کیا نیکی کے دم میں تھی کہ ضبط کیے رہی اور کھانا پکانے میں مشغول  
 رہی تھوڑی دیر میں لڑکی پھر اوس تنبیہ کو بھول بھال گئی اور پھر  
 اپنی مان کے پاس دوڑ کر گئی بجز اوس کے چھوٹنے کے وہ مادر  
 مہربان سخت مشتعل ہوئی اور باپ کے دکھلانے کو بے دردی سے  
 مارنے لگی تب باپ کو صبر نہ آیا دوڑ کر شکل سے چھوڑا با صرف  
 اس قدر غصہ میں کہہ نکلا کہ لے کھانا اپنے سر پہ ڈال لڑکی کی  
 جان مار مار مت نکال یہ سنتے ہی چوٹے پر جو دودھ گرم ہو رہا تھا  
 ایسے شیر نے اپنے سر پہ ڈال لیا اور فوراً اندھی ہو گئی و سلا  
 منہ مجلس کر کالاجو گیا اس صدمہ سے شوہر شرمندہ ہوا اور

خلافت اسکے کہ اندھ ہوئے بلکہ مرجائے پر ایسی بیکار عورت کے سرور ہونا اپنے گے میں آپ چھانسی ڈال کر مر گیا اور قصہ اپنا فیصل کر گیا اور سوقت جو مصیبت اس نونال باغ سادات نے اوتھائی میں کہا بیان کروں صغریٰ باپ کا سوگ فیق معاش مان کا علاج تصور کو کافی ہے اور ان سب پر شب و روز غلگی اور جھجلاہٹ ان کی جو پہلی زبادہ ہو گئی تھی بالاتھی آفرین خزا آفرین کہ اسے سب کچھ آسانی سے برداشت کی محنت و مزدوری کرتا تھا اور خود ہی کھانا کھا کر مان اور چھوٹا بہن کو کھلاتا تھا اب کہ ماشار اللہ بہن سبانی ہو گئی ہے اور نیک نجت ہے ایسے مطمئن ہو کر نوکری کر لی ہے اور اسی وجہ سے گھر میں کمتر آتا ہے پکانا کھلانا مان کا دختر نیک اختر کے حوالہ ہے وہ دیوانی بیوہ گو کہ اپنے گھر کو ویران کر کے فرزندوں کو یتیم کر چکی ہے اور اندھی ہو کر بلا استعانت حواج ضروری بھی رفع نہیں کر سکتی تو بھی غصہ کو نہیں چھوڑتی بیچا لڑکی اگرچہ اکثر بیمار بھی رہتی تھی پر اپنی مان پر درود کھ اٹھا نہیں کرتی اور وہ اندھی عقل بھی نہیں رکھتی کہ قرنیہ سے دریافت کرے اور صحت و علالت کو پہچانے باد صفت اس فرمانبرداری کے کہ حالت تندرستی اور مزاج کی ناسازی کو یکساں وہ لڑکی سمجھ کر ادنیٰ اشارے پر اپنی مان کے سارے کام کرتی ہے اور کسی عنوان سے مدد ملے گی نہیں کرتی

پر وہ اپنی بد فراموشی سے باز نہیں آتی نہ کسی کے کہنے سے مانتی ہے  
 بیچھائے سمجھتی ہے راندن بڑبڑایا کرتی ہے اور وہ لڑکی اُن تک نہیں  
 نہ جواب دیتی ہے پچیس برس سے ہم ایک حالت میں دیکھتے ہیں اور  
 سر مو اطاعت میں فرق نہیں پانے اکثر جھولیوں اور پٹریوں نے  
 اوس لڑکی کو صلاح دی کہ شادی کرے لیکن وہ نہیں مانتی اور کہتی ہے  
 کہ اگر وہ شوہر کرے اور اُسکے بیان چلی جاوے تو مان کی ہمت  
 کون کرے گا اور اسی خیال سے فرزند بھی اپنی شادی نہیں کرتا کہ مبادا  
 اوسکی جو رد کا مزاج مان کی خفگی کا متحمل نہ ہو تو بجائے خوشی اور آسائش  
 کے بیچ میں پڑے بدریافت اس حکایت کے مجھ کو حسب قدر بہ سبب  
 اطاعت اور فرمانبرداری کے اون لڑکوں سے محبت ہوئی اور بقدر  
 اوس ضعیفہ سی نفرت ہو گئی و اوسکا شوہر تو کمال بے وقوف معلوم ہوا کہ  
 تاحق کو حرام موت مر گیا پر چند روز کے بعد وہ بدگمانی جو اوسکے شوہر سے  
 مجھے ہوئی تھی جاتی رہی اور معلوم ہوا کہ چین کے آدمی اکثر تھوڑے  
 امور کردہ پر اپنی ہلاکت سہل جانتے ہیں خصوصاً ایسی صورتوں میں  
 کہ جیسی اوس نالایق بیوہ کے شوہر کو پیش آتی تھی بلکہ جب کہ  
 کسی کی وجہ سے کوئی اپنا ضرر آپ کر لیوے تو جس سے وہ ضرر منسوب  
 ہوتا ہے عموماً مہربانے ہیں چنانچہ مجھے اکثر لوگوں نے کہا کہ اگر شوہر



اوس ضعیفہ بد مزاج خانچہ نہ مہربانا تو راہ کے قانون کے مطابق  
مواخذہ میں پڑا کہ کیوں اپنی جو رد کو اندھا ہونے دیا بدربافت  
اس نالایق قانون کے بن و بان کی حکومت سے بھی جو باعث  
خود کشی تھی انتہا کو متغیر ہوا +

## بہن کی بھائی سے افیت

اول مرتبہ جبکہ بن قسطنطینہ دار السلطنت ترکستان پورپ بن ولید تھا  
تب میرے زیر نگاہ ایک بڑی عمارت تعمیر ہو رہی تھی اوسپر مزدور  
اس کثرت سے کام کرتے تھے کہ اگر میں قداد ادکی بیان کروں تو  
مبالغہ سمجھا جائے گا اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ فردور اور لایق  
سیٹیون — اور ہوشیار کار گیر دن و دناشند کام لینے والوں کا کوسر  
عمارت کے گرد جھرمٹ عا شام کو جبوقت اپنے اپنے کام سے عمارت  
پاکر سب یکجا ہوتے تھے تو ایک بڑی فوج کا پرا معلوم ہوتا تھا عمارت  
کے گرد اگر د مضبوط مضبوط رستیون اور مستحکم مستحکم تنوون سے پارہن  
بندھی ہوئی تھیں اور وہ ساری آدمی پارہنوں پر کام کرتے تھے بڑی  
بندھی پر ایک گنبد کے چاروں طرف جو لوگ کام کرتے تھے وہ تھیں  
بندرون کے نظر آتے تھے اوس بندھی پر کہ چکے تصور سے ٹپٹپٹ

میرے پانوں خیراتے ہیں کام کرنا اوصین لوگوں کا کام تھا ایک رو  
 دفعتاً قرب شام کو ایک پاڑہ پر جو بلند تر تھی آگ کا شعلہ ٹھہرکا اور غلغلہ  
 بلند ہوا میں بھی سر اسبہ گھر سے باہر نکلا آگ کے دیکھنے سے میرا دل  
 کانپنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ پانی چھوچھانے کی اوس بلندی پر کیا  
 تبریر ہوگی زینہ پہلے ہی جل کر جدا ہو گیا تھا رشی سر دور دن کے پاس  
 پاڑہ پر موجود نہ تھی کہ جس سے پانی اوپر کھینچ سکتے نیچے سے باقی چھوچھانے  
 کی کس طرح گنجائش نہ تھی اون بچاروں نے بھی اپنے کو مردہ جان  
 لیا تھا جس میں طرح رشتیان جلتی جاتی تھیں تختہ دستوں جدا ہو کر  
 زمین پر گرنے تھے اور آدمی بھی اوس کے ساتھ گرتے جاتے تھے بعض  
 دیوار سے چٹے ہوئے تھے کچھ گنبد سے پٹے ہوئے تھے عالم حشر کا  
 برپا تھا القصد جتنے عضوی بچاؤ کے حود اون بچاروں کی اور جلوگوں  
 نے کہے بیکار گئے اکثر لوگ اوس بلندی سے نیچے گرو گرتے ہی  
 پاش پاش ہو کر مر گئے و بعضے سسکنے ہوئے غریزون و دوتوں  
 نظر آئے اور خال خال مجروح شدید ہوئے اور جو پاڑہ کو گرجا تک  
 دیوار دن سے چٹے رہے وہ سب بچ گئے ایسے کہ نیچے سے  
 ہم لوگوں نے بھی اونکی اذکار نے کا بند و بست کیا اور ضرر پہونچنے  
 کے ابواب کا انداد کیا جبکہ وہ ہلکے ہو گیا تو بے دیکھا کہ آٹھ

نوبرس کی ایک لڑکی چاروں طرف دیوانہ وار کسی اپنے کا نام چلا چلا کر  
 لیتی ہے اور کبھی کسی سے ادسکا حال پوچھتی تھی ناگاہ ادسکو ایک  
 جوان جسکی عمر پچیس برس کی ہوگی زمین پر پڑا ہوا نظر آیا آٹھین ادسکی  
 بند تھین اور زخمون سے خون جاری تھا دیکھتی ہی وہ لڑکی پھوٹ  
 کھا کر ادسی جگہ گر پڑی مجھے یقین ہوا کہ ضرور مرگئی چنانچہ جھپٹ کر  
 مین نے ادسکو پہلے اٹھایا اور پانی چھڑک کر منہ دھو لایا لیکن  
 وہ متصل روتی تھی اور ہاے بھائی ہاے بھائی کہتی تھی مجھے ہنسکا  
 کہ مین ادس لڑکی کو ادسی حالت گریہ وزاری مین جھوڑوون یا ادسکو  
 بھائی کو دہن پڑا رہنے دون مین ادسکا گھر نہ جانتا تھا کہ پھونچا فیکا  
 مقصد کرنا پس دونون کو اپنے گھر لایا اور فی الفور ایک جراح کو بلوایا  
 اونے ادس بچارے کے حال پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ  
 باندہ بوندہ سے کچھ فائدہ نہوگا دہنے دہتہ اور باتین بانوکی ڈہیان  
 ٹوٹ کر چور ہوگئی ہین بدون کاٹ ڈالنے کے کچھ فائدہ نہوگا  
 یہ سنتے ہی وہ لڑکی پھر مہوش ہوگئی اور ادسکے جان کے لالے پڑی مین اور  
 لڑکی کو اٹھا کر دوسرے کمرہ مین لیگیا اور مجروح کو جراح کے حوالہ کر کے  
 اپنے نوکروون اور خالسا مانگو مامور کیا تھوڑی دیر مین قطع ٹرید و شبانہ  
 باندہ ہنگ برشا کر جراح فارغ ہوا تب مین مطلع ہوکر ادس لڑکی کو ساتھ ادسکو

ل آیا دوسری صبح کو اوس مجروح نے آنکھ کھولی  
 اور دیکھ کر پوچھا کہ میں کیسے طرح اور کیونکر اوس جگہ  
 پہنچا ہوں اور یہ مکان کیا ہے آہستہ آہستہ اوس لڑکی نے  
 رو رو کے کچھ کہا تب وہ میرے جانب مخاطب ہوا اور شکر گزاری  
 کے بعد بتائی ہوا کہ مجھے میرے گھر پہنچا دیجئے مجھ کو اوسکی تقریب  
 سے معلوم ہوا کہ زیر بار احسان ہونا پسند نہیں کرتا اور اس واسطے  
 اپنے گھر جانے کی درخواست کرتا ہے حالانکہ مجھ کو معلوم ہو چکا تھا  
 کہ سوائے ان دونوں بھائی بہن کے اور کوئی رشتہ دار  
 نہیں ہے اور نہ والدین اور مکان بھی دور اور اچھا نہیں  
 ایسے میں نے اوسکی درخواست کو نہ مانا اور سمجھایا کہ تمہارا سبکدہ  
 سے ہٹا جڑا ح منظور نہیں کرتا اور مطمئن کیا کہ کیسے طرح میرا احسان  
 اوپر نہوگا سوائے میرے نوکر وں اور خدمتگاروں کے کہ تمہارے  
 اور خیرداری میں مجروح کے مشغول تھے خاص نوکر بھی میں نے  
 مقرر کیے اس سامان پر بھی وہ لڑکی دن اور رات خدمت اپنے  
 بھائی کی کرتی تھی اور شاید کسی وقت شو بانی ہو مگر میں نے ہمیشہ  
 بیدار رہا دو مہینے کے بعد زخم اچھے ہوئے تو اوس مرد غیرت دار  
 نے بار بار اپنے گھر جانے کے لیے مجھے اصرار کیا لاچار

مین نے منظور کیا اور اذیکے گھر پہنچا دیا اپنے جانے کے تیسرے روز وہ لڑکی تین سو روپے میرے پاس لائی اور بہت کچھ میری تعریف اور شکر گزاری کر کے کہنے لگی کہ میرے بھائی کے معاملہ میں جو کچھ آپ نے خود فکر فرمائی اوسکا شکر تا قیامت ہمارے گردن پر ہے اور جسقدر توجہ نوکروں نے آپ کی فرمائی اوسکا بوجہ بھی ہمارے سر پر قائم ہے دوا درمن میں بھی جسقدر مصارف خیر آپ نے فرمائی اوسکے ادا کرنے کی ہموک طاقت و قدرت نہیں ہے البتہ یہ زرق و قریں موجود ہے براہ مہربانی اسکو قبول فرمایو میں نے اوسکی باتیں سنکر بہت آفرین کی اور سمجھایا کہ امی بی بی تمھو معلوم بھی نہیں ہوا کہ میرا کیا خرچ ہوا اور دنیا میں دستور ہے کہ ایک دوسرے کے کام آیا ہی کرتا ہے دیکھو جس صاحب عمارت کی تعمیر میں تمھارے بھائی نے چوٹ اٹھائی اوسنے کئی جراح مقرر کر کے شفا خانہ مقرر کیا اور اپنے مصارف سے فردوروں اور ضرر رسیدوں کا معاملہ کرایا میں اگر بار سمجھتا یا مجھ پر کسب طبع مصارف علاج گران گذرستقو میں اوس شفا خانہ میں کیوں نہ مسجد بنا جان کچھ بھی تمھارا صرف نونا تم بیچاری خورد سال ہو بھائی تمھارا بے دست و پا ہے و سواے اللہ تمھارے کے اور کوئی

فیصل و مددگار نہیں ہے تم اسکو لیجاؤ اور رکھو اور عند الضرورت اپنے کام میں لاؤ وہ نیک لڑکی پھر ہاتھ جوڑ کر بولی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد کیا بجا و درست ہے اللہ تمہارے لئے آپ کو بہت کچھ مقدور دیا ہے اور اس سے بھی زیادہ مقتدر فرماوے میں ایسی ناظم نہیں جو سمجھتی کہ صرف معالجہ سرکار کو ناگوار رہا یا کہ باسید واپس پانے کے خرچ کیا ہو میں صاحب تعمیر عمارت کی بھی حد بھر شکر گزار ہوں آپ کے بیان سے جانیکے بعد ہم لوگوں نے سنا کہ چند بار اوسنے بھی آدمی میرے گھر بھیجا اور بھائی کو تلاش کروایا مگر نہ پایا اگرچہ یہ محکو یقین ہے کہ میرا بھائی گھر پر ہوتا تو بھی خیراتی شفا خانہ میں جانا پسند کرتا تاہم احسان اوس امیر ابن امیر کا ہم پر ہو اور دعا اوسکی سلامتی کی دل و جان سے کرتے ہیں و ملازمان حضور نے تو وہ عنایت فرمائی ہے کہ زبان کمان ہے کہ بیان کریں قصائے صد و سی سال بہ صحت و عافیت و خشت و اجلال و حباہ و اقبال قائم رکھے اگر یہ زر قلیل قبول ہو جاتا تو ہلوگوں کا دل زیادہ خوش ہوتا حضور اسکا خیال ہرگز ن فراموش کہ بھائی میرا بے دست و پا ہے اور چل پھر نہیں سکتا میرے ہاتھ

باتون اوسکے چکار ہو گئے اور کھانے پینے کے لیے بھی  
 حضور کچھ فکر نہ کریں جسے پیدا کیا ہے وہ مجھ کا نہ رکھے گا غرض  
 میں اوس لڑکی کی باتون سے حیران ہو گیا اور شبکل اوس سے  
 یہ لکھ چھپا چھوڑا کہ ابھی یہ روپیہ تم لیجاؤ تمہارے گھر اگر میں  
 تمہارے بھائی کو بخوبی سمجھا دوں گا چنانچہ دوسرے روز اوسکے  
 گھر گیا اوس جوان کو بخوبی فمائش کر کے راضی کیا پھر میں  
 اکثر اوس لڑکی کو دکھاتا تھا کہ اوسی عمارت میں فرووری کرنے کو  
 جاتی تھی اور اپنی حباست اور قوت سے کہیں زیادہ محنت  
 کرتی تھی اور کہیں زیادہ اپنے برابر کی جھوکیوں سے پیدا  
 کر کے لے جاتی تھی اور تمام کام کھلانے پلانے اپنے بھائی  
 کا کرتی تھی مجھ کو جب دیکھتی تھیں کہ سلام کرتی اور دھاتیں دیتی چہ منہ  
 کئے بعد میں وہاں سے چلا آیا اور ساتویں برس میرا اتفاق  
 پھر ہوا تو میں نے خبر اوس جوان اور لڑکی کی سنگلاخی معلوم ہوا  
 کہ جان رہتا تھا اوسی مکان میں ہے دوسرے روز وہ لڑکی  
 خود میرے پاس آئی اور کہنی لگی کہ تین برس میں نے فرووری  
 کی لیکن اوسہیں مملکت بہت کم ملتی تھی بھائی کی خدمت  
 نہیں ہو سکتی تھی اور بد جہ تمنائی کے ادبیت ہوتی تھی اور

آواز دے دے ادب چھوڑ کر دھڑلے کے ساتھ رہنا پڑا تھا  
 اس لیے میں نے سوداگروں کی خوشامد درآمد کی اور اونکو راضی کر کے  
 اونکا مال ادھر ادھر لیجانا شروع کیا جب قدر مال میری  
 معرفت بگتا ہے اسکا حصہ نفع سے مل جاتا ہے دو پھر تنگ  
 میں اس مزدوری سے کہیں زیادہ پیدا کر لیتی ہوں بھائی میرا  
 اچھا ہے اور دعا سلامتی حضور کرتا ہے اسی ہفتہ میں اس  
 لڑکی کے بھائی کے دیکھنے کو میں بھی گیا اور دیکھا کہ کپڑے  
 صاف اور شفاف پہنے ہے اور ہلنگ و مکان بھی درست ہر  
 سیلا پاکوڑہ کرکٹ نام کو نہیں ہے اور تندرست بھی ہے مگر  
 ضعف عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا تھا ہمشاہدہ اس کے حال کے  
 مجھے سنج ہوا اس جوان نے اپنی بہن کی انتہاء پر کو تعریف  
 کی اور کہا کہ علی الصبح اوتھکر اپنے حوائج سے فارغ ہو کر میری  
 بیداری کے پہلے منتظر رہتی ہے کہ میں کب اوٹھوں جبوقت میں  
 جاگتا ہوں اوسیوقت منہ ہاتھ دھونے کے واسطے گرم پانی  
 لاتی ہے اور تمام ضروری چیزیں میرے واسطے منیا کر دیتی ہے  
 پھر ناشتہ طیار کرتی ہے اور پھر میرے ساتھ خوبھی ناشتہ کر کے  
 جھکوٹا دیتی ہے تب واسطے پیدا کرنے محاش کے جاتی ہے



اور تین بجے کے چلے پھر اگر مجھ کو کہہ کھلاتی ہے اور کھانا اوسکو بعد پکا کر  
 شام تک کھلاتی پھر وٹرو دیون نے بھی حد سے زیادہ ثنا و صفت اوس  
 لڑکی کی خدمت اور الفت کی کی اور بیان کیا کہ جو محبت اور خدمت یہ لڑکی  
 کرتی ہے کسی دوسرے مرد یا عورت سے ہونی غیر ممکن بلکہ محال ہے  
 دو تین مالداروں نے اوسکی خواہشگاری بھی کی پر اسنے منظور  
 نہ کیا اور جواب دیا کہ اگر میں شادی کرونگی تو بھائی کی زیست  
 کیونکر ہوگی اوسی مہینہ میں قسطنطنیہ سے میں پھر روانہ ہوا اور  
 تیسرے سال پھر جب میرا اتفاق وہاں ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ  
 لنگڑا تو لا جوان کسی عارضہ میں مبتلا ہو کر دس مہینے ہوئے کہ مر گیا  
 اور دوسرا مہینہ ہے کہ اوس لڑکی نے شادی کر لی میں نے  
 بوجہ عدم تعارف اوسکے شوہر سے قصد ملاقات کا نہ کیا لیکن  
 وہ جب سخت میرے آنے کی خبر سنا کہ اپنے شوہر کے  
 آتی اور اپنے بھائی کے حالات یاد کر کے بہت رونی اور کھنگولی  
 کہ میری خدمت کام نہ آتی وہ بیچارہ جو مدت دراز تک ایک ہی  
 جگہ پڑا رہا و چل پھر نہ سکا تو پڑے پڑے اوسکا معبدہ خراب  
 ہو گیا اور قوت باضمہ میں رفتہ رفتہ بڑا فتور آ گیا ہر چند میں  
 وضعیہ اوسکا کرتی رہی اور تقویت معبدہ کی دو تین کھلاتی پاتی

رہی الا دوا کمان تک اثر کرتی انجام کو چسپ ہو گئی اور کسی طرح  
اصلاح پذیر نہ ہوئی ڈیڑھ ہفتہ کی بیماری میں مر گیا و مجھے بڑا دلش  
کر گیا لاچار سات بیٹے میں نے بدشور گذارہ کیا اور ہو سکتا تھا  
کہ میں اس کے غم میں تمام عمر بسر کرتی اور کسی کی دست نگر نہ ہوتی  
لیکن اپنے پرانے سب مصر ہوئے کہ خواہ نخواہ شادی کر لوں  
اور کسی کی ہو رہوں تا ایام ضعف و پیری میں لاچار ہو کر محتاج  
غیر کی خواجواؤں میں نے بھی اس کے بیچ کرنے کو بیاتہ و بیکار  
دو بیٹے ہوئے شادی کر لی اس کے شوہر کو بھی میں نے ماب  
لیاقت پایا اور معلوم کیا کہ وہ تجارت پیشہ ہے اس لیے مجھ کو بھی  
اوس نیک بخت کے ازدیاد حرمت پر خوشی ہوئی و اس کے  
شوہر نے بھی بہت کچھ شننا و صفت اپنی بی بی کی محبت و اعلیٰ  
کی بیان کی اور بجد ہر گزیری دعوت کی چانچہ میں اس لڑکی کی محبت کو  
جو اس کے بھائی کے ساتھ تھی بیشتر یاد کرنا ہوں اور تعجب کرتا ہوں  
تم بھی غور کرو کہ ایسی مصیبت کے وقت اپنے بیگانے ہو جانے  
ہیں اور ایک مہینہ تک بھی کسی بیمار کی خدمت نہیں کر سکتے  
نہ کہ مدت ہائے مدید تک بکشاوہ پیشانی نماز برداری کرنا اور  
کھانا پانا پہنانا اور اپنی آسائش و آرام کو حرام کرنا بہت ہی

شکل ہے اور کماٹنیک اور شایستہ مزاج والوں کا

کام سب سے - + + + + + + + +

## شوہر کے ساتھ زوجہ کی محبت

شہر سمیرنا میں جو ترکستان ایشیائی میں ایک قدیم تجارت گاہ ہے  
 نعیم ابن قاسم بڑا سوداگر تھا اور بوجہ کثرت معاملات خرید و فروخت  
 میرا دوست ہو گیا تھا چنانچہ جب میں سمیرنا میں جانا تھا ضرور اس کے  
 ملاقات کرتا تھا اور وہ میری دعوت کیا کرتا تھا اور میں اس کو  
 اپنے گھر کھانا کھلاتا تھا اور اس کی دوستی پر بھروسہ رکھتا تھا  
 نعیم کا مکان بہت پر تکلف و آراستہ تھا و خدم و خشم بہت  
 صاحبانِ اقتدار کے حیان ہوا کرتا ہے سب کچھ اس کو مہیا تھا  
 جبکہ میں نے سفر میں کا کیا تو عرصہ تک سمیرنا کے جانے کا  
 اتفاق نہوا اور سات آٹھ برس تک نہ نعیم سے نوبت ملاقات  
 کی آئی نہ خبر و عافیت دریافت ہوئی بعد اوس کے پھر میں سمیرنا میں  
 وارد ہوا اور حسبِ عادت نعیم کے مکان پر گیا تو بجائے اس کے  
 اور غیر متعارف لوگوں کو مکان میں رہتے پا کر مستفسر ہوا تو  
 معلوم ہوا کہ اوس بچارے کو سخت نقصان چھوٹا اور کام ادا کا

بیکر گیا اور اسوجہ سے اوسنے اپنا مکان بیچ ڈالا وہ سب  
 محلہ میں کراہی کے مکان میں رہتا ہے بدریافت اس خبر کے  
 بن متالم ہوا اور جس محلہ میں وہ رہتا تھا ڈھونڈتے ڈھونڈتے  
 گیا جب قدر اوسکی ملاقات سے شاد ہوا اوسقدر مہمانہ اوسکے  
 افلاس کے رنجیدہ ہوا نعیم نے ساری اپنی کیفیت مصیبت کی  
 بیان کی دیرے بہان اپنی عادت کے موافق وہ بھی آیا  
 اور بدستور سابق مجھکو مدعو کیا چونکہ میں جان بچا تھا کہ نہ تو اوسکے  
 پاس وہ ساز و سامان ہے نہ وہ مکان ہے نہ دیوانخانہ و  
 محل سر نہ نوکر چاکر نہ کار باری غدر کیا کہ میں یار شاطر ہوں نہ  
 بار غائب مگر وہ میرے غدر سے مکدر ہوا اور رنجیدہ ہونے لگا  
 لاچار اوسکی دل شکنی رونا کر بلکہ حسب الطلب وقت پر حاضر ہوا  
 مجلس کے دروازے پر جہاں وہ بیچارہ بیٹھا کرتا تھا میں بھی  
 پیدل دھننا جا کر بیٹھا اور باتیں کرنا رہا کھانے کے وقت دستک  
 کی آواز مجلس اسے آئی نعیم اٹھا وہ مجھکو ساتھ لیکر اندر مجلس  
 کے گیا اور دروازہ مکان کا اندر سے بند کر کے مجھے ایک  
 دالان میں لیگیا جہاں صاف دستمال فرش تھا اور دسترخوان پر  
 سلیقہ سے کھانا تھا ہوا موجود تھا اور موقع سے شمعیں روشن

تھیں غرض ہم اورا داد و ستر خوان پر بیٹھ گئے حسب معمول اوس ملک کے ایک عورت نے اگر ہمارے ہاتھ دھولائے اور خود موزب کھڑی ہو گئی اور جس جس کھانے کی ضرورت دیکھی مٹا کرتی رہی بعد کھانے کے تھوہ بھی لائی اور شطب بھی دیت کر گئی غرض کسا بیکر ہم دونوں اڈٹھکرا دجگہ جہاں پہلے بیٹھے تھے آئے بن نے اوس عورت کی ہوشیاری اور سلیقہ کی از حد تعجب کی و میری تحسین بجاتھی اسلئے کہ جسقدر ماما اور خادمہ بن نے اپنی عمر میں بلاد مختلفہ میں دیکھیں تھیں کیکو اوسکا صاحب سلیقہ نہیں پاتا تھا میں سمجھتا تھا کہ میری تعریف سے فہم خوش ہوگا الا خلافت میری امید کے وہ یکبارگی رونے لگا اور بولا کہ ایصاحب منجہ بیچارہ کو ماما کمان نصیب ہے یہ نیکیخت میسری وہی بی بی ہے جو کینز بن اور خادمہ رکھتی تھی اور ابتدا سے اوسکا حال بدن بیان کیا کہ یہ بی بی ایک بڑی مالدار تاجر کی ناز پروردہ بیٹی ہے باپ اور بھائی اسکے صاحب مقدور موجود ہیں اور کمال پیار و الفت اسکے ساتھ کرتے ہیں جب میرے ساتھ اس نیکیخت کی شادی ہوتی خدا کے فضل سے ہر قسم کا مقدور محبکہ حاصل تھا جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا تھا متعدد و کثیر غلام ماما نوکر میرے

بیان موجود تھے آسائش و آرام کا سامان تمام مہیا تھا تو بھی  
 بی بی کچھ نہ کچھ خود کیا کرتی تھی اور میں اس کے بیفائدہ تکلیف  
 ادا نہ کرنے پر ہنسنا و اکثر منع کرتا تھا الا یہ باز نہ آتی تھی اور مجھ کو  
 سمجھاتی تھی کہ میں اپنی طبیعت سے عاجز ہوں نہیں ہو سکتا کہ اباچوں  
 کی طرح بیٹھے بیٹھے دوسروں پر حکومت کیا کروں بلکہ میرے کام  
 کرنے سے اور نوکروں اور لڑکوں کو غیرت ہوتی ہے اور  
 کام کاج میں اس کی مہمت بڑھتی ہے غرض ہمیشہ اس طرح محنت میں  
 مصروف رہتی تھی آخر جس وہ بساط و فضا اولٹ گئی مجھ کو اتنا  
 کی تشویش اور تردد دامگیر ہوا گھڑیوں سر کیپے سوچا کرتا تھا  
 کہ الٰہی زینت کیونکر ہوگی خواب و خور چھوٹ گیا تو اس میری باری  
 بی بی نے مجھ پر نہایت نفرت کی اور کہا کہ تھوڑی مصیبت پر نہایت  
 مارنا اور خدا کی درازی کو بھولانا کمال نامردی ہے جن اخراجات کو  
 خیال آسائش و آرام اس نیک بخت کی میں بند کر سکتا تھا اس کے  
 بند کرنے کی مجھ پر خود موکد ہوتی کینر و غلام کے آزاد کرنے اور  
 اثاثہ ایت و مکان کے فروخت کرنے اور قرض کے ادا کرنا  
 تھا کیا اور مشورہ دیا کہ چندے ایک چھوٹا مکان کرایہ پر لیکر  
 لہرا کرنا چاہیے نوکر چاکر سب چھوڑا دیے و سارا کام اپنے

ہاتھ سے اس سلیقہ سے انعام کرنا شروع کیا کہ جیسا آپ نے خود  
 آج دیکھا آپ سچ کہتے ہیں کہ جو کام کئی نوکر دن سے نہیں ہو سکتا  
 ایک سو فی صدی سے انجام کر لیتی ہے کہ مجھے ہرگز ثابت نہیں ہونا کہ میں نوکر چاکر  
 نہیں رکھتا ہر وقت میری خوشی کو اپنی رحمت اور تکلیف پر مقدم سمجھتی ہے  
 اور میرے واسطے اپنی جان پر وقت اور محنت اڑھاتی ہے  
 باوجود ان تکلیفوں کے اپنے باپ یا بھائیوں کو عسرت کا  
 حال نہیں لکھتی بلکہ تین برس سے وہ متواتر بولتے ہیں اور  
 گھر میں اونکا چہرہ سات منزل سے زائد دور نہیں ہے الا بنن جانی  
 ان سب امور پر زیادہ یہ ہے کہ چوتھا مہینہ گزرا ہے کہ مجھے یک  
 قرض خواہ نے پکڑا تین روز تک مجھ کو گھر نہ آنے دیا اور تین روزوں  
 میں جو کچھ حال اس بی بی کا میری مفارقت میں گذرا اوسکو میں  
 بیان نہیں کر سکتا ہر حال جو تھے روز اوسکو معلوم ہوا کہ میں قرض خواہ  
 کے ہاتھ گرفتار ہو گیا ہوں یہ سنتے ہی ایک سوداگر کنیر فروش کے  
 بیان جاکر ملتی ہوئی کہ اوسکو خرید لیوے اور قیمت نفلان تاجر کو  
 ادا کرے وہ کنیر فروش حیران ہوا کہ ایسی عورت آج تک  
 نہیں دیکھی کہ خود اپنے ہاتھ بکے بچھنے لگا کہ آیا کیسی ٹوٹی ہوئی  
 یا آزاد شوہر دار ہے یا بیوہ جب معلوم ہوا کہ وہ میری زوجہ ہے

تو میرے قرض خواہ کے پاس آیا اور سارا ماجرا بیان کیا وہ فرمایا  
 سبھی متحیر ہوا اور میرے گرفتار کرنے پر منغل ہو کر مغذرت کر ڈنگا  
 کہ میں نہ جانتا تھا کہ تم واقعی ایسے بے مقدور ہو اور فوراً مجھے  
 چھوڑ دیا باسٹماع اس حال کے جب قدر میں عورتوں کی بیوفائی کا  
 قائل تھا اوسقدر اونکی وفاداری کا مقرر ہوا اور پانچ ہزار روپہ  
 میں نے دوسرے روز بطور قرض حنہ اپنے دوست نعیم کو  
 دیے اور کہدیا کہ اگر تمکو خدا برکت دیوے اور گنجائش آوے  
 قرض کی ہو تو واپس کرنا ورنہ یہ دوستانہ ہے نعیم نے میرا ٹپا  
 شکر کیا اور اپنا کام اوس روپہ سے جاری کیا اور خدا کے  
 فضل سے اب پھر کار بار اوسکا ترقی پر ہے غرض کہ میں اوسطرح  
 بیس برس تک مصر میں رہا اور پھرتے پھرتے تنک گیا اور  
 یہاں کے خلیفہ کے انتظام کو اچھا دیکر مقیم ہوا بعد چندے  
 میرے کار و بار کو خوب فروغ ہوا اور بدولت عنایت خلیفہ  
 میرا مال بیشتر سرکار شاہی میں صرف ہونے لگا اور غرت و  
 آبرو سے شرف اختصاص حاصل ہوا حتیٰ کہ براہ فرید مہربانی  
 معاملات مالی و ملکی میں عند الضرورت مجھکو شریک مشورہ فرمایا  
 اور ہنوز لطف و مرحمت روز افزون ہے بعد اسکے روح افزا



قاسم کی جانب مخاطب ہوئی اور اس کے حال کا استفادہ کرنے لگی  
تو اس نے بیان کیا +

## قاسم کی داستان

میں تنگ خاندان اپنا حال کیا بیان کروں یہ تو ظاہر ہے  
کہ والد نے کوئی دقیقہ سہی کا میری تعلیم میں اٹھا نہیں رکھا تھا  
اور جہاں تک ہوسکا میری تعلیم میں کٹ و کاوش کی مگر شامت  
اعمال سے میں محروم رہا جبکہ والد نے سفر آخرت فرمایا مجھ کو  
چند ناکسوں نے ڈرایا کہ ہاشم جو بفضلہ لایق اور فایز ہے  
سوائے اس مال و جائیداد کے جو اس کے قبضہ و اختیار میں  
تھاری جائیداد مقبوضہ پر بھی کسی نہ کسی حکمت سے قبضہ کر لیا  
اسیے بہتر ہے کہ بیان کی دکان اٹھا ڈالو اور خزانہ مغربی  
اسدیقہ میں کسی اچھی جگہ اپنا کارخانہ قائم کرو میں نے بوجہ  
ناہمی منظور کر لیا اور عیاری اور مکاری اور مشیروں کی ذرا  
نسبھا اور اون جو فروش گندم ناکی مہرہی پر آمادہ ہوا چنانچہ  
وہ میرے ساتھ ہوتے ہیں سارا اسباب بطرح یک سکا  
اونے بونے پینا شروع کیا اور بیشتر ادھین لوگوں نے



تعلقہ صفحہ ۴۲ آئینہ عقول

قاسم



خرید کیا اور صرف در نقد لیکر مورا کو کی جانب روانہ ہوا اور  
 بعد صعوبت بسیر مقام سائنٹا کریوز میں پھونچ کر حسب صلاح اون  
 ظاہری خیر اندیشوں کے جو حقیقت میں دغا پیشہ تھے بشرکت اون کے  
 دکان قائم کی اور اسباب تجارت کا خرید کرنا شروع کیا انجام کار  
 اون عیاروں نے باخود با کچھ بند و بست ایسا کیا کہ انتفاع کے  
 سوا پونجی بھی رفتہ رفتہ اوڑا کر اپنے اپنے وطن کو بھیجی شروع  
 کی اور سالیانہ حساب کتاب پر بجای نفع کے نقصان مجھے دکھاؤ لگے  
 یمن تک کہ جو تھے برس دیوالہ نکل گیا اور حسب ظاہر وہ  
 خود محتاج اور قرضدار بن گئے اور مقامات مختلف کو روانہ ہو گئے  
 میں پریشان ہو کر مورا کو کے جانب ایک کاروان کے ساتھ  
 روانہ ہوا اور جو شاید اوس راہ میں اٹھائے کمان تک اون کو  
 بیان کروں مختصر یہ ہے کہ اثنار راہ میں لویہ ون سے کام پڑا  
 سارا قافلہ ٹٹا میرے پاس مال و اسباب و زر نقد تو کچھ باقی  
 نہ تھا صرف میری ذات تھی تو بھی اون سفاکوں نے بے رحمی سے  
 مجھے گرفتار کر لیا اور ایک ظالم نے غلام بنا کر اوس ریگستان  
 بار بار میں جو مورا کو سے شمال کی جانب مشرق سے لیکر مغرب  
 تک اڑھائی ہزار میل سے کم نہیں ہے نہ معلوم کمان کمان لیے پہلے

وہاں نہ تو کوئی شہر ہے کہ جہاں نشانِ دون نہ کوئی مقامِ لایق  
 پتے کے ہے کہ بتلاؤں بیشتر خانہ بدوش مثلِ بنجاروں کے  
 اودھر اودھر میدانوں میں پھرا کرتے ہیں اور جو بیچارے اونکے  
 ہاتھ پڑھ جاتے ہیں بلا خوفِ خدا اونکو لوٹ لیتے ہیں نہ خدا سر  
 ڈرتے ہیں نہ کسی کے استغاثہ اور فریاد پر رحم کرتے ہیں نہ کوئی  
 اونکا سلطان یا بادشاہ ہے مثلِ حیوانوں کے سوائے خورد و  
 فوش کے اونکو کچھ فکر نہیں ہے سارے رگستان میں وہی  
 رہا کرتے ہیں غرض جو رنج و اذیت اوس باربری سے مینے  
 اٹھائی وہ قابلِ بیان نہیں ہیں مثلِ برس کی مہری محنت  
 اور مشقت پر بھی اوسکو نظر نہ ہوئی اور مچکو نہ چھوڑا اور نہ مجھے  
 کوئی تدبیر اپنے آزادی کی بن پڑی اوس رگستان میں کمان  
 جاتا اور کیا کرتا گیا رحوین برس مچکو شرفز میں لیگیا اور ایک  
 یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا وہ یہودی بظاہر نیک اور کبیر السن معلوم  
 ہوتا تھا لیکن اوسکے ظاہری نرمی میں مثلِ تہہ دانے کے  
 اوستد سختی تھی کہ باربری کا ظلم اوس یہودی کے رحم کے ساتھ  
 ہم وزن نہیں ہو سکتا تھا اگرچہ فرمانبرداری اور اطاعت اوسکی  
 مجھے نہایت ناگوار تھی لیکن میں کیا تھا جائز برس رحوین پڑا



وہم کہ افغانی



اوسکے بھی ساتھ کافے پانچویں سال اوسنے بھی مجھے مقام سوزک  
مین بشیر نامے ایک تاجر کے ہاتھ فروخت کیا بعد ڈیڑھ برس  
کے وہ مجھے بمقام اوانا جو صوبہ نتولیا ترکستان ایشیائی مین  
واقع ہے اپنے وطن کو جہاز پر سوار کرا کے لیگیا اور جو  
راحت مجھکو اوسکی عنایت سے ملی اور جو عافیت اوسکی پی بی  
کی بدولت مین نے پائی قیامت تک نہ بھولوں گا بے ہمتیل  
جی چاہتا ہے کہ محامد اور اوصاف اوس بی بی کے بیان کروں

### آقا کی خدام پر مرحمت

بشیر کی بی بی کے مانند آج تک مین نے کوئی نیک اور  
رحم دل بی بی ندیکلی ہونستی اگرچہ سب دن و سال اوسکا تہن برس  
سے زاید کسی حال مین نہ تھا مگر بوڑھیوں سے بڑھکر عقل و فہم  
رکھتی تھی مان باپ بھی اوسکے بڑے مالدار تھے اور وہ بھی  
ادسی شجر مین رہتے تھے اور عزیز اور رشتہ دار بھی کثرت سے  
تھے اور شوہر بھی خدا کے فضل سے نامی و گرامی اور مالدار  
مشہور شجر و دبار تھا بلا مبالغہ بیش فقر کثیر و غلام سواے نوکر و  
خدام کے رکھتا تھا و با این ہمہ بیشتر کام مشکل جنین صفت اور



اور شہقت زائد ہوتی تھی اپنے ہاتھ سے کرتی اور کسی وقت  
 تنگدل نہ ہوتی تھی اور بھوک بھی کسی پر غصہ اور خفگی نہ کرتی تھی جوت  
 اپنے شوہر کو دیکھتی ایسی ہشاش و بھاش ہو جاتی تھی کہ وہ کسی  
 انکار درج میں ہو لیکن مسرور ہو جاتا تھا اور کبھی کسی قسم کی شکایت  
 کسی امر کی نہ کرتی تھی نہ کوئی فرمایش یا درخواست اپنے شوہر سے  
 جو دل و جان سے مہربان تھا کرتی تھی ہمسایہ کی عورتیں جو آتی  
 تھیں اون سے اخلاق اور مروت کرتی اور ہر ایک کا حال تمام  
 سے لیکر پوچھتی کہ اوسکا کیا حال ہے اور اوسپر کبھی گزرتی ہے  
 اور کس طرح بسر ہوتی ہے جسکی پریشانی سے مطلع ہوتی آبدیدہ  
 ہو جاتی اور اعزہ اور اقربا کی بی بیوں سے ایسے تباک اور رافت  
 سے ملتی تھی کہ سب کی سب اپنی حقیقی بہن سے زیادہ اوسکو  
 سمجھتی تھیں مین نے تمام شہر کی عورتوں سے اوسکی مدح اور  
 ستائشی شب کو روزمرہ اوسکا معمول تھا کہ قبل کھانا کھانے کے  
 اپنے شوہر سے ہمسایہ مین جسکے گھر عسرت یا فاقہ ہوتا بیان کرتی  
 اور ترغیب دلاتی کہ اوسکی استعانت کرے اور جسوقت وہ  
 اجازت دیتا نہایت خوشی سے اہتمام کرتی و جیسا کہ کوئی پتہ  
 دوستوں کے لیے کھانا بھجواتے مین خوان مین آراستہ

کر کے بجوانی بولے لنگوٹے اپاچ جہان! دوسکے گوش زد ہوئے  
 اذکو یاد رکھتی اور شوہر کو خبردار کرتی مین نہیں کہہ سکتا کہ بیچ  
 نیکیوں کو اللہ تعالیٰ نے اوسیکی ذات ستودہ صفات مین  
 مجتمع کر دیا تھا نوکر چاکر پاسی پڑوسی کنیز و غلام کے ساتھ وہ  
 سب امور مین ایسے سلوک اپنے مقدور بھر کرتی جو اپنی ذات غلام  
 کے لیے روا رکھتی اور کسی حالت مین قبول نہ کرتی کہ کوئی اوس سے  
 رنجیدہ یا گران خاطر ہو ایک مرتبہ مجھ سے ایک ہمسایہ کی عورت  
 نے بیان کیا کہ مین اوس بی بی کے پاس گئی اور ایک درم  
 قرض مانگا درخواست سنتے ہی اوسنے اپنا صندوقچہ کھولا مین نے  
 دیکھا کہ اوس مین کچھ درم ہین مگر اوسنے ایک اور تھیلی ڈھونڈ کر  
 نکالی جو درم سے خالی تھی دیکھو دکھا کر معذرت کرنے لگی کہ  
 افسوس درم نہیں ہین اور جین درمون کو تو نے دیکھا وہ میرے  
 نہیں ہین میرے شوہر کے ہین اور اوکا خرچ کرنا بدن مضامین  
 شوہر کے مجھ پر درست نہیں ہے چونکہ اہل الغرض مجنون مشہور  
 ہے میرے وہیان مین اوسکا کٹنا نہ آیا اور رنجیدہ ہو کر مین نے  
 کہا کہ ہر گاہ آپ کو دینا منظور نہ تھا تو اس قدر رحمت اونٹھانا  
 کیا ضرور تھا پہلے ہی سے فرما دیا ہوتا۔ پھر میرے طعن کو رنگت اوسکی

جہرہ کی منتہر ہوئی اور ہاتھ جوڑ کر مجھ ناچیز و بے حقیقت سے  
 کہنے لگی کہ خامت ہدین جھوٹی نہیں ہوں اور جو کچھ میں نے  
 کہا بالکل سچ ہے اسوقت جو کلمات حاجت کے اوس بی بی  
 نے مجھے فرمائے اونسے مجھ کو کمال ندامت ہوتی تھی کہ تھوڑے  
 گر کے میں نے معذرت کی اور غلطی کو کرا کے رخصت ہوئی  
 قریب پھر رات گھٹتے اپنی لونڈی کی معرفت ایک درم جو میں نے  
 مانگا خاکانیت کیا اور کتیر کی زبانی معلوم ہوا کہ مہان کی شریف  
 آوری پر بی بی نے تیرا حال بیان کیا اور بعد حصول اجازت  
 درم صندوق سے نکالا حقیقت میں میں نے بھی خوب آرمایا  
 کہ اپنی دانست میں وہ بی بی کسی کو محلہ میں بھوکھا نہ رہنے نہی  
 تھی جب سستی تھی کہ کوئی بیمار ہے تو اپنی لونڈی غلام ایکی  
 خدمت کو مامور کرتی تھی اور بلا تکلف خود بھی عیادت کو اٹکے  
 پاس جاتی تھی جب کبھی ہمسایہ میں کوئی مرجانا تھا تو کیسا ہی وہ  
 غریب و محتاج و ناچیز ہو مگر تغربت میں شریک ہوتی تھی اور  
 درنا کی دلجوئی اور خاطر داری کرتی تھی لونڈی غلاموں پر تو  
 عجب عجب عنایت کرتی تھی مختصر یہ ہے کہ جیسا مان باب  
 فرزندوں پر شفقت کرتے ہیں اسی طرح وہ اونسے پیش آتی تھی اور کوئی

جاگروں سے بھی ایسا ہی سلوک کرتی تھی ایک روز دن کے کھانے کے واسطے ایک لوٹھی کو بلایا وہ نہ ملی تو کمال مشرود ہوئی تھوڑی دیر میں تلاش کرتے کرتے ایک دوسری لوٹھی نے خبر دی کہ وہ تہ خانہ میں پڑی سوئی ہے یہ شکر خود اٹھی اور جب کہ اس کے سر ہانے پگٹھا جھلوانا شروع کیا کہ ایک مرتبہ وہ سہمکر اٹھی اور خوف سے تھرا گئی تب اس کو سمجھا یا کہ دین کا سونا باعث نیستی و فقر کا ہے رات اشد قحط نے سونے کو اور دن جاگنے کے لیے بنایا ہے اپنے کھانا کھانے کے پہلے اوکا معمول تھا کہ لوٹھی غلاموں کو کھانا تقسیم کراتی و بعد اس کے صہیل و گاؤ خانہ و شتر خانہ میں دریافت کراتی کہ جانور دن نے دانہ پانی کھا پی لیا و گھاس سب کے روبرو ہے یا نہیں اس کے بعد خود کھانا کھاتی اونٹ و بیلوں و گھوڑوں کو اچھا صاف و چٹا ہوا دانہ دیتی اور جب کیسین باہر کسی کام کو وہ روانہ ہوتے تو بار بار اس کے وقت پر دانہ و گھاس دیتی اور پانی پلانے کی تاکید فرماتی سچ یہ ہے کہ میں اس کی غلامی کو آزادی سے ستر جانا تھا جبکہ میں تازہ تازہ اس کے یہاں وارد ہوا تو خیال کرتا تھا کہ شاید شوہر کے آنے کا خوشی سے مصروف تھا

کرتی ہے لیکن میں ہر سر خلا تھا اوسکی ساری عادتیں خلقی اور  
 جینی تھیں مان باپ تو اوسکو اپنے آنکھوں کی روشنی اور  
 شوہر اپنی عزت و افتخار کا باعث خیال کرتا تھا چونکہ میں مرد تھا  
 اس واسطے میرے حالات سے وہ ناواقف تھی اور جانتی تھی  
 کہ مانند اور غلاموں کے میں بھی ہو گا ایک روز ہر سبیل تکرار  
 عرصہ کے بعد ایک ماما سے عندالاستفسار اپنا حال میں نے  
 بیان کیا اوسوقت میری یہ غرض نہ تھی کہ وہ بی بی سے جا کر  
 کہے مگر اوس ماما نے میری سرگزشت پر تعجب کر کے بی بی سے  
 نقل کیا وہ نیک نوا دشتے ہی رونے لگی اور ضبط نہ کر سکی یہاں تک  
 کہ اپنے شوہر سے بیان کیا دوسری صبح کو کمال مہربانی سے  
 بشیر نے مجھے میرا حال پوچھ کر سکوت کیا مگر اور غلاموں سے  
 علیحدہ جھک کر کہنے لگا چوتھے مہینے مجھے ایک روز دو پہر کو وقت  
 ہنسکر فرمایا کہ بنے ترپولی سے دریافت کیا اور تمہارے بیان کو  
 بالکل سچ پایا اور خوشی سے تم کو آزاد کیا و بیس روپیہ نقد  
 مجھ کو زاد راہ کے عنایت فرمائے اور بہت معذرت کی کہ ہمیں  
 اس عرصہ تک نادانستہ تھے جو خدمت لی اوسکو معاف  
 کرو اور بی بی کی طرف سے ہم ہا ماما نے آکر مجھے درخواست

حقوقِ قصیراتِ گذشتہ کی مین نے بدشکر گزاری کے اپنے مالک سے عرض کیا کہ میرا مواخذہ بین العباد و پیش خدا کچھ نہیں ہے بلکہ آپ کے احسانِ خدادان کا بوجھ میرے سر پر ہے اور ہرگز مین آپ سے جدا ہونا پسند نہیں کرتا باسماع اسکے نہایت مسرور ہوا اور حمیدِ سوداگر سے سفارش کر کے مجھے نوکر رکھا دیا جسکے ساتھ مین بغداد میں وارد ہوا اور بھائی ہاشم نے مجھ کو دیکھ کر پہچانا حالانکہ مین کبھی طرح اوسکو نہیں پہچانتا تھا اور اب مین انتہا کو اوسکی محبت برادرانہ اور الفت کا شکر گزار اور اپنی بدگمانی اور ناہمی سے نخل اور شہرِ سار ہوں

## روح افزا کی داستان

روح افزا نے ہاشم سے کہا کہ اے بھائی جب مجھ کو والد نے امیر سے منکوح کیا تو چھ مہینے مین بہت خوش و خرم رہی اور امیر کی محبت اور الفت سے خوب فراغت سے بسر کرتی تھی مگر جب والد نے اظہارِ قصد سفر کیا تو میرا دل خود بخود گھبرانے لگا اس واسطے کہ مدت کے بعد مین نے والد کو دیکھا تھا اور بعد اونکی تشریفِ بری کے جو کچھ صدمہ

مجھے ہوا تھا وہ تو ہوا ہی تھا کہ دفعتاً اونکے خبر مرگ نے سارا  
 پیش و نشاط میرا درہم برہم کر دیا اس درجہ مجھے وحشت ہوئی  
 کہ بیان نہیں کر سکتی سپر اوٹھیں دنوں جو وطن اور اہل برادری  
 کی عورتوں سے چھوٹ کر دمشق کو آئی اور تم دو دنوں بھائیوں  
 کی اصلاً خبر نہ پائی تب تو میں دیوانی ہو گئی رات دن رونا  
 میرا کام تھا کوئی دم گریہ وزاری سے خالی نہیں گذرتا تھا میری  
 حالت بقراری سے اپنے بیگانے سب مترود تھے اور روز بفر  
 ضعف و نقاہت بڑھتا جاتا تھا حتیٰ کہ تپ کمنہ کا حکم و اٹھا کو  
 خیال ہوا اور معالجہ پر مجھ کو مجبور کیا میں نے ہر چہ اونسے کہا  
 کہ میں بیمار نہیں ہوں مگر کہنے نہ سنا آخر کار میں نے اپنے شوہر سے وجہ اپنے  
 غم و الم کی بیان کی اور باور کرایا کہ نہ مجھ کو تپ کمنہ جو نہ خدا نخواستہ کوئی اور  
 عارضہ ہو مگر ہاں موت باپ کی جو دفعتاً و غربت میں ہوئی اور عدم  
 دریافت خیر و عافیت بھائیوں کی مجھے قرار نہیں لینے دیتی  
 تب سب کو دوسرا اندیشہ ہوا کہ میں مجنوں ہو جاؤں گی  
 امیر اور کٹھنے کی بی بی بیان سمجھاتی تھیں اور طرح طرح کی  
 حکایت سنا تی تھیں و بیشتر افسانہ و کہانی لوگوں کے پیار و کئے  
 مرنے اور صبر کرنے اور عزیزوں کے بچھرنے کی درمیان

میں لاتی تھیں اور مجھے نادان ثابت کرنی تھیں پر میرا دل کجبت نہ مانتا تھا اور اپنی حماقت کی خود بھی معترف ہوتی تھی لیکن بتایا ہانچم تھیں انصاف کرو کہ ایسے باپ کا مرنا کہ جو محض میری ولداری کی غرض سے سیوٹا سے کام و کاج کو برباد کر کے چلا آیا تھا و علاوہ محبت بدرمی کے اذکی اور انواع شفقت کو میں کیونکر بھول جاتی بجائی تقاسم سے اگرچہ میں عرصہ سے دور ہوئی تھی مگر یہ کب ہوا تھا کہ میں دریا فت خیر و عافیت سے محروم رہتی تھی اور تم سے نو ظاہر ہے کہ ابتدا سے کبھی جدا نہ ہوئی تھی ایک ہی جگہ بی اور کمیلی و کودی تھی پھر غم دوری اور نھاری مفقودی کیونکر گوارا کرتی اور کیونکر شگدل بنکر در و سفاقت و رنج صا جرت سنی خیر جو کچھ مجھ پر گذری اب اذکا بیان لا حاصل ہے اور بیفائدہ یہ میں بخوبی جانتی ہوں کہ انسان کا دل مانند آئینہ کے ہے اور ایک دوسرے کے حال سے بوجہ قربا محبت بخوبی واقف ہوتا ہے پس یقیناً اثر میرے غم کا نھارے دل پر چھوٹتا رہا ہوگا قصۂ مختصر میرے حال سے ابیر کو بھی نہایت تردد ہوا اور دل بہلانے کے سامان قسم قسم کے کرنے لگا ایک روز ایک عورت کو جبکی عمر قریب اسی



برس گئے رہی ہوگی میرے پاس بھجوا دیا اور مجھ کو رقم لکھا کہ یہ  
 نیک بخت ازبس ضحیدہ و دانشمند و زاہد و پارسا ہے اگر تم  
 اسکی باتیں سنوگی تو ضرور دل پہلے گا میں نے بھی اوس بی بی کو  
 خوش قیافہ پا کر سب سے تواضع اور تکریم کی اور بڑھایا سمجھ کر  
 اعزاز و حرمت میں اہتمام کیا اور لائق اور خوش سلیقہ پا کر  
 حسب معمول اوسکا مولد اور مسکن اور نام دریافت کیا تو وہ  
 فرمایا کہنے لگی کہ اے بی بی میں آپ کی اس پیش اور  
 دوزخ کی نہایت شکر گزار ہوتی +

## ہاجرہ کی داستان

نام میرا ہاجرہ ہے و منتہ طول و طویل ہے ایسا مختصر نہیں  
 ہے کہ میں اوسکو جھٹ بٹ بیان کر دوں ہاں اگر مع خراشی  
 گو برا ہو اور میری بک بک نا پسند نہ تو میں تھوڑا تھوڑا جب  
 آپ کو مخاطب پاؤنگی بیان کر دوںگی مختصر یہ ہے کہ میں شہر  
 روم کی ہوں جو ترکستان کے صوبہ ارمینیا میں ایک ممتاز اور  
 بڑا شہر ہے میں قوم بنی اسرائیل سے ہوں اور موسائی مذہب  
 سے ہم دو بھائی اور دو بہن ایک ہاں اور باپ سے پیدا



روح افزا

ماجره



سے بڑے فاصلہ پر چم طرف سے لیکر چلی گئیں اور دونوں  
 بھائیوں کو چچا اپنے ساتھ اتناک ڈبا کو جو صوبہ سرکیشیا میں  
 ہے لے گئے یہ مجھ کو نہیں معلوم کہ چچا نے کیونکر اور کس طرح  
 بند و بست تعلیم بھائیوں کا کیا اور کس طرح پالنے کا  
 ارادہ کیا اس واسطے کہ وہ مجھے بہت دور تھے البتہ میری  
 خالہ نے بڑی بہن کو ادول لگا کر ہر ایک فن و فن کا جانتا عورتوں پر  
 واسطے اس وقت خانہ داری کے ضرور یہ ہے سکھایا وہ

دسینے پڑنے و دیگر امور میں خوب مشاق کیا و گو جہاری خالہ  
استعداد علمی نہیں رکھتی تھیں تو بھی بڑی بہن پر مکتہ رہتی تھیں  
کہ وہ ہمسایہ میں بڑی بی کے بیان جا کر پڑھا کرین اور فواید تحصیل  
علم کے اکثر بیان کرتی تھیں مگر میری بہن کو لکھنے پڑھنے کی محنت  
ابھی ناگوار تھی کہ وہ نہوں نے ہرگز گوش دل سے نہ سنا میری  
عمر جب ساٹ برس سے زیادہ ہوئی تب ایک روز میں نے  
خود اپنی خالہ سے کہا کہ مجھکو آپ ادون نیک بی بی کے پاس  
بجواسیے جو درس دبا کرتی ہن تاکہ میں کچھ اونسے پڑھوں میرے  
اس سوال سے خالہ صاحبہ نہایت مسرور ہوئیں اور کہا کہ رات کو  
میں تم کو خود لے چلون گی ادون کے فرمانے سے میرا شوق اور  
بھی زیادہ ہو گیا اور راتوں کو تو میں روز سر شام موبانی  
تھی اوس رات کو ارادہ سونے کا بھی نہیں کیا اور غروب  
آفتاب کے بعد بار بار خالہ کو یاد دلاتی رہی بیان تک کہ وہ دن  
نے مرا بانی سے تکلیف گوارا فرمائی اور مجھکو اپنے ساتھ بڑی  
بی کے پاس لے گئیں اور بعد فرائض پڑھی و طے مراسم  
عرفی کے میری سنار ش تعلیم کے لیے کی بڑی بی نے بھی کمال  
شفقت سے منظور کیا چنانچہ دوسرے روز سے صبح کو اوسٹیکر

مین بڑی بی کے پاس جانے لگی دو گھنٹہ کامل ہر روز بڑی بی لے پائے  
 حاضر رہ کر بڑھتی اور ہر دن چڑھے رخصت ہو کر گھر آتی اور پہلے باتہ منہ دھوتی  
 اور اس کے بعد اپنی خالہ کو امورات خانہ داری میں مدد دیتی اور سینے  
 دپڑونے کے سیکھنے میں بسر کرتی تھی اور اس سے فراغت پاتے ہی  
 اپنے سبق کو یاد کرتی دو ہفتہ میں ابجد اور ترکیب ملانے حر فون کی  
 بخوبی مجھکو آگئی اور ایک مہینہ میں جملے بخوبی بن خود بنانے لگی اور  
 دو مہینہ کے بعد عبارت پڑھنے میں بھی مشاق ہوئی اور وقت قدر پڑھنے  
 لگی مجھکو اس سے زیادہ ملکہ ہوئی کہ جب قدر میری خالہ بڑی بہن سے فرمایا کرتی  
 تھیں جو کتاب مجھکو ملجانی تھی میں اس کے مطالعہ کی شائق ہوتی بڑی بی  
 جو میرے شوق کو زیادہ پایا تو لیک روز خود خالہ صاحبہ کے پاس آکر  
 کہا کہ اگر تم چندے مفارقت اپنی بھانجی کی گوارا کرو اور میرے  
 بھروسہ پر چھوڑ دو تو میں اس کے شوق کو پورا کروں اور بچانے  
 لکھانے میں کڈ کروں میری نظر میں یہ نہایت ذہینہ ہے چونکہ  
 خالہ صاحبہ خود بھی ہر روزہ مجھکو دیکھا کرتی تھیں کہ کسی وقت  
 کتاب ہاتھ سے نچوڑتی تھی راضی ہو گئیں اور مجھکو بڑی بی کے  
 سپرد کیا اور میرے کھانے پینے کا بندوبست بطور معمول کر دیا  
 بڑی بی علاوہ پڑھانے دیکھانے کے زبانی بھی ہر طرح کی نصیحت

اور ہدایت کیا کرتی تھیں بیان تک کہ میرے اس جد و جہد میں  
 دو برس گزرے اور بقدر حاجت میں نے بہت کچھ ٹرچا کھا  
 اسی عرصہ میں ہماری خالہ نے ہم دونوں بہنوں کی شادی کی  
 فکر کی ہر چند مجھ کو شادی کرنا بطور عادت کے بدون حاجت و  
 ضرورت کے پسند نہیں تھا اور دل بھلانے کے واسطے کتاب  
 اور قلم و ادوات اور کاغذ سے کوئی بہتر وسیلہ معلوم نہوتا تھا البتہ  
 خالہ پر اپنے کھانے پینے کا بوجہ جا کر لاچار تھی علاوہ اسکے بیا  
 و شرم بھی مانع تھی دل ہی دل میں گھشتی تھی اور زبان سے  
 کچھ نہ کہہ سکتی تھی ایک روز ٹبری بی نے مجھ کو اداس دیکھ کر  
 باصرار پوچھا کہ چند روز سے تمہارے بشرہ پر تردد و انتشار کے  
 کیوں آثار نمودار ہیں ہر چند میں نے ٹالا لیکن جب ٹبری بی نے  
 بار بار پوچھا تو حقیقت حال کو لاچار ہو کر میں نے بیان کیا میری  
 رائے کو ٹبری بی نے چند وجوہ سے ناپسند اور کئی دلائل سے  
 پسند کیا جو وجوہات میری رائے کے ناپسند کیے تھے وہ من  
 احکام مذہب سے متعلق تھے اور میں نے اونکو بلا عذر مان لیا  
 تھا مگر جب میں نے یہ بیان کیا کہ میں انکار مطلق نہیں کرتی  
 ہوں نہ یہ کہتی ہوں کہ شادی کبھی ٹکر و ٹکی و نہ میرا انکار اس

غرض سے ہے کہ میں شادی کرنے کو برا جانتی ہوں بلکہ میں  
انفرار کرتی ہوں کہ جب ضرورت ہو تو ہر فرد پر عام اس سے  
کہ عورت ہو یا مرد کھاج کرنا واجب ہے تو کیونکر گنگنا کر ٹھکر سکتی  
ہوں تب میری مسئلہ خاموش ہو رہی ہیں اور بطور مناسب میری خالہ کو  
مطلع کر کے شادی کرنے سے باز رکھا اور میری خالہ کو بھی میری خاطر  
وکالت بدستور گوارا ہی بڑی بہن کی شادی اوس سال میں ہو گئی اور  
میں تحصیل علم میں بغرائع خاطر مصروف رہی یہاں تک کہ سات برس کامل محکو  
بسر ہوئے اور اوس وقت تک جو کچھ بڑی بی بی سے ہو سکا مجھ کو پڑھایا اور  
بعد میں نے قصہ سیکھنے زبان عربی کا کیا تو میری محنت استانی نے عذر کیا  
اور کہا کہ اذکو اوس علم میں دستگاہ نہیں ہے پر مجھے یہ بھی  
کہا کہ غنقدیب ایک بی بی بیان آنے والی ہے اور وہ  
نیک مزاج اور خوش لیاقت ہے تمہاری خواہش کے موافق  
تعلیم کرے گی لاچار چندے میں نے صبر کیا یہاں تک کہ وہ  
بی بی آمین بڑی بی بی نے اقرب مناسب سے میری خواہش کو  
ظاہر کیا پہلے : عذرات کم فرستی اور کثرت افکار اوصحون نے  
افکار کیا آخر کو بڑی بی بی کی سفارش مزید سے قبول کیا میں ہر روز  
اونکے پاس جاتی اور حسب قدر صلت وہ بی بی پانی میرے کھلانے



میں دریغ نہ فرمائی تھوڑے ہی عرصہ میں میرے شوق مزید برآگاہ ہو کر اس درجہ کو مہربان اور متوجہ ہوئی کہ اپنے کاموں کو منقطع کر کے میری تعلیم کو مقدم کرتی اور نہایت مہربانی سے درس دیتی میں اس سر پایہ غفلت اور عصمت کی کمال ممنون اور شکرگزار ہوں غرض اندک زمانہ میں میری محنت ٹھکانے لگی اور بخوبی مہارت عربی کی ہو گئی اور عمدہ عمدہ کتابیں پڑھنے لگی و میری عمر بیس برس تک شوق تحصیل علوم میں گذری و میری خالہ نے کہ خدا اوسکے درجات بہشت میں بلند کرے میری بڑی اعانت کی اور مان باپ سے کہیں زیادہ الفت اور محبت ظاہر کی یہ مثل کہ مری مان جیسے موسیٰ در حقیقت اوسکے واسطے زبان زد خلافت ہوئی تھی افسوس ہزار افسوس کہ وہ بہ از ماور مہربان اس دار فانی سے عالم جاودانی کی جانب کوچ کر گئی اور سو اے اسکے کہ میں اپنی بہن سے مدد چاہوں کچھ سہارا زندگی کا مجھکو باقی نہ رہا لیکن میری بہن کو نہ اوسقدر مقدرت تھی نہ میری حیثیت مقتضی تھی کہ اپنے لیے اوسکو تکلیف دون اسواسطے میں اپنے خالہ زاد بھائی کے ساتھ چند روز رہی اس میری معاشرت کو بڑی بہن نے گوارا نہ کیا و باصرار مجھکو بلا بھیجا اور

شادی کر لینے کا مجھے مشورہ دیا اور سو فیصد صلاح اور فیصد حقیقت  
 بہت بجا تھی و بجز شادی کر لینے کے صورت زندگی کی نہ تھی نہ کوئی  
 اور چارہ تھا میں نے خوشی سے منظور کیا چنانچہ میری بہن نے  
 اپنے شوہر کے کنبہ کے ایک تاجر سے جو زور علم و فضل سے آراستہ  
 اور علیہ خم و عقل سے پیراستہ تھا میری شادی بخوبی کی اور  
 ٹھیک اوتیس برس کے سن میں میرا عقد ہوا و خانہ داری کا  
 بوجھ مجھ پر پڑا گو میں اس کوچہ سے نابالغ تھی لیکن کچھ دشوار  
 نہیں ہوا اور ہر ایک کام کو بوجہ احسن میں نے سدا انجام دیا  
 میرا شوہر بڑ دبار و خمیدہ سرد و گرم آزمودہ تھا مجھے نہایت  
 الفت کرنا تھا و مراعات میری ہر وقت بے نظر رکھتا یہاں تک  
 کہ چند مہینے میں جو اور عزیز و اقربائے وہ بھی مجھ پر دل و  
 جان سے مہربان ہو گئے اور تمام خاندان میں میری عزت  
 اور حرمت ہر روز زیادہ ہونے لگی اور کوئی رشتہ داران  
 شوہری سے ایسا نہ تھا کہ میری خاطر نہ کرتا اور بار لطف و احلا  
 کا میرے سر پر نہ دھرتا افسوس کہ ایک سال کے بعد باہم  
 میرے شوہر کے وادے کے دو بھائیوں کے بے لطفی ہوئی  
 اور وجہ ان کے بیچ کی پہلے سے مجھ کو مطلق معلوم نہ ہوئی کہ میں

ادنیٰ تدبیر کرنی اور آتش نشہ کو آب مروٹ سے بجائی دینا  
 ایک روز میرے شوہر نے فقہ پر غصہ اپنے بھائیوں کی بدکاری  
 کا بیان کیا اور مجھے مشورہ چاہا کہ متروکہ پدری عرصہ سترہ سال  
 سے مشترک چلا آتا ہے اور اوس ماہ میں میری محنت و مشقت  
 سے بہت کچھ ترقی ہوئی جس میں بھائیوں کی کوشش اور سعی کو  
 مطلق دخل نہیں ہے تو بھی وہ چاہتے ہیں کہ مجھے مساوی جالید  
 موجودہ کو تقسیم کر لیں میں جو اپنی وقت اور صوابات سفر پر نظر  
 کرتا ہوں تو دل نہیں چاہتا کہ اوس دولت کو جسکے لیے میں  
 ملک ملک میں مارا مارا پھرا اور خون جگر کھا کر حاصل کیا  
 بھائیوں کو جنہوں نے رفتہ رفتہ بہت کچھ مجھے پہلے ہی لیکھا  
 اب پھر انکو برابر حصہ بانٹ دوں بھواب اسکے میں سننے  
 خوب سمجھ بوجھ و نرمی و ملائمت سے کہا کہ اگر میری صلاح  
 مانو تو خیر اسی میں جانو کہ بلا رت و قہر و بحث و تکرار جیسا وہ  
 سکتے ہیں حصہ دید و براہ و رسم بڑا زمانہ کو نہ چھوڑو ہرگز  
 محبت و اخلافت سے منع نہ موڑو یہ سچ ہے کہ تم نے حق و جہد  
 کیا ہے لیکن پونجی خوردنی ہے پلا پلا مال نہ ہوتا تو تماری  
 پیری سے پیری کوشش سے کیا نتیجہ مترتب ہوتا ہے یہ بھی

باد رکھو کہ اگر تمہارا جگر وہ چادر کا لون میں جاوے گا تو ابر سے  
 غیرے بیفکرے خود غرضنے اپنے دانت مال حلال پر لگا دیں گے  
 اور جگر سے بڑھانے اور ایک دوسرے کے بھڑکانے میں  
 کد کرینگے اور اگر حاکم تک معاملہ گیا تو اہالی موالی مختار و کیل  
 چہر اسی پادے مردان ذلیل اپنے اپنے بٹے ہاویں گے سوا مال کو نقصان  
 کے ناحق کا غم و غصہ تکو کا با بڑ لگا و دوڑ و دوپ کی محنت مفت سو گے  
 اس سے تو یہی بہتر ہے کہ جو ادھر ادھر کے غیر ذکر پتے پڑیں وہ تمہاری ہی گھر  
 میں رہے اور بھائیوں کے نیک لگے میری سمجھ میں انجام کو  
 نقصان مایہ و ثنات ہمسایہ کے سوا کچھ حاصل نہوگا پس  
 چپ چاپ تصفیہ کرلو اور اس معاملہ کو فعل بھی نہ رکھو اور حصہ  
 باٹ کر کے صاف صاف بھائیوں سے فارغ علی لیلو میری سمجھ میں  
 اس نزاع اور ٹکڑا کی باعث میری ہی ذات معلوم ہوتی  
 ہے اب تک تمہارے بھائیوں کو بوجہ تمہارے تجرد کے  
 خیال تھا کہ جو کچھ تم کاتے ہو وہ ادھین کا مال ہے اب  
 متاہل ہونے سے مناریت سمجھتے ہیں اور حصہ مانگتے ہیں آخر  
 شکل سے میرا بہ کتنا اور اونچ نیچ سمجھا میرے شوہر کو نہ لگا  
 اور بلا جھگڑے و ٹکڑا کے گھر میں قسط بفق من ہوگا یہ امر

بھی باعث میری طبع نامی و عزت و تکریم کا سارے کتبہ میں ہوا  
 و میرے شوہر کے بھائی پہلے سے زیادہ میری خاطر کرنے لگے  
 اور مجھ کو اچھا سمجھنے لگے اور میرے شوہر کو بھی میرے مشورہ پر  
 عمل کرنے سے فائدہ کثیر ہوا اس واسطے کہ بعد تقسیم جو کچھ تجارت  
 سے نفع ہوا اوس میں کسی کی شراکت نہ تھی میری شادی کے  
 تیسرے برس مقدمہ میری بڑی لڑکی پیدا ہوئی اور اوس کے  
 ولادت کے بعد میرے شوہر نے مقدمہ عرب کا کیا اور گھوڑے  
 خرید کر کے بہت دور دور بے پھر تیسرے سال لوٹ کر گھر  
 آیا تو خدا کے فضل سے بہت کچھ نفع بچا میری شادی کے  
 ساتویں برس رقبہ منجھلی بٹی پیدا ہوئی ہنوز وہ دو مہینے کی  
 بھی نہیں ہوئی تھی کہ میرے شوہر نے مقدمہ طران کا کیا اور  
 ڈیڑھ برس کے بعد پٹ کر آیا ان دونوں سفر میں باوجود  
 میری تنہائی کے کسی طور کا فتنہ نہیں ہوا بلکہ میرے شوہر کو  
 میری خوش انتظامی پر اعتماد ہو گیا اور شادی کے نویں  
 سال دنیا میری چھوٹی بٹی متولد ہوئی و پھر کوئی سفر میرے  
 شوہر نے کیا بلکہ دکان معقول خاص وطن میں جاری کی اور  
 فارغ البالی سے بسر کرنے لگا اس اثناء میں میرے شوہر کے

پچھلے بھائی کو جنے اپنی تجارت طعہ شروع کی تھی اتنا نقصان  
 ہوا کہ دیوالا بکل گیا میرے شوہر نے پچھلے عقد کی وجہ سے  
 مطلق پروا نہ کی لیکن مجھے نہ ہا گیا و اپنے شوہر سے سفارش  
 کر کے پھر اوسکی اعانت اور مدد کے لیے راضی کیا افسوس  
 کہ اس ماجرے کو ایک برس بھی نگذرا تھا کہ دفعتاً میرا شوہر  
 قلع کے عارضہ میں مبتلا ہوا اوسوقت کا تردد اور ہراس  
 مجھے بیان نہیں ہو سکتا اور اوسکے کرب و درد کی تشبیح  
 میں کلمہ نمہ کو آتا ہے غرض ہزار دن طرکے سالجہ کیے پر  
 سب غیر مفید ہوئے محنت کی سرکار سے جواب ملا اور جس  
 و حرکت اور قوت تکلم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا و خلاف امید  
 میرے شوہر کے بھائیوں نے بھی میرے شوہر کے کاروبار میں کچھ مدد نہ کی  
 نہ کوئی دوست و آشنا اوس برسے وقت کا ساتھی ہوا میں نے سوچا کہ اگر  
 دکان بند کر دوں تو مصارف پرورش عیال اور تیار و علاج  
 شوہر کمان سے آئینگی لاچار اپنے شوہر کے معتمد نوکروں کو  
 بہستور مامور رکھا و حساب کتاب کا دیکھنا اور جانچ لینا اپنے  
 ذمہ کیا ایک برس کامل اوس بچ و نصیبت میں کٹا  
 آخرش بارہ مہینے کے بعد میرے شوہر نے اوس عارضہ

ان کی شدت سے مرکز تباہ ابھی حاصل کی اور مصیبت بڑھ چکی تھی۔  
 کی میرے سر پر ڈالی اور اٹکے مرنے کا مجھ کو اس قدر صدمہ ہوا  
 کہ نوبت بچنوں پہنچی خود میری جان کے لالے پڑ گئے بہ جز  
 وقت میں نے اپنے کو سنبھالا اور کارخانہ وکان کا بھی نہ بھگڑا  
 اسکے سواے اپنی لڑکیوں کو خود ہی تعلیم و تربیت بھی کرتی تھی و  
 ہر طرح کے فنون اونکو سکھاتی تھی اور ایک وقت مقرر پر حساب  
 کتاب اپنی وکان کا بھی دیکھ بھال یعنی غرض مردوں سے بہتر  
 اپنا کام چلاتی تھی میری بہن نے جو میری لڑکیوں کو خوش سلیقہ  
 دیکھا تو البغیر و قمر و لیاہ اپنی یمون لڑکیوں کو میرے پاس  
 بھیج دیا کہ اون کو بھی تعلیم کروں اگرچہ اونکی عمر زیادہ ہو گئی تھی  
 تو بھی میں نے مثل اپنی لڑکیوں کے اونکی تعلیم و پرداخت کی  
 میں بڑی خوشی سے لڑکیوں کی تعلیم کرتی تھی اور وجہ میرے اس محنت  
 کرنے کی یہ تھی کہ بچنے سے میں جاہل عورتوں کی برائیاں  
 سنتی تھی اور جو کچھ عورتوں کی حقارت بہ سبب بے علمی اور  
 جاہل کے ہوتی تھی اوپر رنجیدہ ہوتی تھی اور جب میں نے  
 کچھ پڑھا لکھا تب تو میں خود بھی سمجھنے لگی کہ جاہل چاہے مرد  
 ہوں خواہ عورتیں در حقیقت درند و گزند سے بدتر ہیں اس لیے

دل و جان سے جا بھی مٹی کہ میری لڑکیاں بے علم نہ رہیں اکثر اونٹوں  
 و اور بی بیوں سے جو میرے پاس کبھی کبھی آتی جاتی تھیں میں کما کرتی تھی  
 کہ سنوبی بیوٹے لکھے آدمی تمکو جانور کے برابر خیال کرتے ہیں سو  
 ایسی تدبیر کرو کہ آدمی بنو اسپر اگر کوئی کہتی کہ واہ جی ہم تو جہان جاتے  
 ہیں عزت سے بلائے بٹھلاتے جاتے ہیں جانوروں کی طرح کہو نہ  
 خوار ہیں تو میں اون سے کہتی کہ یہ تمہاری ظاہری عزت و توقیر دہی ہے  
 جیسے بیٹھے جانوروں کی عزت ہوتی ہے کیا یہ تم نہیں دیکھتی ہو کہ  
 جانوروں کی پرورش میں بھی کیسا اہتمام نہیں ہوتا گاڑی بیل  
 بھیٹر کبری گدھے اور سڑک کی توقیر سے پرورش نہیں پانے  
 جس طرح ہاتھی گھوڑے اونٹ کھلاتے پلاتے جاتے ہیں تسبیح بھی  
 چاہے گھوڑا کیسا ہی اچھا ہو مگر اس کے پانے اور رکھنے کا دستور عام  
 یہ ہے کہ پانے والے سایہ میں باندھتے اور دانہ و گھاس کھلاتے  
 ہیں گرمی کے دنوں میں نہلا دھلا کر ٹھنڈا کرتے ہیں دھاڑے  
 میں کٹل یا گردنی باندھ کر سڑی سے بچاتے ہیں خاص کر اگر کسی  
 شوقین اور قدردان کے پاس عرب کا عمدہ سے عمدہ خوبصورت  
 جاندار اور خوش رفتار ایسا اچھا گھوڑا ہوتا ہے کہ بے مالک  
 اپنے جان کے برابر جانتا ہے تو بھی اوسکی پرورش میں



اور کیا اہتمام کرنا ہے نہ تو اپنے چنگ کے پاس سولانا ہے نہ  
 اپنے ساتھ کھانا ہے نہ بدون باندے چھوڑتا ہے جب باندھا  
 تو چاہے مجھے دار ریشمی ڈور یون سے سونے چاندی کی بنوین  
 باندے چاہے سوت کی ریٹون سے تو ہے بالکڑی کی بنوین  
 جکڑے برابر ہے یون ہی اگر عئلند مرد تم کو ریشمی کپڑے یا قیمتی  
 زبور پہناتے ہن با سمجھ دار عورتین تم کو ظاہری عزت و توقیر سے  
 بلاتی یا بیٹھلاتی ہن تو اوس سے وہ تمہاری بے توقیری نہیں  
 جاتی اور وہ عزت تم کو کبھی نہیں مل سکتی جو دانا اور عئلند دن  
 کے حصہ میں ہے بھلا غور تو کرو کہ ایک دم بھی تمہاری عقل اور  
 فہم پر تمہارے مرد بھروسہ نہیں کرتے اپنے راز اور بھید  
 نہیں بتلاتے امور خانگی و غیر خانگی میں صلاح نہیں لیتے و سوا  
 معمولی کاموں کے کام نہیں کراتے منہ پر بد عقل و ناقص فہم  
 کہا کرتے ہن غرض اس قسم کی باتوں نے میری لڑکیوں و  
 بیٹیوں پر بڑی تاثیر کی و چند ہی روز میں میں نے بھی جانتک  
 ہو سکا اون کے سواے اکثر لڑکیوں کو سکھایا اور بہت سی عورتوں کو  
 تعلیم کیا و نہایت خوشی اور چین سے بعد بیوہ ہونے کے تین  
 برس تیر کے اپنی لڑکیوں اور بھانجیوں کی شادی بھی کی کہ وہ

خدا کے فضل سے صاحب اولاد بھی ہوئیں جب بیان تک  
میر ہی محان ٹبری بی بی نے اپنا حال بیان کیا تو میں نے پوچھا  
کہ تمہارے بھائیوں کا کیا حال ہوا یہ میرا سوال سنکر اوس ضعیف  
کا رنگ متغیر ہوا اور آنکھوں میں آنسو ٹوٹ پڑا اور کہنے لگی  
کہ میں نہیں چاہتی تھی کہ اولاد کا کچھ بیان کروں مگر آپ کے  
استفسار سے مجبور ہوئی اسے بی بی ہمارے بھائیوں کو چچا  
اپنے ساتھ لینگے دعوہ تک اذکا کچھ حال ہو کو معلوم نہیں ہوا  
آخر کو میں نے سنا کہ اون کے ساتھ لیجانے کے چار بابیج ہیں  
بعد میرے چچا فوج شاہی سے موقوف ہو گئے اور میرے  
بھائیوں نے اوس مدت جہاز ہی میں بھی تحصیل علوم میں دل ندیا  
اور چچا کے مال کو ہمیشہ کی جاگیر جان کر مفت حلال سمجھا جب کہ  
چچا بیمار ہوئے اور معطلی کے اضطراب میں گرفتار ہوئے تو اونوں  
نے ایک پھاڑی پر اپنا مسکن بنایا اور میرے بھائیوں کو ساتھ لیکر  
ایدم اوہر زمینداروں وغیرہ پر اپنی نوکری کا دستور اٹھار  
کر کے کچھ لے کر اختیار کیا جس سے حرام مال کا چمکا پڑ گیا  
اور رفتہ رفتہ اونھوں نے لوٹ مار کا پیشہ اختیار کر لیا میرے  
بھائیوں اور اپنے دیکھوں کو اتنا سادہ اور مددگار بنالیا چلا

بین کے ہنوز نہ سنا تھا کہ دعائے دو برس ہوئے چھوٹا بھائی  
 نہ معلوم کیا سمجھ کر میرے پاس آیا نہ تو ایک عرصہ سے میں نے اسکو  
 دیکھا تھا نہ اسکی وضع پہلے آدمیوں کی سی تھی اسوجہ سے پہلے میں نے  
 نہ پہچانا مگر جیسا پتا بھائی جانا تو الفت اور محبت سے پیش آئی اور  
 چچا اور دوسری بھائی کا حال جو پوچھا تو پہلے اسنے ٹالا آخر کو  
 بتلایا سنئے ہی میری آنکھوں میں خون اتر آیا اور سخت ناگوار  
 گذرا اور ٹکڑہ سا ٹوڑ کے جواب دیا کیونکہ اسکے ساتھ رہنے سے  
 میری لڑکیوں اور رشتہ داروں کے اخلاق میں فتور آنے کا  
 اندیشہ تھا و اپنے بیان رکھنا منظور نہ کیا پر عزیزوں اور مہالوں نے  
 اسقدر سفارش کر کے مجھکو مجبور کیا کہ میں لاچار ہو گئی اور میرے  
 بھائی نے بھی توبہ کی اور مجھے وعدہ کیا کہ خلاف تمھاری مرضی  
 کے کچھ نہ کرو گھا چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا و بلا خیال اپنے بزرگی  
 سن کے اپنے شدید سابقہ کو جو لڑکپن میں حاصل کی تھی ترقی  
 دی اور آسان آسان مذہبی کتابیں مجھے پڑھکر ادا امر و نہی  
 پر تجویز آگا ہی پائی و تھوڑے روز میں خوف الہی نے اسپر  
 ایسا اثر کیا کہ بقدر ہم لوگوں کی نگاہ میں ذلیل و خوار بن گیا  
 تھا اس سے پڑھکر مقدس و ابرار معلوم ہونے لگا حتی کہ مجھکو بھی اس

امور دنیا سے نفرت دلائی اور سفر زیارت بیت المقدس پر آمادہ  
 کیا میں بھی زیارت کو ضروری سمجھ کر اپنے کنبہ سمیت روانہ ہوئی  
 اور آپ کے ملک میں پہنچی آپ کی دارالحکومت کے قریب  
 دفعتاً لوٹیروں نے ہم کو گھیرا اور ہمارا اور دوسرے قافلہ والوں کا  
 کسب قدر مال ضائع کیا میں نے خلافت اور عورتوں کے باوجود  
 اس صنف و ناتوانی کے چاہا کہ دھکاؤں اور لوٹیروں کو ڈراؤں  
 ہنوز یہ نوبت نہ پہنچی تھی کہ منجانب اقدس یہ سامان ہوا لوٹیروں کے  
 سردار کو درد گردہ مشہر مع ہوا اور وہ گر پڑا سارے لوٹیرے  
 اوسکے گرد جمع ہو گئے اور ہمارا بچا چھٹ گیا لیکن مجھ کو جوش  
 درد مندی نے نہ چھوڑا کہ ایک بنی آدم کی جان بیکسی سے جاوے  
 اسلئے وہاں ٹھہری رہی اور لوٹیروں کو سمجھایا کہ فوراً سردار کی  
 قصد لیون لیکن وہ گنوار کہو کر اوس جنگل میں قصد پٹے اور شتر کمانے چلتے  
 لاچار میں نے خود شتر آبدار نکال کر قصد اوس سردار کی لی اور خون کے  
 نکلنے سے وہ اچھا ہو گیا تب تو سب لوٹیرے میرے بڑے شکرگزار ہوئے  
 اور چونکہ اسباب اوس کے قبضہ میں ہمارے قافلہ کا آگیا تھا وہ  
 بھی پھر دبا کر میں نے اپنے اسباب کے واپس لانے پر کچھ

میں اوس ڈاکو اور چاکو سے کہا کہ یہ تو اپنی بیماری سے تم جان  
 چکے کہ زندگی کا کچھ ٹٹھانا نہیں اگر آج بچ گئے تو کل مرو گے پھر جو  
 ایسا پیشہ ظلم و ستم کا تم نے اختیار کیا ہے اسکا بدلہ مرنے کے  
 بعد کیا خدا سے پاؤ گے و نہ معلوم کس عذاب میں ٹپو گے  
 و اگرچہ میں یہ جانتی ہوں کہ تم میری بات نہ مانو گے پر میں نے  
 جو اپنے دل کی نرمی سے تمہارا علاج کیا اور اوس سے تم  
 اچھے ہو گئے ہو لہذا خود مجھے خدا سے خوف ہے کہ تمہارے  
 ملعون کا و لوگوں کے شانے کا مجھے بھی کہیں بدلانا پوے یہ  
 سنتے ہی نہ معلوم کیا خوف اوس ڈاکو کے دل میں سمایا کہ اوسے  
 اوس وقت توبہ کی اور ڈاکوؤں کے گردہ سے نکل کر ہمارے قافلہ  
 کے ساتھ چلا آیا اور شہر تک اپنے حفاظت میں مجھ کو بچا دیا  
 اوس قافلہ میں آپ کے شوہر کے سرکار کے ایک سردار بھی  
 تھے اونھوں نے باصرار مجھ کو اپنا مہمان کیا اور برسبیل مذکور آپ  
 کے شوہر سے میری حال کو بیان کیا چنانچہ حاکم نے مجھے بلوایا  
 اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہنوز یہ تقریر وہ  
 ضیعفہ کر رہی تھی کہ میرا شوہر اندر آیا اور مجھے فرمانے لگا کہ  
 میں نے اس نیک بی بی کے اوصاف اور سقدر سنے کہ بیشک

میراجی چاہا کہ تم سے ملاقات کرادوں پھر میرا حال بطور مختصر  
 میرے شوہر نے اوس ضعیفہ سے بیان کیا و آخر میں یہ فرمایا  
 کہ تم اپنے صاحبزادیوں کو بھی تکلیف دو اور بیان  
 لاؤ اور میں اس شہر کی بی بیوں کو بھی جمع کرنا ہوں اوں سے  
 براہ مہربانی اپنے خیالات کو آپ اور آپ کی لڑکیاں ظاہر  
 کریں بڑی بی بی نے بہت خوشی سے قبول کیا میرے شوہر کو  
 یہ وسیلہ میری دل لگی کا اچھا بہم پہنچا اور مجھ کو بھی مطبوع ہوا غرض  
 بڑی بی تو رخصت ہو کر چلی گئیں میں نے دوسرے روز مجلس کے  
 جمع ہونے کے واسطے ایک بڑا وسیع دالان آراستہ کیا اور  
 طح طح کے فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ کر کے سامان  
 صانداری مہیا کیا و شہر کی معتز بی بیوں کو پیغام بھجوایا بڑی بی سے  
 بھی کہلا بھیجا کہ مع اپنی صاحبزادیوں کے تشریف لاویں چنانچہ  
 جمعہ کے روز بعد نماز سواریاں امر ازادیوں کی آنے لگیں اور  
 وہ نیک بی بی بھی مع اپنے صاحبزادیوں اور بہن و بھائیوں  
 کے آئی میں نے ہر ایک کی آؤ بھگت و تواضع و تکریم بقدر  
 ادنیٰ رتبہ کے کی اور کھانے پینے سے جب فراغت ہوئی  
 تو بی بی ہاجرہ نے اپنی بڑی بیٹی کو جسکا نام قنورہ تھا اشارہ کیا

اور گناہ کہ ہم اس مجمع میں کچھ بیان کرو اور جو مناسب وقت  
مجموعہ مختلف کو +

## تقوہ کا بیان

تقوہ نے یوں کننا شروع کیا کہ اگرچہ اس مجمع میں جان  
خاتونان والا نشان و بانوان عالی و ودان موجود ہیں مجھ کچھ  
بیان کو زبان کھولیں اور لب ہلانا دشوار ہے مگر میں امیدوار ہوں  
کہ میرے طرز کلام اور انداز گفتگو سے قطع نظر کر کے صرف مطلب پر  
محاذ کیا جاوے میں اس وقت چاہتی ہوں کہ قبایح کبر و سرلمندی  
و طامت نبوہ عجب و خود پسندی کو بیان کروں حقیقت میں  
اگر غور سے دیکھا جاوے تو سورت اکثر خرابیوں کا غرور ہوتا ہے  
انسان کی عزت اور حرمت کو ڈبوتا ہے اور طرح طرح کی خرابیوں  
میں ڈالنا ہے میرے رائے میں غرور چھ طریقوں سے پیدا  
ہوتا ہے اول پیدائش و نسب دوم حکومت و منصب سوم  
عین و جمال چہارم دانش و کمال پنجم کثرت مال و ثروت  
ششم توانائی و قدرت حالانکہ ان میں سے کوئی بھی وجہ لائق  
اسکے نہیں ہے کہ اوپر گھنڈ کیا جاوے اگر بوجہ اعتبار

اوّل غرور ہے تو بعید از عقل صاحبانِ شعور سے کیونکہ ہر کس  
 و ناکس ادنیٰ و اعلیٰ ایک ہی گوشت اور پوست سے بنائے  
 گئے اور صلب اور لطن واحد سے پیدا ہوئے اور جو خون  
 اور گوشت ایک مین ہے وہی دوسرے مین بھی ہے اور  
 کسی دین سے ایک کو دوسرے پر فرق نہیں ہے جیسے کہ  
 اگر ایک ہی قسم کے دو درختوں مین سے ایک تو ایسے باغ  
 مین ہو جسکے چاروں طرف سنگ مرمر کی دیواریں بنی ہوں  
 اور چشموں و حوض و فواروں سے آراستہ درخش و پٹری  
 سے پیراستہ ہو اور بہت سے اسکے باغبان و نگہبان ہوں  
 اور دوسرا درخت ایک بیوہ بوڑھیا کے جھوٹے کے روبرو  
 ہو جو سوائے برسات کے کبھی پانی نہ پاتا ہو تو بھی دونوں  
 ایک ہی وقت مین پھولیں گے اور ایک ہی قسم اور شکل کا  
 پھل لادینگے ہاں یہ ممکن ہے کہ باغ کا درخت شاداب اور  
 عمدہ پھل لاوے اور بوڑھیا کے جھوٹے کا پودھا مڑھما  
 ہوا بر دبوے مگر یہ ممکن نہیں کہ دونوں خواص مین کیساں نہ ہوں  
 علیٰ ہذا القیاس جس ضرر سے بادشاہ متفرغ ہو سکتا ہے اسی  
 ایک ادنیٰ ترین نسب کا آدمی بھی دیکھ اٹھاتا ہے گو یہ اپنی



نزاکت سے زیادہ تر شور و شغب کرے اور وہ بمقتضائے  
 اپنی جاکشی کے افسانہ بھی بکھرے اور اسی طرح دوسرا سبب  
 ہے کہ پیدائش ہر جی نوع انسان کی یکساں ہے اور حکومت و  
 منصب ایک عارضی شے ہے جو کہ بلا تخصیص ادنیٰ واسطے  
 سب کو نصیب ہو سکتی ہے اور کوئی بھی نہیں کہہ سکتا  
 کہ کب تک وہ قائم رہے اور کس وقت کے ساتھ تعلق  
 ہو جائے سوائے اسکے اکثر ایسا بھی اتفاق پڑ جاتا ہے کہ حاکم  
 کو اپنے ہی محکوم کی حکومت برداشت کرنی پڑتی ہے و بیشتر  
 بین حکومت میں بھی اپنے مطیع کی اطاعت کی احتیاج ہوتی  
 ہے بادشاہت سے زیادہ مرتبہ کسی حکومت میں میسر نہیں ہو سکتا  
 لیکن اگر ایک صحراے ریگستان میں جا کر بادشاہ پیاسا ہو اور  
 نوکر جا کر لاد لشکر سے جدا ہو کر پانی نہ پاوے اور اس وقت  
 ایک ایسے آدمی کے پاس پانی دیکھے جو قوت جسمی میں زیادہ  
 ہو اور رتبہ میں نہایت درجہ گھٹ کر ہواؤں میں مقام پر دیکھنا چاہے  
 کہ شوکت شاہنشاہی کمان جاتی ہے اور کس کس طرح وہ پیاسا  
 بادشاہ چمکے اور اشارے سے ملک کے ملک تیار  
 ہوتے ہوں کیا لاچار ہو کر منت و ساجت کر کے پانی مانگیگا

یا آئینہ حاکم ہفت کشور و فرمانرواے مجرب و بر اگر ادنیٰ سے عارضہ مزہ  
بتلا ہو کر دیکھے کہ اوسکی رعایا میں سے ایک ایسا شخص جو ان  
شعبہ کو محتاج ہے دوا دے سکے عارضہ کی رکھتا ہے اور طبع  
در و مال کی نہیں رکھتا تو اسوقت بادشاہ ساری شان حکومت کو  
بالاے طاق رکھ کر کیا کیا نہ خوشامد کرے گا اور اپنے کو حقیر اور  
اوسکو بزرگ جان کر چالو پی کرے گا پس ایک ایسے عارضہ کہ جسکو  
ایک دم بھی ثبات و قرار نہیں ہے جاوہ انسانی سے منہ  
موڑ کر طریقہ غرور و استکبار اختیار کرنا کیسا نازیبا اور بدناما ہے  
باقی غرور حسن و جمال کہ باعث ناز و سہ ماہ غرور خود فروشان  
ہے اوسپر ہر عاقل و جاہل نگاہ ہے کہ وہ حکومت سے بھی بڑھ کر  
عارضی اور بے اعتبار ہے کیونکہ حکومت کا زوال غیر معین و  
معلوم ہے اور خزان گلشن جمال کی ایک وقت پر منحصر و مقرر ہے  
سو مخفی نہیں کہ خوبی لب و رخسار جو منشاء افتخار ہے سرسری  
سے برباد جاتی ہے و اوس سے بھی بڑھ کر سموم مرگ ہے  
کہ ہر روز قریب چلی آتی ہے و وفات حسن و جمال کو اتر کر دیتی ہے  
پس یہ امور ظاہر محض مصل و بے بقا ہیں بے شک فضائل  
و کمالات سنوی و فنون و علوم عقلیہ و قلبیہ جسکو قابلیت

و استعداد سے تعبیر کرتے ہیں اور باعث ترکیب نفس ہونے میں نہیں بلکہ  
 باعث کمال و سرایہ سعادت ہیں جب تک عجب و غرور سے فاسد  
 نہوجاویں ورنہ جب گلشن کسب و کمال میں خود پسندی نے دخل پایا  
 تو فضیلت او کی بھی باطل ہو جاتی ہے پس فضیلت علم و کمال لائق  
 بزرگی و وقار و سرایہ اغراض و انتخار ہے مگر نہ لائق اسکے کہ آدمی خود  
 اپنے کو موقر اور دوسروں کو محقر جانے اس واسطے کہ ہر حقیر  
 اس دولت کو تھوڑی مشقت میں حاصل کر کے صاحب توقیر ہو سکتا ہے  
 اور داغ ندامت اپنا دھو کر سنگبڑوں کو شرماسکتا ہے یہ وہ دولت ہے  
 کہ جو بلا دست برد و خیانت و دغا ہر شخص کو پہنچتی ہے اور محنت  
 اور وقت سے مل سکتی ہے اور کسی کے خاص ذات پر موقوف  
 نہیں ہے یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص اپنے کو براہِ بخت اچھا جانے  
 اور دوسرے کو اپنے سے بہتر پا کر نہ شرمادے قتلنا بعض کم علی  
 بعض مشہور و زبان زد جمہور ہے یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک فریہ میں  
 دوسرا آدمی اسکا مثل نظر نہ آوے اور اس علم و فضل کا جہر  
 ہمارے نہ پایا جاوے مگر یہ دشوار ہے کہ دوسرے شعر باقریہ میں  
 اوس سے بھی بڑا ہو انسان ہاتھ نہ آوے باقی رہ مال و ثروت  
 کہ باعثِ بخت ہے اوسکی پندری نہ بے اعتباری ہر ایک اوس

و اعلیٰ و چھوٹا و بڑا جاتا ہے و نادان سے نادان تک سمجھتا ہے  
 کہ زرد مال مانند عرق افعال ٹپک جاتا ہے قصر و ایوان طلا کا تشبہ  
 چند و بوم آخر کار ہو جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس تو ان کی وزور بھی ایک  
 شے مستعار اور بے اصل و ناپائدار ہے اس واسطے کہ بنا اسکی تندرستی  
 و جوانی پر ہے اور وہ دونوں معرض زوال میں ہیں زور و روز کی  
 اذیت میں زائل ہو جاتا ہے اگر رستم سا پہلوان بستر بیماری پر پڑتا ہے  
 تو امداد پیر زال اور اعانت اطفال خرد و سال کا محتاج ہو جاتا ہے  
 و جب گلستان تنومندی و بوستان سرچگی پر موم پیری و شمعینی  
 چلنے لگتی ہے تب چوب خشک سے امداد کا محتاج ہو جاتا ہے اور  
 اگر جوانی ہی میں پائے جات لہزہ ہوا تو اصل سے زور آوری کسکی  
 چلی ہے زور و طاقت کچھ کام نہیں آتا پس معلوم ہوا کہ جتنے اسباب  
 غرور و استکبار کے ہیں وہ سب کے سب بے ثبات و بے اعتبار  
 ہیں اب مناسب مقام ہے کہ جو کچھ خرابیاں بوجہ غرور کے پیدا  
 ہوئیں انکو آویزہ گوش مستعان با ہوش کردن \*

### فارس کی خاتون کا قصہ

ملک فارس میں جمشید ایک بادشاہ اول العزم گذرا ہے

ہر شخص اور سبکی شوکت و مولت کا قابل ہے بلکہ نام اوسکا اب تک  
 زبانزد غلامن ہے اور کی نسل سے شہر کران میں ایک امیر والا نشان  
 رہتا تھا گو انقلاب روزگار و گردش فلک دوار سے شوکت و  
 اقتدار اوسکا مبذل بہ اوبار ہو گیا تھا تاہم بوجہ تواضع و احسان  
 شہر و آفاق تھا ہر خیر و کبیر و تربیت و تعلیم کرتا تھا شاہزادہ سوائے ایک  
 دختر کے کوئی اور اولاد نہ رکھتا تھا اس واسطے اوسکو ناز و نعم سے بالا  
 و تعلیم و تربیت میں بھی کمال اہتمام کیا وہ ورتیم بھی حسن خداداد میں  
 انتخاب اور خوبی خط و خال میں فرد و لاجواب تھی باپ کی ابتدا سے  
 یہ خواہش تھی کہ کسی شاہزادہ کیانی سے منسوب کرے لیکن وہ  
 امید پوری نہ ہوئی آخر شب لاچار ہو کر ایک امیر سے جو علیہ تعقل  
 و گیاست سے آراستہ و جوہر فہم و فراست سے پیراستہ تھا  
 بیابہ دیا شوہر کو امید تھی کہ راحت سے بلکہ رہیں گے اور ایام تنگ  
 بفرغت بسر کریں گے یہ اوسکو معلوم نہ تھا کہ بی بی اپنے کو ہر دم  
 جیش کی پوتی اور موجد خور و نوش جانے گی الحاصل وہ عورت  
 فرعون خصال اپنے شوہر کو نظر حقارت سے دیکھتی اور اوسکو  
 ذلیل اور اپنے کو عالی نسب جانتی اور ہر امر پر جھجھاتی اور  
 تیوری چڑھائی رہتی شوہر اس سے مافہم جان کر درگزر کرتا مگر جب

عاقر گاہ تو ایک روز ٹہری نہی سے پوچھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا  
 کہ میں ہر طرح سے تمہاری خاطر کرتا ہوں اور کوئی دقیقہ محبت کا تم سے  
 ادا نہ نہیں رکھتا تو بھی تمکو خوش نہیں پاتا اسکا اگر سبب بتاؤ تو میں تمہارے  
 خوش رہنے کا مقدور بہر بند و بست کروں اور اپنے بیچ اور تمہارے  
 نسب کو دور کروں یہ سنکر بی بی بولی کہ تمہاری محبت و ولداری  
 کی میں ممنون ہوں لیکن تمہارے خاندان کی عورتیں میری  
 ویسی قیظیم و تکبریم نہیں کرتیں جو میرے لائق ہے سوائے اسکے  
 مجھے ہر وقت یہ بیچ رہتا ہے کہ میرے باپ نے بلا لحاظ تمہارے  
 خاندان کے کیوں میرا بیاہ کیا یہ سکر وہ دانشمند مطلق رنجیدہ ہوا  
 بلکہ مسکرایا اور خندہ پشانی سے بولا کہ بی بی تمکو صرف جمشید کی پوتی  
 ہونے کا دعویٰ ہے تم نہیں جانتی ہو کہ میرا نسب جمشید کے دادے  
 کے دادے پر جا کر قسٹے ہوتا ہے یہ کلمہ اوسکو نہایت ناگوار گذرا  
 و جنبلا کر بولی کہ آپ اپنے کو بہت نہ بڑھائیے مہربانی کر کے اوسکے  
 نام کو بتلائیے چپکے سے شوہر نے کہا کہ وہ آدم ہے شاہزادی  
 لا جواب ہو کر عرق عرق ہو گئی قہر بھی شوہر نے چند سے ادر  
 خاطر داری کی تو بھی راہ پر نہ آئی اور دفعتاً خفا ہو کے اپنے باپ  
 کے گھر چلی گئی وہاں تقدیر نے محب سامان کیا غار گر چڑھ آئے

شہر کو تباہ و دیران کیا شہزادی کو ایک دھوبی پکڑ لے گیا ساری شرافت حبشیہ پر پانی پڑ گیا وغرور کی سلوٹ دھوبی کی استری سے نکل گئے آخر شہزادی نے ایک تاجر کے ہاتھ لوٹ ڈی قرار دیکر بیچا اور یوں ہی بکتے بکتے دروازے شوہر پہنچے پھونچی شوہر نے پہچان کر نقد جان دیا اور پھر اسکو عزت و حرمت سے لیا غرور کا سر نچا ہو گیا لوٹ ڈی کے بننے کا دھبہ کی طرح نہ دھلا

### دو بہنوں کا قصہ

بنداد میں ایک شخص کی حمیدہ و حمیرا دو لڑکیاں تھیں حمیدہ بیچاری جنم کی زولی بد صورت و کریمہ منظر نہی و حمیرا جو چھوٹی تھی حسن و جمال ظاہری رکھتی تھی ماں باپ نے دونوں کی اپنے مقدور بھر اگرچہ یکساں تعلیم و تربیت کی تو بھی دونوں میں یہ فرق باقی رہا کہ حمیدہ منہ ہاتھ دھو کر جب بال گوندھنے کو آئینہ آگے رکھتی اور اپنا منہ دیکھتی تو اپنی بد صورتی کے عوض خدا سے خوش سیرت ہونے کی دعا کرتی اور خود بھی مقدور بھر سی کرتی کہ دیکھو کیا اگر اوسکی صورت کو برا کہیں تو کہیں مگر بد طبیعت نہ سمجھیں اور خطاں اس کے حمیرا آئینہ میں اپنے منہ کو دیکھ کر نہال ہو جاتی اور

وادہ رسمی بین لکھن جہاد میں بھولی نہ سہائی اور بجائے اسکے کہ وہ  
 اسکی ننا کرتی کہ جیسی اوسکی صورت ہے ویسی ہی سیرت بھی ہو چکو  
 اپنے دل میں خیال کرتی کہ اگر پورا نے فقہہ سچے ہوں تو شاید حضرت  
 یوسف کو خدا نے حسن و جمال دیا تھا یا بھگو دیا ہے اور یہ غرور میں  
 کارور بروز اسوجہ سے اور بھی ٹہرتا جاتا تھا کہ آنے جانے والیاں  
 اوسکے حسن و جمال کو سراہتیں و براوری کی بی بی بان جو اوسکے  
 گھر آتیں اپنے اپنے رشتہ داروں کے واسطے اوسکی خواستگاری  
 کرتیں و حمیدہ کی صورت دیکھ کر سب ناک بھون چڑھتیں اور چہرہ  
 لکھ اوسکی نسبت کا نہ چلاتیں الغرض وہ تو اپنے حسن کے غرور  
 کے نشہ میں خور رہتی تھی و مان باپ جو کسی کو حمیدہ کا طالب  
 نہ پاتے تھے تو گھبراتے جاتے تھے نہ تو یہ ہی ہو سکتا تھا کہ حیر کو  
 بیاہ دیں نہ یہ ہی بن پڑتا تھا کہ حمیدہ کے ساتھ حیر کو بٹلا کر کہیں  
 اور اسکے سواے یہ بھی اؤ کو خیال تھا کہ حمیدہ بیچاری پر اوسکے  
 مرنے کے بعد کیا گزرے گی کئی مہینے جو مان باپ کو اسی فکر میں  
 حمیدہ نے حیران دیکھا تو اوس سے نہ ہا گیا ایک روز نہائی ہن  
 اپنی مان سے کہا کہ حیرا کے بیاہ دیکھنے کو میرا جی بہت چاہتا ہے  
 اور یہ بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہر جگہ سے اوسکی بات آتی ہے



پتہ نہ تم ہی منظور کرتی چونکہ والد ماسق ہیں آخر اسکا سبب  
 کیا ہے مان نے آب ویدہ ہو کر کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے  
 کہ تم کنوار ہی رہو اور تمہاری چوٹی بن کا بیاہ کر دوں حمیدہ نے  
 کہا کہ اماں میں تو لی اپنا بچہ غیر کے گھر جا کر کیا بناؤنگی اور میرا شاہ  
 غیر دن میں کیونکر ہوگا میری تو یہ آرزو ہے کہ تم سے جدا نہ ہوں  
 اور خدا مجھے تمہارے ہی سامنے موت دیوے مان کے دل پر  
 اس پر امان بیان سے جرمی چوٹ لگی و بولی ہماری زندگی کا  
 کون ٹھکانا آج مری کل دوسرا دن جب تک تمہارا ٹھکانا ہوگا  
 قبر میں بھی چین نہ آئیگا حمیدہ نے مان کو سمجھایا و کہا کہ اماں جسے  
 پیدا کیا ہے وہ جو کھا نہ کھیکگا تم ایسا ترو دو کرو اگر میری موت یہ  
 کر لگی اور تم مجھے چھوڑ مرو گی تو جیسی ٹر لگی جھیلوں گی ابھی سے  
 کیوں کڑا ہنی ہو پر خدا کے واسطے حمیرا کا بیاہ دسرا مجھے دیکھا  
 مان او سوقت تو چپ رہی مگر پھر اپنے شوہر سے تقریر حمیدہ  
 کی بیان کی مقتہ مختصر حمیدہ کے والدین نے عقل و فہم حمیدہ کی  
 تعریف کی اور مطمئن ہو کر ایک اونچی و مالدار خاندان میں حمیرا کا  
 بیاہ کیا حمیدہ کو جس قدر خوشی ہوئی اسکا بیان مشکل سے بھی  
 نہیں ہو سکتا مگر امنوس ہے کہ حمیرا نے اپنے شوہر کے گھر

بلکہ غورِ حق و خیال کو بیان تک صرف کیا کہ ہفتہ ہی عشرہ میں  
 شوہر کو ثابت ہوا کہ میری شکل بی بی کی نظروں میں مکروہ معلوم  
 ہوتی ہے اور میرے ڈیل و ڈول کو مجھدا و بد قطع جانتی ہے  
 اور میرے کپڑے کی عورتوں پر طرح طرح کی پھینکان لگا کرتی ہے  
 غرض دس ہی بارہ روز کی صحبت میں اس درجہ کو وہ متنفر ہوا  
 کہ اپنا جانا اس جیلہ کے پاس چھوڑ دیا بی حمیرا چندے اپنا سا  
 منہ لیے بیٹھی رہیں شدہ شدہ میان بی بی کی ناموافقیت کی خبر  
 میکے میں گئی تو بی بی حمیدہ واسطے اختلاف حقیقت کے  
 مامور ہو کر حمیرا کی سسرال میں آئیں آتے ہی مودن منہ  
 ہر ایک نے کہ شایا کہ بی بی تمہاری بہن ساری دنیا کی عورتوں  
 مردوں کو مٹکایا و پیچھے بندر بنایا کرتی ہیں اور اپنی صورت کو  
 سراہا کرتی ہیں ظاہر یہی وجہ بخش کی ہے حمیدہ شکرین ہو گئی اور  
 جانتک ممکن ہوا کہ شکر ہر ایک بی بی کو راضی کر کے آمادہ کیا  
 کہ سب ملکر حمیرا کے شوہر کی کدورت کو رفع کر بن چنانچہ شوہر  
 حمیرا کو حمیدہ نے بٹت بلایا اور اس لطف و خوبی سے فقیر  
 کی و حمیرا کو ناضع و لڑکی ناہمجہ کہہ کہہ کر ایسی اچھی معذرت کی کہ  
 قریب تھا کہ شوہر حمیرا گزشتہ را صلوٰۃ کملہ دل صاف کرتا

مرحبا سے اپنا غرور بظاہر نہوا و غصہ میں اگر پہلے منہ سے  
 بول اوتھی کہ بس بی حمیدہ بس کیا تم سفارش کے پر و میں  
 میری امانت کو مے آئی ہو اور دودھ پتیا بچہ بنا بنا کر مجھے  
 نادان ٹھہرا رہی ہو جو مجھے نادان کہے وہ آپ نا سمجھ ہے اور  
 جو مجھے کم فہم سمجھے اوس سے خدا سمجھے میں کیوں نا سمجھ بنے لگی  
 جو میں نے کہا جھوٹ نہ نہیں کہا یہ بی بھنگی اور وہ کوتاہ گردن جو  
 چاہیں کہیں قیافہ کی کتاب نگائیں اپنے عیب و صواب چھلک  
 آپ شرانین باچار آدمیوں کو لبا کے کتاب دکھلائیں اگر وہ مجھے  
 ہر اتین تب ہی مجھ پر منہ آئیں بس اب آپ باتیں نہ بنائیں خیر  
 سے گھر کو سدھارین یہ سنتے ہی شوہر آگ ہو گیا طلاق کا صیغہ  
 پڑھنے کو مستعد ہوا مگر بی حمیدہ نے ہاتھ جوڑے اور منایا اور  
 جلد رخصت ہو کر اپنی ماں باپ کو وہ سارا قصہ پڑ غصہ سنا یا مان  
 باپ نے سر پیٹ لیا چاہا کہ خود جائیں وہ بیچارے تو اس فکر  
 میں بیٹھے تھے کہ بی حمیرا کو شوہر نے مار کھدیرا و مان باپ کے  
 گھر کا راستہ دکھلایا دوسرے دن بی حمیرا بھی آئیں مان باپ کو  
 سخت کوفت ہوئی مان ایک طرف رونی باپ جدا سر دھنتا تھا  
 کسی کے بنائے کچ نہ بنتا تھا چند مرتبہ حمیرا کی سسرال میں

جاگر سمجھنے سے متاثر تھا کرنا چاہا و بہت دفعہ حمیدہ کے جاگر ہر ایک کو  
 آخر شمار و درآمد کر کے راضی کرنا چاہا مگر حمیرا کا شوہر اس درجہ کو  
 بگڑا تھا کہ ایک طرح نہ مانا جس قدر اور ہر بیچ و تشویش تھا اور وہ  
 حمیرا کی سسرال میں حمیدہ کی لیاقت کا شہرہ ہوتا جاتا تھا  
 ہر ایک اس کو سراہتا تھا اور حمیرا کو نباکتا تھا یہ محسوس ہونے لگا  
 ہوا تھا کہ حمیرا کا جیٹھ پر دیس سے گھرا آیا اور اس کے بیاہ کی  
 فکر و پریشانی ہوئی تو بلا لحاظ نولی لنگڑی ہونے حمیدہ کے کنبہ کی  
 ساری عورتوں نے اتفاق کر کے کہا کہ حمیرا کا ساگورہ چڑا و ڈہری  
 بڑی آنکھیں درگور ظاہری ٹیپ ٹاپ چار دن کی چاندنی  
 ہوتی ہے حمیدہ سی لڑکی نیک باطن خوش سلیقہ چراغ لیکر  
 ڈھونڈ پھرین تو نہ ملیگی و حمیرا کے شوہر نے بھی اپنے بھائی  
 سے حمیدہ کی اس قدر تعریف کی کہ حمیرا کے جیٹھ نے ظاہری  
 صورت و شکل سے قطع نظر کر کے حُسن و جمال باطنی کی وجہ سے  
 حمیدہ کی خواستگاری کی مان باب تھے ہی باغ باغ ہو گئے اور  
 حمیرا کے بکھیرے کو جان کا تان چھوڑ کے حمیدہ کے بیاہ کی  
 تیاری میں مصروف ہوئے حمیدہ نے بہت کچھ غدر کیا و اپنا  
 اپنا چہ پنا جاتا جاتا کے باز رکھنا چاہا مگر سسرال والوں نے ایک

نہ سنا آفرش پادہ ہو گیا کیا لٹنا تھا بی حمیدہ تو اسم با سے ہی حسین  
چند ہی روز میں خوشہر کے دل میں جگہ کر لی ساس دیور اینو کے  
راضی کرنے میں وہ کچھ اہتمام کیا کہ وہ سب دم بھرنے لگیں مگر  
با وجود اسکے حمیرا کے حق میں اسکی سفارش نہ چلتی تھی مگر یوں  
بیچاری سوچا کرتی تھی کہ کون سی صورت ہو کہ حمیرا بھی پھر اس  
گھر میں آوے پر اپنے دیور کا متہ نہ پانی تھی کہ کچھ کہے اسی فکر میں  
آٹھ مہینے گزرے تھے کہ بغداد میں سخت دبا آئی اور حمیدہ کی  
مان اور باپ دونوں ایک ساتھ مر گئے اور حمیرا کے شوہر  
دوسرا نکاح کر لیا تو حمیدہ نے مایوس ہو کر اپنے مان باپ کا  
اندوختہ جو اونھوں نے خاص اس کے لیے بچایا تھا کمال سیر مٹی  
سے نہ لیا اور اس خیال سے کہ حمیرا نے خوبصورتی پٹی کا لٹھا  
حاصل کر کے تمام شہر میں اپنے کو ابیا رسوا کر لیا ہے کہ اگر اپنے  
شوہر سے طلاق لیکر دوسرا نکاح بھی کرنا چاہے تو کوئی حائل  
نہوگا سارا مشرکہ پوری حمیرا کو دبا لیکن وہ ابیا کیا تھا کہ حمیرا  
کے غیر محتاط صرف کو وفا کرتا چند روز میں ہو چکا تب تو حمیرا  
گھبرا پئی اور تمام شہر میں کسی کو اپنی خوبصورتی کا لاکھ بھاگ  
ایسا بین بین کی خوشامد کرنے لگیں کہ کسی طرح شوہر سے قصور

معاف کرادے اور زمانِ نفقہ دینے پر راضی کر دے غرض  
 بشکلِ تمامِ حمیدہ نے اپنے دیور کو راضی کیا ساری عمر  
 میرا خاتون کی حُسن کے غور کے بدولت شوہر کے عنایت  
 میں کٹی و کچھ بنائے نہ بنی

## سکندر و القرنین کی حکایت

سکندر کا نام مشہور ہے رومی زمین کا بادشاہ تھا پیغمبری کا  
 رتبہ رکھتا تھا اس کا ایک خادم نیک سیرت تھا اتفاقیاً بادشاہ نے  
 آزرہ ہو کر اسے اپنے خدمت سے جدا کر دیا پچارے نے  
 تباہ حال ہو کر کاشتکاری پر قناعت کی اور ایک قریہ میں سکونت  
 اختیار کی بعد ایک مدت کے بادشاہ کسی مہم پر جاتا تھا راستے  
 میں ایک صحرا حائل ہوا فوج و لشکر سے جدا ہو کر راستہ بھولا  
 ٹپتا ہوا پہر رات گئے اسی اپنے خادم قدیم کے قریہ کے  
 پاس اٹھلا اور دروازے پر ٹھکر کر پکارا جلدی خادم نکلا اور دیکھا  
 کہ ایک سوار دروازے پر کھڑا ہوا ہے اور شبِ بانی کی زحمت  
 کرتا ہے مگر نہ اسنے اسکو و نہ اسنے اسکو پہچانا پہلے تو دہقان نے  
 کہا کہ تم لوگوں پر اطمینان و اعتبار نہیں ہے اس واسطے کہ پہلے

عجز و انکسار کرنے ہوا اور جب ٹھہر جاتے ہو تو رنج و آزار پہنچا دیتے  
 ہو بادشاہ اگرچہ بہ سماع اس کلمہ کے دل میں سخت ہزار ہوا  
 الا تار کی شب اور نا واقفیت راہ سے لاچار ہو کر بار بار ہوا شگ  
 اجازت قیام ہوا محض مروت کی راہ سے دہقان نے بادشاہ کو  
 سوار جان کر مہمان کیا اور حاضر آگے دہرا گھوڑے کو بھی دانہ  
 دگھاس دیا اور پلنگ بچا کر فرش کر دیا کھانچکر سو تو وقت باؤں پہنچے  
 دہقان سے پوچھا کہ اس قرب و جوار میں کہیں لشکر سلطانی ٹھہرا  
 ہوا ہے دہقان کو جو کچھ معلوم تھا بتلایا اور ڈیڑھ کوں کے  
 فاصلہ پر لشکر کا پتہ دیا بادشاہ نے خوب پتہ پتہ کا یاد کر کے فرمایا  
 کہ ہم رات رہے بلا انتظار متا رہی رخصت کے چلے جاؤ گے  
 لیکن تم صبح کو آکر مجھے ضرور اسی لشکر میں ملنا اور اپنی انگوٹھی  
 اوتار کر دی کہ جسکو تم یہ انگوٹھی دکھاؤ گے وہ ہلکوتا دے گا  
 دہقان نے بے پروائی سے انگوٹھی لے لی اور گھر کا دروازہ بند کر کر  
 اپنے اہل و عیال کے ساتھ سو با بادشاہ کچھ رات رہے اوتھا  
 جدھر دہقان نے نشان دیا تھا روانہ ہو کر لشکر میں پہنچ گیا  
 ادھر یہ بھی حسب معمول جاگا اور ایفار عہد کے نظر سے لشکر کو  
 جانب چلا لشکر میں پہلے جو پہرہ ملا اوسنے اسکو ٹوکا تو دہقان





توبہ روح افرا



خفا ہو کر بولا کہ اگر یہ نصیبت ہم جانتے تو کاہے کو آئی ایک  
 تہا بے لشکر کے سوار نے یہ انگوٹھی پتہ کو دیکے ہمیں بولایا تھا  
 اب انگوٹھی بیان رکھی ہے اگر وہ سوار آوے اور مجھ کو پوچھو تو  
 کہہ دینا اور انگوٹھی کا پتہ دینا اس گشتگو سے پہرہ والا خبردار ہوا  
 اسلئے کہ ہنگام درود شاہ حکم پا چکا تھا دوڑ کر خاطر سے اوس  
 کاشٹھکار کو پھیر لایا اور کہنے لگا کہ ایسا نادان جسے تو سوار جانتا ہے  
 وہ سکندر بادشاہ ہے اور یہ لشکر جرار اوسی کا ہے یہ سنتے ہی  
 وہ بولا کہ اللہ اکبر مجھ اوسے کو اوسکے حضور میں کیا قدرت کہ  
 جا سکوں پس بیان ہی سے آداب بجالاتا ہوں اور رخصت  
 ہوتا ہوں مگر سواروں فریختو اور بادشاہ کے روبرو حاضر کیا  
 اتفاقاً بادشاہ اوسوقت عبادت الہی میں مصروف تھا اور  
 مناجات کے لیے درگاہ جناب باری میں ہتھ اوٹھائے دعا  
 مانگ رہا تھا جب بادشاہ متوجہ ہوا دہقان قرینہ سے آداب  
 بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ یہ آپکا بندہ قدیم ہے مگر شب کو  
 سخت بخت سے نہ پہچان سکا اور سب آوری شرائط خدمت سے  
 مقصر رہا معاف فرمایا جاوے بادشاہ کو علاوہ مراعات تازہ  
 خیال سابقہ بھی آیا اور چاہا کہ وہ حاضر رہے مگر اوسے فقر و فاقہ کو

نفر جانکر عرض کیا کہ "ہم لائق حضورِ مبین رہا اور رخصت ہو کر اپنے گھر آیا"

## انجیل تاتار کی حکایت

نویں صدی سنہ مسیحی میں اہل تاتار سے ایک مرد جہتدار انجیل نامے تھا جسکی ہیبت سے شاہن عرب و عجم کا دم مٹکتا تھا و سلاطین روم و چین کا کلیجہ بٹاتا تھا ہر ایک اوسکو قصہ آہی جانتا تھا و بلا و بے بدین بھی ہر ایک اوس سے ہراسان رہتا تھا وہ بادشاہ ہن والے چین کا بھتیجا تھا بعد چچا کے تاج و تخت اوسنے پایا اور چین میں بیٹھے ہوئے روم زمین کو ہلا ڈالا اوسکے عہد سلطنت میں روم دو حصہ پر منقسم ہو چکا تھا ایک کو حصہ مغربی اور دوسرے کو مشرقی کہتے تھے ممالک مشرقی کا تخت گاہ قسطنطنیہ اور دیار غربی کا پایہ تخت روم قدیم تھا والنٹینی آن فرمانروا روم کی ہونو زیا نامے بن تھی جسے حسن و عقل دونو خدا داد پائے تھے اپنی عقل کے مقابلے میں کسی کو خاطر میں نہ لاتی تھی اور اپنے فہم و سلیقہ کے سنانے سبکو فضل و بستان جالت جانتی تھی قصہ مختصر انجیل نے فرمانرواے روم سے ہونو زیا کی

خواستگاری کی اس خبر وحشت اثر سے تھلک پڑ گیا سارا ملک  
 ہل گیا اس واسطے کہ انکار میں غضب اٹھیل تھیل تھا اور اسکی  
 ناخوشی غضب آسمی کے برابر گنی جاتی تھی شیر بادبیر غرض و  
 فکر کرنے لگے انجام کو ایلی روم اٹھیل کے پاس حاضر ہوا اور  
 کبکمال ادب ملتس ہوا کہ قبل از ارشاد فیض بنیاد ہو فوریا کا عقد  
 ہو چکا اور فصیح ہونا نکاح کا مطابق دین عیسوی بدون مرگ  
 زن و شوہر نامکمل و متعذر ہے یہ سنتے ہی اٹھیل شل مار سیاہ  
 غصہ میں آیا اور اپنے لشکر کو جو ہر وقت مستعد پیکار و تباہی بلاد  
 رہتا تھا لیکر شل طوفان شمال ملک گال پہ جبکو فرانس کہتے  
 ہیں پہلے چڑھ دوڑا اور جو شہر سامنے آیا گھوڑوں کے ٹاپون سے  
 روند و آتا ہوا اور فرانس کو تباہ کرتا ہوا دریائے سین کے پار  
 ہوا تھی اڈورک رئیس قوم گاتھ و ایشی یس سپہ سالار  
 شاہنشاہ روم مقابلہ کوشالون کے میدان میں آئے دہڑی  
 بھاری لڑائی ہوئی طرفین کی سپاہ گشتہ و خستہ ہوئی لاکھ آدمی  
 کام آئے تھی اڈورک سپہ سالار روم کو ٹھکانے لگا مگر اٹھیل کا  
 پانوں بچی اٹھ گیا اور عمر بھر میں اوسکو وہی پہلا واقعہ شکست کا  
 نظر آیا کہ نہ بن پڑا اپنے ملک کو لاچار ہو کر لوٹا کچ رہا اور کچ

شخصہ نہ پہاڑ دیکھتا نہ جنگل سیدھا اپنے ملک کو چلا جاتا تھا کہ  
 اتفاقاً ایک روز اپنی فوج سے جدا ہو گیا اور سخت ایام سے گھوڑا  
 اوس تنہائی میں اس قدر بگڑا اور نافرمان ہو کر بھاگا کہ ایک صحرا پر  
 جہاں انسان کا پتہ نہ تھا ٹھوکر کھا کر گرا اٹھیل کو چوٹ سخت آئی  
 وقوت حس و حرکت کی باقی نہ رہی جب فی الجملہ غشی رفع ہوئی تو  
 پیاس کی شدت ہوئی اوس حالت یاس میں چاروں طرف دیکھتا تھا  
 پر کوئی دکھائی نہ دیتا تھا لاچار چلا چلا رونے لگا اتفاقاً اوس  
 حالت نامکامی میں ایک دہقان اوس طرف سے گذرا اٹھیل نے  
 بہت منت دزاری سے اوس سے کہا کہ ذرا سا پانی پلا اور میری  
 جان بچاؤ سننے کان نہ دیا جدھر جاتا تھا چلا اٹھیل خدا کو واسطے  
 دینے لگا اور عجز و انکسار سے بار بار پوچھنے لگا دہقانی کو رحم  
 آگیا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر پانی پلایا و پھر اوسکی حالت تباہ دیکھ کر  
 زیادہ مہربان ہوا اور گھوڑے کو بھی پکڑ لایا و اٹھیل کو بھی جھاڑ  
 پوچھ کر سوار کرایا و اپنی راہ کھوٹی کر کے اوسکے لشکر تک گیا او  
 پہونچا آیا مقام غور ہے کہ اوس جگہ نہ ترک شاہنشاہی کام تھی  
 نہ زرو مال سے مطلب برآری ہوتی تھی منت و عاجزی ہی نے آخر  
 کام کیا دہقانی کو غلام بنا دیا قصورہ یہاں تک کہ چکی تو میں

درخواست کی کہ براہ مہربانی اٹھیل کی بقیہ حکایت کو بھی پوری کیجیو  
تب وہ بولی کہ بی بی اٹھیل کی وہ غزیت برائے نام تھی تو غریب میز  
اوسنے کچھ مصلحت سمجھی تھی اہل روم بھی قوت و شوکت و جسرات  
اٹھیل پر بخوبی مطلع تھے اور اوسکی مراجعت کو خالی از حکمت نہ جانتے  
تھے نہ شکست کو شکست گردانتے تھے اور اوسکی آمد آمد کے انتظار میں  
رہتے تھے چنانچہ دوسرے سال کے آغاز میں وہ مانند صاعقہ اپنے  
دارالحکومت سے روانہ ہوئیں بلا مہر ناگمانی پھر مملکت اٹلی پر  
نازل ہوا اور کوئی بھی اوسکا مانع و مزاحم نہ ہو سکا شہر ون کو تباہ  
کرنا ہوا دار السلطنت قسطنطنیہ کے جانب چلا و والن مٹی آن اس  
خبر وحشت افروز سے جیتے جی مر گیا اور بلا عذر ادھر اپنی بہن ہونوریا کو  
اوسکی پاس بھیج دیا اور ہر طرح صلح کر کے ملک اور بندگان خدا کو  
بچایا اور ہر اوسس خونخوار مردم آزار کا پیمانہ حیات لبریز ہوا  
یعنی جسوقت ہونوریا اوسکے پاس پہنچی جوش مسرت و خوشی ہو  
بہت شراب پی گیا و اوسی جگہ شدت نشہ سے مر گیا اور یہ تباہی  
ملک اور مواصلت ہونوریا کا پہل ملا

مغرور فاضل کی ندامت

ایک بادشاہ نے کسی فاضل کو جو اپنے تئیں بے بدل جانتا تھا

واسطے تحریر نواریج ملک اور حالات بادشاہان سلف نامور  
 کیا تھا اور اوس فاضل کی آرمیں عزت و قدر کرتا تھا اور چونکہ  
 اوسے وحید عصر اور فرید دہر جانتا تھا اسلیے بہت کچھ انعام  
 و اکرام کا متوقع کیا تھا اور خود بھی مکان پر اوسکے ہر ہفتہ  
 جایا کرتا تھا اور جو کچھ وہ لکھتا تھا اوسکو سننا تھا اس وجہ سے  
 فاضل کا دماغ عرش پر تھا اور جو چاہتا جموٹھ سچ لوگوں کو  
 جاہل سمجھ کر لکھتا تھا اتفاقاً اوس شہر میں ایک سیاح  
 وارد ہوا اور لوگوں سے اوس شہر کے مستفسر ہوا کہ وہاں کوئی  
 نامی گرامی فاضل بھی ہے چونکہ اوس شہر میں بلکہ تمام ملک  
 میں وہ ہی فاضل ممتاز تھا اسلیو لوگوں نے اوسکا نشان دیا  
 مسافر کمال مشتاق ہوا اور اوسکی در دولت پر پھونچا پہلو در بانوگی  
 روک ٹوک سے رہنجیدہ ہوا پھر اندر جا کر خود عالم کی کج ادائیگی  
 شرمندہ ہوا باوجود بڑی دیر تک کھڑے رہنے اور بار بار سلام  
 کرنے کے نہ تو اوس عالم نے کچھ پوچھا نہ جواب سلام کا جو  
 ہر مذہب و ملت میں واجب ہو دیا لاچار باہر نکل آیا اوسی وقت  
 جو سواری بادشاہ کی بھی آئی تو مسافر پھر اندر گیا اور سامنے  
 کھڑا بادشاہ نے حسب معمول فاضل سے تالیف جدیدہ کر

پرہنے کا اشارہ کیا اور اوسنے کمال طلاقت و بلاغت پڑھنا شروع کیا مسافر تو شائق علم و ہنر تھا کان لگا کر سننے لگا بادشاہ کی نظر جو اوسکے غور و سماعت پر پڑی فاضل سے مسافر کی نسبت پوچھا کہ یہ کون آدمی ہے جو اس ملک کا رہنے والا نہیں معلوم ہوتا عالم فری جواب دیا کہ کوئی سائل ملک زدہ ہو کہ بڑی دیر سے یوہن کھڑا ہو یہ شکر بادشاہ نے قبول کیا اور اشارہ سے مسافر کو بلا کر عالم کے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا مسافر نے نہایت ادب سے ہنک کر سلام کیا مگر عالم کو بشرے پر آثار تکدر پا کر تھوڑی فرق سی بیٹھ گیا بادشاہ نے براہ اخلاق و مسافر نوازی پوچھا کہ تم کون ہو اور یہاں آنے کی کیا وجہ ہے مسافر نے عرض کیا کہ مسافر بغرض ہوں اور ہجرت زاریت بزرگون کے اور کوئی حاجت نہیں رکھتا بادشاہ نے سماعت تالیف میں مشغول ہوا اور گوشہ چشم سے مسافر کے جانب دیکھتا رہا اسلئے کہ جہاں خلافت مسافر کے مزاج کے کوئی فقرہ یا مطلب فاضل پڑھتا تھا مسافر ناک بخون چڑھتا تھا جب ٹھہل اپنی تالیف پیش کر چکا تو بادشاہ پھر مسافر کی جانب مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ تم کو کچھ تو درسیخ دینی میں دخل ہے اوسنے جواب دیا کہ میں جاہل نہیں ہوں و بعد اوسکے جو کہہ کہ عالم نے بیان کیا تھا



اوسکو بر لائل معقول اکثر چکھہ نطاط ثابت کیا اور جس ترتیب سے  
 اوسنے سلسلہ بادشاہوں کا قائم کیا تھا اوسکو قبول کیا اور نائل کو  
 استقدر معقول کیا کہ وہ عرق انفعال سے نہا گیا انجام کار بادشاہوں  
 خلعت ترقیب تورخ اوس سیاح کو عنایت کرنا چاہا مگر اوسنے  
 دست بستہ عرض کی کہ میں فقیر بنے بضاعت ہوں ایسی استعداد  
 نہیں رکھتا ہوں کہ بار اوس کا رعلیم کا اوٹھاؤں اور اپنے کو مجھوتہ بخوش  
 بڑا کر کے دکھلاؤں البتہ جب تک یہاں رہوں گا موافق حکم اس عالم کو  
 جو اس کام پر مامور ہے مردوں کا یہ شکر عالم از بس شہزادہ  
 و نادم ہوا اور مضمون اس شعر کو سرنامہ تواریخ پر لکھا **صلو**  
 موقر جان رہا باب ہر کو رہا بسی بن ہا کہ ہو جو تیج با جو ہر اوسو غرض ہے عربانی

### پہلوان کی پشیمانی

ایک پہلوان طاقت ور کو راستے میں ایک غریب کم زور ملا پہلوان  
 اوست دیکھ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو کیوں خلق کیا ہے ہنوز اکی  
 بیچارے نے جواب نہ دیا تھا کہ ایک بیل بھاگا ہوا اودھر اٹھا اودھکا  
 اوسکا پہلوان کو ایسا لگا کہ اوندھے منہ ایک پتھر پر گرا اور سخت چوٹ  
 کھا کر کراہنے لگا۔ حال دیکھ کر اوس مرد کم زور نے اوتھا یا اور اپنے

سارے سے اوسکے کھڑک پھونچا یا اور نصت ہونے وقت چپکے سے  
 پہلوان کو سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسی مصلحت سے خلق کیا تھا  
 نہ جب تو گرے ولا چارو بے بس ہو تو میں اوٹھا کر تیرے گھسنے تک  
 پھونچا دوں اس جواب سے پہلوان شرمندہ ہوا جب قہورہ یہاں تک  
 بیان کر چکی تمام مجمع نے تحسین و آفرین کی اوسوقت ہاجرہ نے  
 البتہ سے اشارہ کیا

### البتہ کا بیان

البتہ نے زانو ادب کو تھک کر کے یوں بیان کرنا شروع کیا کہ اے  
 بیہوش عاقل بیان میں بوجہ لگنت زبان عاجز ہوں پس میں  
 جو کچھ مختصر عرض کروں اوسکی گوش دل سے سماعت فرمائیے اور  
 میرے بکلی پن سے جو کچھ گران گذرے اوسے معاف کیجیے میری  
 سن قہورہ نے جو کچھ اسوقت بیان کیا فی الواقعہ نہایت مناسب تھا  
 لیکن میں چاہتی ہوں کہ اوسے بدتر عیب کی شکایت کروں اور وہ  
 بدترین بلا طبع ہے کہ جو اکثر اوقات اپنے دام میں پھنساتی ہے  
 طالبان دنیا پر معنی نہیں ہے کہ جب انسان اس بلا میں ہستلا  
 ہوتا ہے نیک و بد جہان کو بھول جاتا ہے ملال و حرام کی تمیز  
 نہیں کر سکتا ہے آگے دکان کو بالکل بند کر لیتا ہے زن و فرزند

محبت مغز دل سے ٹاڈتا ہے اپنی قدر و منزلت کو دیتا ہے  
دوسروں کے مال و عزت پر دانت نکاتا ہے اپنے آئینہ ضمیر کو  
ترنگ طمع سے کدھر کرتا ہے دنگر اجتماع زر و دولت میں مانند فرد ہے  
کے چچ و تاب کھاتا ہے حالانکہ وہ ساری تدابیر بجا دے سود  
ہوتی ہیں حقیقت میں طمع بڑھی بلا ہے اور جہان تک اسکی دست  
کروں روا ہے طمع سے کبھی کبھ پھل نہیں ملتا طمع کے نقط سے  
نابت ہے کہ بے نقط کے حرفوں سے بنی ہے اور حرص و ہوا بھی جو  
اوسکے ہم نشے ہیں اوسکے حرفوں میں بھی کوئی نقط نہیں ہے اب میں  
دو نین حکایتوں پر اسکو ختم کرتی ہوں اور بیان رشتی طمع میں اپنی  
زبان کو زیادہ اتودہ نہیں کرتی

### حکایت

ملک چین میں حکیم لاؤزی جو ایک مشہور آدمی گزرا ہے اور سکی  
پیدائش کا حال قاریخ میں یوں لکھا ہے کہ لاؤزی کا باپ کسی  
سرکار میں ایسے تلیل شاہرو پر لڑکر تھا کہ اپنی ذات کی پرورش کی  
سوا اور کسی کے کھلانے کا مقدمہ نہ رکھتا تھا اس وجہ سے خلاف  
طریقہ چین کے تشر برس عالم تجرد میں رہا اکثر پوچھ برس بقاے  
نسل کی غرض سے ایک نیک بخت چل سالہ سے شادی کی ایک روز وہ

بی بی دہوپ مین بیٹھے بیٹھے سو گئی چند ساعت کے بعد دہوپ کی  
 شدت سے جاگی تو سارا بدن تھر تھرانے لگا دوسر گھومنا شروع ہوا اور وقت  
 سے بچااری کی یہ حالت ہوئی کہ ہر وقت جی مبتلا تھا زبردستی کچھ  
 کھانی تھی تو ہضم نہوتا تھا دو مہینے اسی کیفیت میں گزری تیسری مہینے  
 میں ثابت ہوا کہ حمل ہے بڑا سُنکر خوش ہوا کہ نام لیا اور پانی دیا  
 پیدا ہوگا اسی امید پر نو مہینے تیر ہوئے دوسواں مہینا لگا رکھا بالا  
 نہ ہوا تو مہی ایسا باقی رہی مگر جب آج کل کرتے کرتے دو برس تک  
 وضع حمل نہوا تب تو میان بی بی دو نو گھبرائے اطباء نے دیکھ کر بیاہی  
 قرار دی دوا کھلائی پلائی مگر معالجہ سے بھی کچھ نفع نہوا شوہر نے  
 برعکس اپنی خواہش کے جو سامان پایا تو دوسری چورہ کرنے کی فکر  
 میں ہوا اوس بیگناہ بی بی کو طلاق دی کہ جدا کیا اوس بچااری کو  
 بے والی وارث دیکھ کر پاسی پڑوسی عورتوں نے پہلے مسکھ کرنا شروع  
 کیا پھر اونسے سکر غیر محلے والے چھوٹے بڑے عورت مردوں نے  
 چڑھا چڑھا تنگ کیا آخر لڑکوں نے تالیاں بجا بجا کر اوس بچااری کو  
 یہاں تک وق کیا کہ اپنا شہر چھوڑ کے دوسرے شہر میں جاگی لیکن  
 مسکھ کی بلا ایسی پیچھے پڑی کہ جہاں جہاں وہ گئی لڑکوں سے پتا نہ گیا  
 ہمارے نکل شہر سے راہ جنگل کی لی چہ پتہ نہ لیس برس جنگل میں

انگلی ماری ماری پھری و بناس پی کھا کر جی چھیا بیسویں سال جنگل ہی میں  
 وضع محل ہوا و رکھا جی دیکھنے میں وہ بچہ تھا مگر حقیقت میں ثانی  
 درستان زال تھا بچے کے سر پر سفید سفید بال دیکھ کر مان حیران  
 ہوئی پھر خود ہی سوچی کہ عرصہ دراز تک پیٹ میں رہے رہے بڑا  
 ہو گیا ہے چنانچہ لاؤزی یعنی پیرنا بالغ نام رکھا و شہر میں لائی و  
 پرورش شروع کی لاؤزی دن و رات چوگنا پڑھنے لگا چھ  
 سات برس کی سن میں ہوش و حواس سنبھال پڑے بیٹھا دہز  
 و رکھا حافظہ شوق اچھا تھا چند ہی روز میں فارغ التحصیل ہو کر ایسا  
 عالم باکمال مشہور ہوا کہ فقور چین نے اپنے کتب خانہ کا دار و ف  
 سقر کیا ہر قسم کے علوم و مختلف مصنوعات کی بے شمار کتابیں جو لاؤزی نے  
 پائین نہایت خوش ہوا اور غرض و غور سے ہر علم کو پڑا و فیلسوف غلم  
 بنا ہزاروں طالب علم کو پڑایا اور ایک عالم کو عالم بنایا اور اپنے  
 مسائل مفروضہ سے ایک طریقہ جدید جاری کر کے رواج دیا اور کہیں  
 نسخہ اکسیر کا بنا کر اپنے پیروں کو سمجھایا کہ جو سامان نکر چھوڑ کر اوس  
 اکسیر کو کھائیگا ہمیشہ جیتا رہیگا یہ سنکر شاگردوں کے سوا ہر جو  
 لوگ جینے پر مرتے تھے لاؤزی کے مرید ہوئے اوس فیلسوف نے اپنے  
 حل میں یہ سمجھ رکھا تھا کہ فکر و تشویش سے انسان کی عمر

لکھ جاتی ہے اور کثرت مال و دولت و زیادتی جاہ و منصب و حکومت  
 سب بجا ہی راحت کی کامیابیوں اور ان کے جمع کرنے اور قائم رکھنے میں  
 زیادہ ہوتی ہے لہذا ہر ایک اپنے مرید کو سمجھاتا تھا **سودا** اکیلا ہو کے  
 رہ دنیا میں گر جا ہے بہت جینا ہوئی ہے فیض تنہائی سے عمر  
 خضر طولانی و سرشتہ متعلق اپنے بیگانے کا قلع کر کے جنگل میں بنا  
 و کسی کی بھلائی یا بُرائی نہ سُننا عمدہ وسیلہ ترقی عمر کا جا کر ہر ایک کو  
 آمادہ کرتا تھا جو لوگ زر و دولت کو باعث عیش و راحت جانتے تھے  
 اونے یوں کہا کرتا تھا **سودا** فراہم زر کا کرنا باعث اندوہ دل ہو ہے  
 و حصول جمع سے غیظ کو آخر ہو پریشانی و غرض لاؤمی نہ بہتوں کا  
 گھر ویران کیا و اپنی شاگردوں و مریدوں کو دشت ادبار میں آوارہ  
 کیا حالانکہ لاؤمی کو خود ان مسائل اور نسخہ سے نفع نہواؤ زندگی کی  
 دن پورے کر کے مر گیا لاؤمی کے مقلدون نے اوس کا مرنے بھی  
 خالی از حکمت نہ پایا اوس کی صورت کی صورت بنا کر پرستش  
 شروع کی و طالبان اکسیر سے پوجائی چند روز میں اکسیر کی  
 ایسی شہرت ہوئی کہ امرا اور عورتیں خواہش مند ہو کر اکسیر کی  
 تلاشی ہوئیں و طبع طول عمر کا سودا فقیر چین کو بھی پیدا ہوا  
 اور انہی نے انہی کے وجود کو خود سمجھ کر

لایا جاتا تھا مگر لاڈلی جاسوت کے آگے سر جھکایا و سجدہ کر کے  
 اوس کے مذہب کا پیرو ہوا طوالت عمر کی طمع نے عقل پر پردہ ڈال دیا  
 تمہ : فراست خاتمانی حیرت زندگی سے بیکار ہو گئی جو جڑی بوٹی لاڈلی  
 کے تصدق میں پاتا تھا بے جانے ہو جسے دیکھے پر کھے چٹ کر جاتا تھا  
 بادشاہ کی سخاوت اور نادانی دیکھ دیکھ وزیر حیران ہوتا تھا اور جب  
 موقع پاتا تھا عرض معروض کرنا تھا کہ حضور ناصی بیٹے پر مرتے ہیں  
 بے دیکھے بھالے چوب چینی پیتے ہیں جو پیدا ہوا ہے وہ مقرر ایک روز  
 مرے گا نہ کہ میں اب حیات ہے نہ اکسیر کبھی تھی نہ اب موجود ہو خدا کو یہ  
 جہان پناہ ہوش میں آئیں اور غور فرمائیں کہ خود لاڈلی جو نسخہ بقا  
 جانتا یا اب حیات پیتا تو کابے کو مرنا مگر وہ طمع سے ایسا خود رفتہ تھا  
 کہ ہرگز بھلائی بُرائی نہ سمجھتا تھا ہر روز اکسیر کا پیالہ بیٹے کے شوق میں  
 انکھیں بند کر کے چڑا جاتا تھا چند روز میں اکسیر نے اثر کیا بدن کا  
 سارا خون سوکھ گیا آخر شایسا کمزور ہوا کہ بقا بقا پکارنا فتنہ ہوا  
 اور طمع زندگی نے موت کا دروازہ جلد دکھلایا جس قدر ایام زندگی  
 باقی تھے اونکو لالچ نے گھٹا کر ساحل حیات کے پار پہنچایا

### حکایت

ایک شخص خاروں سے زیادہ زور دولت رکھتا تھا تو بھی اوس کے

پڑائے میں سعی اور کوشش کرتا تھا اور اسکے ہمسایہ میں ایک  
 پیرزال نہایت ضعیف رہا کرتی تھی دو ٹھانی قارون اوس بڑھیا کو  
 بھی مالدار جانتا تھا اور اسکے مال لینے کی فکر میں رہتا تھا غرض  
 پہلے بوڑھیا سے محبت و اختصاص بڑھایا پھر اپنے کو بیٹا و اوسکو  
 ماں اس ہنگ پر بنایا کہ بوڑھیا مہربان ہو کر اپنا وارث بناوے  
 اور اپنا روپیہ پیسہ بناوے لیکن بوڑھیا بھی ہوشیار تھی کیس طرح  
 اوس مکار کے دام میں نہ پھنسی نہ بولے بیٹے کا چال پلن  
 جانچتی رہی دم دلا سے میں ٹالنتی رہی اتو طالع نے جو دکھایا کہ بوڑھیا  
 خوشامد کا افسون نہیں چلتا تو ایک روز ادھر ادھر کے دو سپاہ  
 مزدور کا ذکر کیا دھندلی سائین لیکر کہا کہ زندگی کا کچھ بھروسا  
 نہیں موت کم نجات کہہ کر بھی نہیں آتی کہ جو بسے وصیت کرنا ہو  
 کر بیوے و دل کی دل ہی میں لیکر نہ مرے امان تنکو جو کمنا ہو  
 پہلے سے کہہ رکھو بوڑھیا نے بھی آہ سرد بھری دروہنگ ہو کر  
 کہا کہ حقیقت میں بیٹا چ کتے ہو موت کا کیا ٹھکانا کون جانتا  
 ہے کہ کب کسکا پیمانہ حیات لبریز ہوتا ہے کس سے آپ وصیت  
 کیجیے اور کسکی وصیت آپ سن کیجیے نجد کم نجات نے بہت  
 سے بچوں کو اپنی گود میں پالا اور پھر انکو اپنے ہاتھوں کھنڈ



سولایا جبکہ مرنے پہنچنے کا یہ حال ہے تو کیا معلوم کہ میں پہلے  
 مردن یا تمہارے رونے کو بیٹھی رہوں تسپر بھی صلاح تمہاری  
 مقول ہے وصیت کرنا دیکھو دمی بنا رکھنا ضرور ہے مگر میرے  
 پاس ایسا کیا ہے جس کے واسطے پہلے سے کمون سنون بان ٹمکو  
 میں محبت میں بچا پاؤنگی توجو کچھ کھنا ہے سوا سے تمہارے اور  
 بس سے کمونگی یہ سنکر اس نابکار کو طاقت انتظار نہ ہی شہر کے  
 اوباشوں کو ہلا کر اپنا راز ظاہر کیا دکنی جینے کے بعد اکر دز بوڑبیا  
 کے گھر چوری کرنے کی صلاح دی اور چورون کی مدد کو آپ  
 سرشام سے بوڑبیا کے بیان بارہ اتفاقاً چورون کے آنے کے  
 پہلے دوچار سہان بوڑبیا کے گھر آئے اور دیر تک جاگتے رہے  
 و اسی درمیان میں چور بھی آئے اونہوں نے گھر والوں کو جو  
 جاگتا پایا تو دل میں سمجھے کہ وہ دغا باز اونہیں میں ہے کہ چور ہونے  
 کے کہ چوری کرو و ساد سے کہے کہ ہوشیار رہو اس غصہ میں  
 پٹے اور اسی دغا باز کے گھر چوری کرنے کو پچاندے مثل  
 مشور ہے سونا گھر چورون کا راج اطمینان سے جو کچھ گھر میں  
 برسوں سے جمع کیا تھا سب باندھ لیا و چلتے ہوئے اودھروہ  
 دغا باز بھی مہانوں کے جاگنے سے سمجھا کہ دائیون خالی گیا اور

ماریوس ہو کر سورا صبح کو جب گھر گیا تو دیکھا کہ جو بوڑھیا کے واسطے سوچا تھا وہ اوسیکے آگے آیا زرد مال کی تاراجی سے چٹھے چھوٹ گئے اوسکے بعد منہ بولی مان کو بھی دغا باز بیٹے پر شبہ ہوا اور منہ بولا رشتہ توڑ کے اوسکا آنا بند کیا اور خود اوس محلے سے اونٹھ کر دوسرے محلے میں چلی گئی وہ کم محبت لاپبی اپنی پونجی اور ایمان کو کہہ کیں کا بھی نہوا

### حکایت

ایک حریص زرد مال کے جمع کرنے میں دن و رات مصروف تھا اور بلا قید حلال و حرام کے مال جمع کرنا تھا اتفاقاً دن دوپہر شہر میں ڈاکو آئے اور اوس حریص کے گھر کے جو دو لقمہ مشورتھا پہلے متلاشی ہوئے اوسکے بیان سواسے ایک فرزند کے کوئی دوسرا نہ تھا جسوقت حریص کو معلوم ہوا کہ فارت گر گھر میں آیا چاہتے ہیں فرزند کی فکر سے ہاتھ اوٹھایا و زر نقد کا صندوقہ نعل میں دبا کر مکان کے پھوڑے گیا دھری کی راہ سے نکل بھاگا لڑکی جان کا کچھ خیال نہ کیا اور دوڑ دوڑ کر ایک دوست کے گھر چھپ گیا اور ہر لڑکے کو کچھ کے قضا توں نے زرد دولت کا پتہ یوحینا شروع کیا وہ نادان ناواقف کسانتلا تا آخر وقت سے

غلامِ گردن نے مارتے مارتے اوسکو مار ڈالا اوسکے بعد غلامِ گردن نے اوس گھر کو بھی لوٹا جہاں حریص چھپا تھا اور حریص کا منہ دھچکا دیا اور گھردن کو لوٹ پاٹ کر چلے گئے جب شہر میں امن و چین ہو گیا تو لوگ باہم ایک دوسرے کی تسلی اور دلاست کو جمع ہوئے اوس حریص سے بھی فرزند کی ہلاکت کی تعزیت کی اوسنے جواب دیا کہ ارے صاحب ہم سلامت ہیں تو لڑکے اور ہونٹنگے اگر افسوس دولت یعنی عمر بھر کی ریاضت مفت کھو گئی و چٹا کر رہے اگا توگ اوسے مردود جان کر لعنت کرنے لگے جب ابغہ بیان تک کہ چکی تو بی بی ہاجرہ نے دنیا سے کہا کہ تمہارے نزدیک بھی جو مناسب ہو بیان کرو چنانچہ وہ سامنے آئی۔

### دنیا کا بیان

دنیا بولی کہ جہاں آپ سی پبیان دشمند نیک خصال رونق افروز ہوں وہاں کو فساد ہے کہ جس میں میرے بیان کی حاجت اور گزارش کی ضرورت ہو مگر ہاں جو میرے ذہن ناقص میں عیب ہے اور جسکو میں حد سے زیادہ بُرا سمجھتی ہوں اوسکو چاہتی ہوں کہ بیان کروں یقیناً آپ پر روشن ہو گا کہ حد کیا شے ہے وہ ایک قسم کی تناسب اور متناسق ہونے کا ایک محمود دوسری

مردود پس پہلی تو وہ ہے کہ ایک شخص کا مرتبہ یا اعزاز یا راحت  
 و نعمت و فضیلت دیکھ کر دوسرے کے دل میں تنہا پیدا ہو کہ یہ  
 نعمت مجھ کو بھی میسر ہو اور وہ سری یہ ہے کہ غیر کی بزرگی اور دوہندی  
 یا علم و کمال دیکھ کر یہ سبج ہو کہ یہ نعمت اوسکو کیوں حاصل ہوئی  
 اور خواہان اوسکے زوال کا ہو پس میں نسبت اول کے گفتگو نہیں کرتی بلکہ  
 اوسکو اچھا و بہتر جانتی ہوں اسوہلو کہ پہلو کو حسد نہیں کہتی وہ غلطہ کہلاتا ہے  
 اور باعث تخریب و ترغیب اور بزرگ ہوتا ہے مثلاً اگر کسی فاضل یا حکیم کو  
 دیکھ کر یہ خواہش پیدا ہو کہ مجھ کو بھی وہی مرتبہ حاصل ہو اور کوشش  
 کر کے علم و فضل کا اکتساب کرے تو ظاہر ہے کہ مقرون بعصا اب ہے  
 مگر ثانی جسکو حسد کہتے ہیں البتہ مردود ہے اور موجب کمال بُر و فونی  
 اور نادانی کا ہے اور حقیقت میں معاذ اللہ خدا سے دشمنی باندھتی ہو  
 ساری خرابی اور فساد اسی مرض لاعلاج سے پیدا ہوتے ہیں اور  
 ملک و بلاد اور خانمان تباہ و برباد ہوتے ہیں اور حاسد کو سوائے  
 جانکاہی اور اپنے آرزو رہی کے کچھ نہیں ملتا لیکن میں نہیں چاہتی کہ  
 زیادہ تر آپ کی اوقات عالی کو اپنے غمخوار کوئی سے پریشان کر دوں  
 اور اتنا ہی بس جانتی ہوں کہ اپنے کلام کی تصدیق میں دوہین  
 حکایت بیان کر دوں

## حکایت

ایک امیر کے ہمایہ میں ایک شخص بد نما و آباد تھا جو تقویٰ و  
 پرہیزگاری میں اپنے کو برصیصا سے بڑھ کر شمار کرتا تھا اور لباس  
 راہبانہ اور وضع متقیانہ سے مخالف کو فریب دیتا تھا امیر اس  
 زناہ کی نہایت توقیر کرتا اور جب وہ اتنا سر و قد اٹھ کر تعظیم کرتا  
 مگر زناہ کے دل پر اسکا ٹھاٹھ امیرانہ ہمیشہ کھٹکتا اور اپنے دل ہی  
 دل میں مارے حسد کے جلتا بارہا خدا سے عرض کرتا کہ اسکو  
 کہیوں ایسا مقتدر بنایا بعضی رات اسکی اسی فکر میں کٹ جاتی اور  
 پلک سے پلک نہ گنتی آخر تش حسد میں اتنا جلا کہ امیر کو ہلاکت کی  
 تدبیر کی و دعوت کا پیغام دیا امیر کو اسکی شرارت کیا معلوم تھی  
 سادہ دلی سے ضیافت قبول کی اور بعد اظہار شکر گزاری کھلا بھیجا  
 کہ میری چشم حاضر ہو نگاہ یہ سننے ہی وہ کیا و سر و فقر حساد خوشی سے  
 پھولا نہ سمایا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ آج میری بزرگی تمام  
 کرتا ہوں اور اپنے دل کی آندہ بر لانا ہوں غرض بڑے دہوم و ہام  
 کھانا کچا ایا اور پڑا بہنام آرسنگی مکان میں کر کے ایک بالا خانہ  
 سجایا امیر کے جان پہنے کی فکر قرار واقعی سچ کر بڑی محنت سے  
 بالا خانے کے زینہ کو جو قریب چھت تھا توڑ کر خس و خاشاک کیا

اور تمام زینے پر مٹلی چادر بچھا دی واپس دل قنوت منزل میں  
 سمجھا کہ امیر میری سلیقہ شعاری کو دیکھتے ہی خوش ہوگا اور بے شک  
 اوس شکستہ زمین پر پانوں رکھے گا ہنوز وہ امیر آئے نہ پایا تھا کہ  
 پردیس سے بعد مدت ہزار اوسکا بیٹا آیا اور یہ سنکر کہ اوسکا باپ  
 بالا خانے پر ہے کمال شوق میں اگر کوٹھے پر چڑھا اور غالی زینے پر  
 پانوں رکھتے ہی نیچے گرا اور بلندی سے پستی پر اگر پھر عالم بالا کو رونہ  
 ہوا اوسکے گرنے کا حال سُکر وہ حاسد بھی مضطرب ہوا اور ہوش جاؤ رہا  
 خود رفتہ ہو کر اوشٹھا اور زینے کا شکستہ ہونا اوس عالم بخودی میں  
 سو کر کے خود اوسی رستہ سے نیچے آکر دوزخ کو چلا گیا سچ ہے حسد کا  
 ثمرہ اس سے زیادہ ہے جو اوس پر نجات نے پایا امیر کا بال بچا  
 بھی نہ ہوا

### حکایت

یاد ایک فخور نامور چین میں گزرا ہے کہ تواریخ اوسکی اوصاف اور مدح  
 معور میں ادنیٰ وصف اوسکا یہ ہے کہ جب اوس کو دیکھا کہ بہت ملک قبضہ میں  
 ہے اور ایک بادشاہ انتظام اور رفادہ پایا خاطر خواہ نہیں کر سکتا  
 تو بلا خیال اپنے مفاد کے محض بظہر فلاح و داد دہی رعایا اپنے ملک پر  
 کو دو حصہ پر منقسم کیا اور ایک کو اپنے سایہ انصاف میں رکھا کہ

دوسرا حصہ مشن کو جو عقل و گمانت میں آزمودہ و فہم فراست  
 و انتظام ملک و نصرت و مدالت میں یہ تجربہ رسیدہ تھا عنایت  
 فرمایا اور اس کے حسب و نسب اور بزرگی خاندان سے قطع نظر کر کے  
 محض بواوید تقویٰ و پیرہیزگاری ساری اپنی عنایت و مرحمت کو  
 اس کے جانب مصروف کیا و وہ اپنی بیٹیاں بھی اس کے ساتھ بیاہ و بزر  
 شن نے علاوہ انتظام اپنی سلطنت کے یاو کی جان نثاری اور  
 مدد ہی میں انتہا درجہ کی وفاداری کی و باوجود این ہمہ بادشاہت  
 اپنے باپ کے اس درجہ کو اطاعت کی کہ حیثیت اس کم بخت نے  
 ایک بھوسے کے انبار پر چڑھنے کا شن کو حکم دیا وہ بلا توقف زینہ  
 لگا کر چڑھ گیا اور باپ نے جو ہر وہ قساوت زینہ کو علیحدہ کر لیا اور  
 بھوسہ میں آگ کا شعلہ رکھوا دیا تو بھی فرمان برداری باپ میں  
 ثابت قدم رہا اور کسی طرح نہ ڈگلا یا مگر لوگوں نے بچا لیا اس کو اس  
 مرتبہ و جاہ کو دیکھ کر باوصف این ہمہ فروتنی و انکسار ایک ستیلا  
 بھائی مسد کرنے لگا اور درپے آزار ہوا اور محض آتش حسد سے  
 جھلکے فکر میں ہوا کہ کی طرح شن کو مار ڈالے اس لیے طرح طرح کی فکر  
 کرتا رہا آخر ش ایک مرتبہ ایک باولی میں اس کو ڈھکیل دیا اور اپنی دہشت میں  
 کام تمام کر کے چلے یا مگر محافظ حقیقی نے شن کو بچا لیا تو بھی شن نے

کسی سے اوس جفا کا ذکر تک نہ کیا اور سزا دینا اور سواخذہ کرنا تو ایک بڑی بات ہے جوقت وہ ظالم شن کے صحیح و سلاست محل آنے پر مطلع ہوا مارے دُر کے زرد ہو گیا دوسرے روز شن ہم اوس عابد کے گھر گیا اور بجائی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جو تکو دیکار ہو لے لو اوریت گھبراؤ اب اس حسد کو بظرف تمیق دیکھنا چاہیے کہ کسی قسم کا فائدہ شن کی ہلاکت سے اوس مردود ازل و ابد کو تھا اس واسطے کہ نہ وہ بادشاہ ہو سکتا تھا نہ اوسکو یہ حوصلہ تھا ایسے کہ محض ایک کاشیکار تھا مگر ان شامت حسد سے وہ یہ چاہتا تھا کہ شن اور اوسکا نام مت جاوے سو اوسکا نام بہ نیکی اور اوس ظالم کا بدی کے ساتھ اب تک صفوہ روزگار پر قائم رہے

### حکایت

شہر فرمود واقع ملک روم قدیم میں ایک شخص تھا کہ صغرن میں اوسکا باپ مر گیا اور بھراوسکے ایک چھوٹی بن کے کوئی سرپرستی کو نہا بجائی نے بن کو اتنا اپنے لڑکی کے پالا اور جب وہ لائق شادی ہوئی بیاہ کیا اور فرط محبت سے روادار ہوا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر جاوے اس واسطے اوسکے شوہر کا بھی بار اپنی سرپرستیا جو کہ کھانا تھا بن کو اوس میں سے بہت کچھ علاوہ نان و نفقہ



و دیگر کفالت کے دیتا تھا جسے عالم مجروح میں عرصہ گزرا اور بوزا  
 ہونے لگا تو اوسنے شادی کی اور جو رو کو گھر میں لا کر اپنی بہن کی  
 بوجہی اور خاطر داری کرنے کی نہایت تاکید کی جو وہ بھی اوسکو  
 ایسی نیک بینت اور فرخندہ سیرت ملی کہ وہ شوہر سے زیادہ  
 اوسکی بہن کی اطاعت کرتی تھی شوہر اوسکی حسن خدمت سے  
 جو بہ نسبت اوسکی عزیزہ بہن کے ظہور میں آتی تھی بہت خاطر کرتا  
 اور توقیر و عزت کا خیال رکھتا مگر باوجودیکہ اوسکی عزت اور حرمت  
 کی باعث وہی بہن تھی تو بھی جو خاطر داری بھوج کی منجانب بھانجیکے  
 ظہور میں آتی تھی اوس بہن کو ناگوار ہوتی تھی اور اپنے دل ہی  
 دل میں جلی جاتی تھی اور چاہتی تھی کہ کوئی تصویر سنگین لگا دے  
 و ایسی در اندازی کرے کہ بھائی کے نظر سے بھوج گرجا دے  
 فرض اس مسد پر ایک عرصہ گزرا اور کوئی تدبیر رسوائی بھوج  
 کی بوجہ کمال اوسکی بارسائی کے نہ بن آتی و بھائی کو بھی عادت  
 شکوہ و شکایت خفیف نہ بھائی تو اوس کم بہمت کے دل میں  
 یہ سمجھتی کہ بھوج کو رائے دیکھ کر اپنا دل خوش کرے اور اوس  
 مکر میں رہنے لگی اتفاقاً کسی ہمسایہ کے یہاں تقریب شادی کی  
 ہوئی اور وہ خود بھوج کے ہمسایہ کے گھر جا کر شریک محفل

شادی ہوئی اور بھائی کو کسی امر کی ضرورت شدید پیش ہوئی  
چنانچہ وہ اپنے بہنوئی کو اپنے حجرہ میں بنظر حفاظت سلا کر  
چلا گیا دہلن شادی میں بھی درمیان عورتوں کے غیبت میں  
بھاوج کو بھاوج کی بہت کچھ مزاح اوس حاسد بہن نے سنی  
اور آگ حسد سے جل ٹھنکر کباب ہو گئی اور دوسرے کا بہانہ کر کے  
بعد آدھی رات کے رخصت ہو کر اپنے گھر آئی اور اس خیال سے  
کہ مبادا شوہر جاگ اوسنے اپنے حجرہ میں نہ گئی باورچی خانہ  
میں جا کر پھلی صاف کر نیکا بڑا سا چاقو لیکر بھائی کے حجرہ میں گئی  
اور اس فکر میں ہوئی کہ بھائی کا کام تمام کر کے محفل شادی کی ہنسی  
خوشی کے عوض میں بھاوج کو رولاوے چاقو کو کلیجہ پر بھونک دیا  
اور ایسا زخم کاری لگایا کہ چلانا اور غل مچانا کیسا کرٹ سینے کی  
بھی یہ چارے کو نوبت نہ آئی اور خود ایک جگہ بیٹھی ہوئی سوچا کہ  
کہ اپنے بچاؤ اور رفع الزام کی کیا تدبیر کرے قصہ کوتاہ کچھ  
رات رات چور چور کا غل مچایا ہمسایہ کے لوگ چونک چونک  
دوڑے بھاوج بھی خراب خستہ دل پرستہ آئی اوسوقت جو بکھلا  
تدکا سواگ خاک میں لایا تھا شوہر اوسکا سراپڑا تھا رونا پشید  
شروع کیا فائدہ کا عجیب حال ہوا نہ تو دیا جاتا تھا نہ چکے لایا جاتا

کہ آفتاب کے طلوع ہوتے ہی اوس ظالمہ کا بھائی بھی آیا اور حقیقت  
 حال پر مطلع ہوا بہن ذرا پتا کیا آپ پایا مجادج کا کچہ نہ بگڑا جب  
 دنیا بیان تک بیان کر چکی تو بڑی بی بی نے ایفرا کو جو اوسکی  
 مساعی تھی پیش کیا اوسنے بہت کچہ عجز و انکسار کیا و آخر مؤدب ہو کر  
 کہنا شروع کیا

### ایفرا کا بیان

میں چاہتی ہوں کہ نخل اور بخیلون کی خدمت کروں اور اس  
 عادت کی بُرائی کو آپ پر ثابت کروں اسے بھیو عرصہ دنیا کو  
 ہر شخص ناپائدار جانتا ہے اور کس و ناکس اوسکو مزرعہ ماقبت کہتا ہے  
 و بوشبہ بخیل بھی بخوبی اوسکو جانتا ہے مگر زر و مال دنیا کو اسقدر  
 مضبوط اور ستوار پکڑتا ہے کہ مرنا اوسکے چھوٹنے سے آسان ہے  
 اہل نخل کی خدمت میں جہاں تک زبان یاری دیو یہ ناچیز نہ  
 چاہتی ہے کہ بیان کرتی چلی جاوے تا بوجہ کمی بیان کے ازراہ نخل کا  
 مجھ پر فائدہ نہو جاوے لیکن جانتی ہوں کہ آپ بخیلون کو خود بُرا جانتی  
 ہیں اور میری خدمت کریشکی حاجت نہیں کھنٹیں اسلئے میں اپنا  
 مقصود اور منشا ظاہر کرتی ہوں کہ میں نخل کسکو کتنی ہوں سود مند  
 کہ نخل نخل دولت کا وہ پھل ہے کہ ڈال میں اوسوقت تک نہ

کہ سڑکے گر جاوے اور کیلے کام نہ آوے اور بھیل سے میری مراد  
یہ ہے کہ نگہبانی زر و مال میں درجہ اعتدال سے بڑھ کر اس قدر تو غل  
کرے کہ خود اسکی راحت و عزت میں غل آدمی میری مراد یہ نہیں ہے  
کہ میں اس الزام کو اون لوگوں سے منسوب کروں جو مال و دولت  
نہیں رکھتے یا جنکے پاس اونکی احتیاج سے زائد نہیں ہر یا جو لوگ  
طریقہ اعتدال پر قدم زن یا پابند آئین احتیاط ہیں ایسے کہ اگر  
اونسے داؤد و ہش بر محل سرزد ہو تو میں اونکو نزم ہسرات کا  
ٹھہراؤنگی اور اونکے معائب بخیلوں سے کہیں زائد بیان کردنگی  
لیکن جو کچھ میں بیان کرتی ہوں اونہیں لوگوں سے مخصوص ہے کہ  
جو خود قدرت آسائش کی رکھتے ہیں اور نہ تو خود اس قدرت سے  
مستمتع ہوتے ہیں اور نہ دوسروں کو مستفید ہونے دیتے ہیں بلکہ  
اپنے اہل و عیال اور عزیزوں اور دوستوں سے دریغ کرتے ہیں  
اور آئندہ کو ضائع و برباد چھوڑ کر دنیا چند روزہ سے پُر امان  
اوتھ جاتے ہیں اور میں ایسے کج نوسوں کو لیٹم کشتی ہوں کہ جو  
قطع نظر اسکے کہ خود کسی کے ساتھ باوجود قدرت سلوک نہیں  
ہوتے اور دوسروں کو بھی حسن سلوک سے باز رکھتے ہیں اور  
صاحبان کرم پر زبان طعن کی کھولتے ہیں اور اپنے نعل چست

کی عقل کو طریقہ معاش جانتے ہیں میری سمجھ عین تفصیل  
 حاسد سے زیادہ تر ذلیل ہوتا ہے کہ مال و دولت کے ہونے  
 ہوئے خست کو بدولت اپنی توقیر و عزت کھوتا ہے اور دوسرے کو  
 راحت و آسائش اٹھاتے ہوئے دیکھ کر تحلیل ہوتا ہے پس  
 میری رائے میں مذمت بخیل کی حاسد کی حقارت پر بھی حاوی ہے  
 اس لیے کہ جو بخیل ہوگا وہ حاسد بھی ضرور ہوگا اور دوسری کی  
 جو بدبخشش پر خواہ نخواہ جلیگا افسوس یہ ایسی بد اور بُری بات  
 ہے کہ حرمت کھونے اور ذلت اٹھانے پر بھی نہیں جاتی  
 کیڑوں میں شہد کی کھٹی بہت قاتل کھلاتی ہے اور حقیقت میں  
 انتظام شاہانہ و نظم و نسق ملوکانہ رکھتی ہے ظاہر ہو کہ شہد کی  
 کھکیان اپنے جدا جدا گروہ بناتی ہیں اور اپنے اپنے گروہ میں  
 ایک کو سردار بنا کر اسکی مطیع رہتی ہیں اور دل و جان سے  
 اپنے کو اسکا ہوا خواہ اور اسکو اپنا مالک و مختار جانتی ہیں اور  
 اطاعت و پیروی حکم میں ہر وقت مستعد و طیار رہتی ہیں وہر گاہ  
 ایک مقام سے دوسری جگہ جانے کا ارادہ کرتی ہیں تو پہلے  
 مخبروں کو سردار حکم دیتا ہے کہ محل آسائش تلاش کریں اور  
 جس جگہ پر چہر بکا آمد مل سکے اور بفرغت بسر ہو سکے اسکو

تجویز کر کے خبر دیوین بجز حکم جاسوس مجسس ہوتے ہیں اور  
 موقع پا کر سردار کو خبر دیتے ہیں اسوقت حکم کوچ کا ہوتا ہے  
 اور گروہ سے مقدم مخبر راستہ بتلانے کو اوڑتی ہیں انکے پیچھے  
 پیچھے پھر سارا دل چلتا ہی جتا چلاؤسکا لطف دیکھنے والوں کو بے  
 تلافی مل سکتا ہے سردار ہمیشہ بڑا ہوا ہوتا ہے اور بعد اس کے  
 صفت بصف ساری فوج ہوتی ہے اور منزل بمنزل مقام مقصود پر  
 نزول اجلال فرما کر ہر اد مخبروں کو سردار خود اس مقام کو  
 چاروں طرف ملاحظہ کرتا ہے اور مقام مناسب پر حکم قیام صادر  
 فرما کر بنیاد قصر و ایوان کی ڈال دیتا ہے اور بجز اس کے دیوان عام  
 و عام دخلوت و خزانہ و گارڈ و چھاونی سب مرتب ہونی لگتی ہیں  
 بعد فراغت اس کے پھر تلاش معاش کو واسطے جنگو حکم ملتا ہے  
 وہ روانہ ہوتی ہیں اور جنگو حفاظت و نگرانی کی خدمت ہوتی ہے  
 کچھ طلایہ پر اور کچھ چھاونی میں بعض در دولت پر حاضر رہتی ہیں  
 و غیر حاضر جب پلٹ پلٹ آتی ہیں تو عطر و گل و ریحان خزانہ میں  
 داخل کرنے کو اپنے ساتھ لاتے ہیں اس کے ملاحظہ کے لیے بھی  
 پہلے سے چند خاص کھسبان مامور و مستعد رہتی ہیں اور وہ ہر کھ  
 ہر کھ کر داخل کرنی کی اجازت دیتی ہیں جو ناقص و خراب جنس

لائی ہیں اوکو نیک نزل زر طلب فوراً واپس کر کے سزا کے لیے حاضر  
 کرتی ہیں اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچتی ہیں اور علاوہ اونکے چند کمپیان  
 ہر چھوٹے چھوٹے گروہ متلاشی معاش کے ساتھ اس غرض سے  
 مامور ہوتی ہیں تاکہ ان رہیں کہ حد معینہ سے زائد وہ خود نوش  
 مکرین پس جنگو فضول صرف کرتی ہوئے وہ پاتی ہیں اوکو برکت  
 واپسی گرفتار کرتی ہیں پس یہ ساری افعال کیسے خوش انتظامی  
 کے معلوم ہوتے ہیں اور بکار آمد سلاطین کے ہیں کہ اون تدابیر  
 سے خزانہ کو جمع کریں اور مواقع مناسب میں صرف کریں اور اگر  
 اوکو موقع صرف غلہ اور دوسرے غنیم کے ہاتھ میں جادوی تو بھی  
 ملک کے کام آوے لیکن کمپیان کا انتظام عوام کے کام کا  
 نہیں ہے اس واسطے کہ کمپیان وہ ساری وقت اور مشقت جو واسطے  
 جمع کرنے شہد کے اور عسکری ہیں غرض اونکی اوس نوب اور محنت  
 سے یہ ہوتی ہے کہ ایام معینہ میں اوسکو بفرغت کھائیں سو وہ  
 دن اوکو خیر سے نصیب نہیں ہوتا اور اوکا اندوختہ کوئی نہ کوئی  
 لاکھین مار کے یا اوکو جلا جھنکار چھین لیتا ہے اور خست کے  
 عروض میں اوکو جان دینا پڑتا ہے اور جو قسمت کی یاد رہی ہے  
 آج جان ہیں تو پھر اوکو وہی باد یہ بیانی اور سرگردانی کا دکھ

اوتھانا پڑتا ہے میں اونکو ضرور کریم کہتی اور اونکی حد سمجھاؤ  
 ستایش کرتی اگر غرض اونکی شہد کے مع کرنے سے یہ ہوتی  
 کہ دوسروں کو فائدہ پہونچنے لیکن برعکس اسکے چونکہ خواہش  
 اونکی یہ نہیں ہوتی بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ خود کبھی زمان آئند  
 میں متفع ہوں تو میں ضرور برا کہتی ہوں اور اصل خسیس ہی  
 اونکو نسبت کرتی ہوں کہ بعینہ وہی حال خسیس کا ہوتا ہے  
 کہ وہ ساری محنت و مشقت راحت کی امید خیالی پر کرتا ہے لیکن  
 بجز کف افسوس ملنے کے اسکے ہاتھ کچ نہیں لگتا اسکی شاہد حال  
 حکایت نابینا کی ہے

### حکایت

بصرمدین آثم نام ایک شخص رہا کرتا تھا تنہا اولاد میں مرنا تھا  
 الا رکھا پیدا ہوتا تھا خدا خدا کر کے پچاس برس کو سن میں  
 رکھا جو پیدا بھی ہوا تو قسمت سے انڈا ہوا آثم کو نہایت تعلق و  
 غم و الم ہوا تو بھی وہ ہی نور چشم اوسکا سردار بیٹہ اور آنکھوں کا  
 دوجالا تھا کمال الفت کرتا تھا اور رات و دن اس فکر میں رہتا کہ  
 اوسکے اندر سے رشکے کو راحت اور فراغت نہ لہذا اسکے  
 بویہ جمع کرتا تھا حتی کہ بہت کچھ چھوڑ کر مر گیا اندر ہے نے ورثہ



پایا قابض مقرر کہ ہو اگو کہ وہ بویہ اوسکے مدت العمر کو کافی اور ہر  
 تھا مگر خیال محال پیدا ہوا کہ لکریہ اندر دختہ صرف ہو جاوے گا اور  
 صنعت پیری کشور طاعت کو تدرج کر گیا تو اوس وقت کچھ بنائے  
 نہ بنے گا پس اسکو جیون کا تیون رکھ کر ابھی ماتھ پانون سو  
 کام نکالنا چاہیے چنانچہ مقرر سے دور دور تک جاتا اور ذلت  
 سوال لوٹھا کر آپ کو بے نوا و محتاج ظاہر کرتا اور لوگوں کو قلوب  
 کو اپنے جانب مائل کر کے کچلے مڑا اور اوسمین سے بھی تھوڑا کھاتا  
 اور بہت کچھ بچا رکھتا بعض ہمسایہ جو اوسکے اہل دولت ہونے پر  
 مطلع اور واقف تھے صلاح دیتے تھے کہ شادی کر لے تاکہ رحمت  
 ملے اور گھر سے باہر جانے کے بعد محافظ و مکران رہے مگر اس  
 اندیشہ سے کہ دوسرے کی بھی کھانے پینے میں شرکت ہوگی  
 اور بعد اوسکے اولاد بڑیگی دل اوسکا قبول نہ کرتا لوگوں کو آج کل  
 کر کے مال دیتا ایک روز حسب معمول وہ نایینا بسیک مانگنے کو  
 گیا موقع پا کر چوٹوں نے گھر میں دخل کیا و باطنیان خاطر کھود  
 کھا و کر دینہ کو پایا اور خوب ماتھ صاف کر کے راستہ لیا  
 جسوقت وہ اندھا گھر میں آیا زمین کو کھدی پا کر گھبرا یا معلوم ہوا  
 کہ سارا بویہ چوری گیا نہایت کڑا و آخر اوسی کوقت میں مر کے

رجبیا نہ تو وہ دن آئے کہ بوڑھا پلے کے دن دیکھتا نہ باپ کے  
روپیہ سے کچھ فائدہ پایا بلکہ بھیک کی زلت اور ہسایوں کی  
خفیات سے بے مارے مر گیا

### حکایت

مصر کے ملک میں قارون نامے ایک بڑا حریص اور طامع  
کا شکار رہتا تھا عند الذکور اوسو ایک طبیب یونانی سے سنا  
کہ شہد کھانسی کو بیخ و بن سے کھوتا ہے بلغم کو سینہ و معدہ سے  
دھو ڈالتا ہے بصارت کو نہایت قوت دیتا ہے بھونک کو دوتا  
کرتا ہے اور ہضم طعام میں بہت کچھ اعانت کرتا ہے خون صاف  
کو بڑاتا ہے اور شلیم مفتوح سدود و قاطع و منقی بلغم لزج و رطوبات  
و جاذب بلغم و مسموم بارود و متقوی معدہ و رافع ریا ح ہر یہ بیان  
سنکر کاشتکار چھایا و بہت خوش ہوا کہ مفت کا نسخہ ہاتھ آیا  
دل میں خیال کیا کہ شہد لانا چاہیے مگر دوسرے خاصہ شہد کو  
یاد کر کے گھبرا یا کہ بھونکے بہت لگتا ہے مبادا اوسکو استعمال سے  
معمول سے زیادہ کھانے لگے اس واسطے پہلے شلیم بوئے کا اس  
خیال سے ارادہ کیا کہ اور زراعت کے ساتھ مفت ہوگا اور  
اوسکا کھانا کہ نہ اکھر لگا اور وہ بھی بجای خود دوا ہوگا غرض دلیں

ایک بار وہ کیا کہ تمام سال شہد و شہد پر اکتفا کرے اور باقی زرعت  
 سے روپیہ جمع کرے چنانچہ شہد کو بویا اور بڑی خبر داری سے  
 طیار کیا و او بال او بال کر چٹ کرنے لگا اور شہد کی تلاش میں  
 جنگل کا راستہ لیا و ایک درخت پر شہد کا چھتہ دیکھ کر خوش ہوا  
 پرانے جمع کیے ہوئے مال پر بلا لحاظ اپنی خست و طمع کے شیرازہ  
 نعل کھین کو قطع کیا و بے تکلف لیکر چل دیا و کئی مرتبہ یوں ہی  
 مال مفت لاتا رہا و شہد و شہد پر اکتفا کرتا رہا و دوسرے غلہ بین  
 مسیطرت ہاتھ نہ لگایا ایک مرتبہ پھر شہد لینے کو درخت پر کھین کو  
 جلا بھٹنا کر چڑھا اتفاقاً چند کھیاں زندہ بچ گئیں تھیں اونہوں نے  
 اس قدر ڈنک مارے کہ ہوش باختہ ہوا و درخت سے گرا فوراً  
 شیشہ میات چور ہوا و مرض خست دور ہوا غلہ جو گھر میں طیار  
 تھا وہ جنگلی قسمت کا تھا اونکے ہاتھ آیا اور زر نقد سے کئی شخصوں کا  
 کام نکلا

### حکایت

ایک کسان سرآمد کنجوسان ملک ہند کے ایک گانوں میں  
 بست تھا و اتنے دانہ ہر ایک خوشہ کا پھٹتا تھا چنیٹی جو ہوں کا بھی  
 اتنے و ختمہ یوں ہے کہ وہ کر نکاتا تھا اور جب اس طرح جمع کرنے سے

فراغت پاتا تھا تو اپنے کھانے کو پانہ نخست میں تول کر کھال لیتا  
 تھا باقی کے دام کر کے قارون کے واسطے زمین میں گاڑ دیتا تھا  
 و جس قدر اپنے اہل و عیال کے لیے جدا کرتا تھا اوسکو سال کے  
 روزوں پر حساب کر کے ہر روز کی خوش کے مقدار کو علم نہ  
 کر دیتا تھا اور خود مع اہل و عیال کے اوس سے زائد کسی طرح  
 نہ کھاتا تھا نہ کھانے دیتا تھا زن و فرزند کی وادیا کو مطلق نہ  
 سنتا تھا اور اس طرح وہ کم بخت زندگی کے دن بھرتا تھا اتفاقاً  
 ایک سال موافق معمول کے اپنے جمعہ کے غلہ کا جو شمار کیا تو  
 تین سو چوبیس دن کے موافق نکلا ایک روز کی غذا کا گھٹا ہوا  
 ہر چند سمند فکر بخل کو چار سو دوڑایا مگر بجز اسکے کہ ایک روز بھوسہ  
 کھانے پر اکتفا کرے کچھ اور ہاتھ نہ آیا بلکہ تاخیر اوسکو عمل میں  
 لایا اور جو روڑھوں کو بھی مشورہ دیا مگر دن بچا روں سے  
 کھایا گیا اونہوں نے فاقہ ہی کرنا غنیمت جانا اور بہت کچھ اوس  
 بخیل کو بھی یا کہ یا تو وہ صبر کرے کہ بعد سال کے وہ دن آوے  
 جس میں بھوسہ پھانکا جاوے یا پہلے ہی روز فاقہ کر لےوے مگر  
 اوس پر سخت نے نہ مانا اور جی طرح بوسکا زہر مار کیا بھوہ اوسکے  
 کھانے کے پیٹ میں درد ہوا اوسکو بھی محفی کیا کہ اگر زن و فرزند

سن پادینگے علاج کی فکر میں مگر نہادینگے انجام کار ٹرپ ٹرپ کر مگر گیا

### حکایت

شہر سمیرنا میں ایک مرد مالدار رہتا تھا گوکہ عارضۂ نخل میں بستلاد  
ذیل خوار تھا مگر صاحب دہم و دینار جان کر لوگ وقار کرتے تھے  
اور درازی سن و سال سے بزرگی اور سکی ملحوظ رکھتے تھے با اینہم  
وہ ہمیشہ اپنی ناداری ظاہر کرتا اور ہر شخص سے اپنی تنگدستی  
بیان کیا کرتا اور اسکے ہمسایہ میں ایک ستار سخاوت شعار بھی بتاتا تھا  
جو کوئی لب سوال اور اسکے روپرو کھوتا اپنے مقدور کے موافق  
اوسکو دیتا اور ہمیشہ دوست و آشنا و عزیزوں و لگانوں کی دعوت  
و مدارات کرتا جب اوسکا مبلغ روشن ہوتا مالدار کے دل پر مانپ  
لوٹتا جی ہی جی میں گھومتا کہ ہاے ہاے یہ کیسا سودا ہی ہے  
کہ ایردن غیرون کو کھلاتا ہے و عزہ یہ ہے کہ باوجود اس فقرین  
کے کبھی کبھی خود بھی بے بلائے جا بھونچتا اور بے زہر مار کیے نہ  
اوتھتا ایک روز ستار سے کہنے لگا کہ کیوں پارنگو ایسا کیا ملتا  
ہے جو تمہارے ہاتھ سے بیدریغ لوگون کو جتا ہے اونے جو ابویا  
کہ حضرت سلامت اوسط آمدنی میری چھ سو روپیہ سال ہے اور میں  
میں سو تو نفقہ میرے اہل و عیال کا ہوتا ہے اور سو روپیہ سال

بخیاں نال کہ شاید اعضا بے کار ہو جاویں اور موت آنے میں تاخیر  
 کرے تو کام آوے رکھ چھوڑتا ہوں دو سو روپیہ جو باقی رہتے ہیں اوس  
 سے کچھ تو زادِ عقی کرتا ہوں و کچھ آپ ایسے دوستوں کی تواضع  
 و مدارات میں خرچ کرتا ہوں یہ سنتے ہی پیٹ اوس دنی کا پانی ہو گیا  
 انجام کار جب گریہ اہل نے اوس نابکار کا خنس عصری توڑا اور  
 شہباز موت نے طائرِ روح کو جھنجھوڑا تو صرف ایک بیٹے کو وارث  
 چھوڑا بعد اوسکے فی النار ہونے کے ہر چند اوسکے فرزند نے ڈھونڈنا  
 مگر اندرِ خستہ پدر سے کچھ نہ پایا کہ تمیز و تکفین میں صرف کرتا آخر اوسی  
 ستار سے سائل ہوا اور ایک تیرہ دنار مناک میں اوس خبیث کو  
 تہ خاک کیا اتفاقاً اوسی سال میں مکان کی ایک دیوار جو گرمی  
 تو لو سکی بنیاد میں ایک حوض پر از زرد سرخ و سفید نظر آیا اوس  
 یتیم نے جانا کہ خدا نے اوسکے حال پر رحم کھایا پہلے نو لوگوں کا  
 فرض چکایا و بعد اوسکے مکان کو از سر نو جو تعمیر کرنے کو مندم  
 کیا نو دو حوض اور ملے بکمال راحت و فراغت اوس نے بسر کی اور  
 ہمیں اوسکے خیال میں بھی نہ آیا کہ اوسکے باپ نے جمع کر کے  
 چھوڑا تھا عنایتِ فیسی و مرحمتِ خداوندی جانکر شکر کیا بت کہ  
 راہِ نیا میں دیا اور اوس بضاعت سے تجارت کر کے بت

کچھ پیدا کیا اور چین آرام سے بسر کیا بعد مدت کے ایک کتاب پر  
 اس بنیل کے یہ عبارت لکھی ہوئی ملی فلان فلان سمت کی دیوار  
 کے نیچے میں نے چار حوض میں اشرفی درو پئے گاڑے ہیں جب  
 بڑی ضرورت ہو وہاں پر بنے تب میرے وارثوں کو اختیار ہے کہ  
 کھود کر نکالیں مگر ضرورت سے زیادہ نہ لیں ورنہ مجھے قبر میں پسین  
 نہ آویگا جب ایفر بیان تک کہہ چکی تو ہاجرہ نے تمر کو اشارہ کیا  
 اوسنے بعد ثناء و صفت اول بیبیوں کے جو جمع تھیں یوں کہنا شروع کیا

### تمر کا بیان

اسے بیبیو سیری چار بنوں نے جو کچھ بیان کیا اونکے مطالب  
 نہایت مفید اور کار آمد ہیں اور جن عیوب کی لونہوں نے ذمت  
 کی وہ لائق پرہیز ہیں میں بھی چاہتی ہوں کہ کچھ عرض کروں اور  
 ایسے بڑے عیب کا مذکور کروں جس سے علاوہ نقصان  
 فاعل کے دوسروں کو بھی ضرر پہونچتا ہے اور وہ بلا و خشم و  
 غضب ہے کہ جس سے تغیر و برآشتگی مزاج انسانی میں دخل  
 پاتی ہے و عقل تسلیم عرض کر کے رخصت ہو جاتی ہے حماقت و نادانی  
 پابوس ہو کر دماغ پر چمکے لیتی ہے اوسوقت جو اذیت صاحب  
 خشم و غضب کو ہوتی ہے وہ اوسکا دل جانتا ہے بہت کچھ کہنے کو

اوسکا دل چاہتا ہے مگر زبان میں کلفت اور آواز میں گرفتاری  
ایسی ہوتی ہے کہ از خود رفتہ ہو کر جو کچھ اوسوقت سوچتا ہے  
بے ٹھیک ٹھکانے تک دیتا ہے پس یہ صفت زشت خاصہ مروجان  
بے نام و تنگ ہے کہ مثل آتش سنگ اونکے دلوں میں بھری  
رہتی ہے و ذری سے رگڑ میں شعلہ ور ہو کر خود اونکو اور سہول کو  
جلائی ہے اور نیک و بد عالم و جاہل صغیر و کبیر کو مضر پھونچاتی ہے  
اور جب کبھی دوسرے پر زور نہیں چلتا ہے تو خود اپنے ہی پر  
اتمام غصہ کا ہوتا ہے اور غضب پروری میں غصہ وراپنی جان دیتا  
ہے افسوس کہ یہ عیب دوستوں کو دشمن جانی بناتا ہے زن و  
فرزند کو مدعی کر دیتا ہے بڑے بڑے بلوٹا مان نامدار اور احرارے  
کسبہ کی ہلاکت اور بڑے بڑے عزت داروں نامی و گرامی کی  
توکت و خرابی و خواری کا باعث یہ ہی ہوا ہے مطیعان غیظ و  
غضب کو لوگ دیوانے گئے جانتے ہیں اور اونکی نزدیکی سے  
جہالتک بن پڑتا ہے بھاگتے ہیں و طعت یہ ہے کہ جس طرح  
غیر غصہ ورون کو ہڑا جانتے ہیں اوسی طرح غصہ ورخود ہی اپنی  
ہزائی کو جانتا ہے ایسے کہ جب غصہ پورا ہو چکتا ہے تو شغل ہوتا  
ہے اور اوسوقت کہ جب تلافی ممکن نہیں عذر کرتا ہے میں نے



اکثر غصہ درون سے یہ سنا ہے کہ غصہ مثل مارضہ صریح کے اونپر  
عارض ہوتا ہے اور بے خود گردن ہوتا ہے سو شاید ہو اور میں اوس سے  
بھکار بخت بھی نہیں کرتی مگر یہ ضرور کہہ سکتی ہوں کہ وہ غصہ نہایت  
قوی اسباب سے پیدا ہوتا ہوگا اور شاؤ و ناو ہوگا لیکن جو غیظ و  
غضب معروف ہے اور جسکو عام غصہ کہتے ہیں یہ ضرور اراکھا  
ہوتا ہے اس واسطے کہ جو لوگ غصہ و غضب میں مشہور ہیں اونکو  
ہمیشہ میں نے اپنے زیر دستوں ہی پر غصہ کرتے ہوئے دیکھا اور  
سنا اور کبھی اونکو زبردستوں کے مقابلہ میں چین بچین ہوتے  
ہوئے نہ دیکھا افسوس کہ نو دولتان کم طرف و فرومایگان و دن بہت  
اپنے انہار صولت و شوکت کے واسطے یہ عادت زشت اختیار  
کرتے ہیں تا جو ام صاحب رعب سمجھیں اور مغزین و اکابرین شمار  
کریں حالانکہ انجام کار بوجہ اوسیکی ذلیل و خوار و مبتلائے آلام  
و آزار ہوتے ہیں چنانچہ بعد ازاں اپنے بیان کے دو تین حکایت  
بیان کرتی ہوں

	حکایت	
--	-------	--

ہمارے شہر میں ایک عورت پریشان حال مگر صاحب حسن جو بہال یعنی غمی ایک تاجر نے جو شہرہ خط و خال سنا نا دیدہ حسن
---

شہیدہ پر خواہش مند ہوا اور حسب مراسم متعارفہ ہمارے بلاول کے  
 شادی کی تاجر اگرچہ زیادہ مالدار نہ تھا اس واسطے کہ صرف تہنابی  
 کے کھلونے کا بیوپار کرتا تھا لیکن خوش و خوش تھا و متوسلین کی طرح  
 گزران کرتا تھا و چار نوکر بھی رکھتا تھا جو رو کو ذریعہ خانہ آبادی سمجھا  
 اور اپنے گھر لاکر شاد و مسرور ہوا و صورت ظاہری پر بی بی کے  
 فریفتہ دل دادہ ہوا زوجہ بوجہ مراعات روز افزون بد مزاجی کو بھی  
 ایک حسن ادا جانتی تھی اور توری چڑھانے رہتا اور سیدھے پھلنا  
 اور معشوقانہ سمجھتی تھی شوہر یہ سمجھ کر کہ چند روز میں صاحب اولاد  
 ہو کر خود سیدھی ہو جائیگی دو کتا و دو کتا نہ تھا مگر شوہر کی  
 چشم پوشی و درگزر سے اوس ناشدنی کا غصہ دن و نارات چوگنا  
 بڑھتا تھا ایک شب بغض ورت وہ تاجر باہر گیا تھا اور یہ نیک نیت  
 شمع آگے رکھے ہوئے کچھ سی رہی تھی کسی اونے سے قصور پر  
 ماما سے پرہم ہوئی اوس کم نیت ماما کے منہ سے یہ نکل گیا کہ  
 میں بھی انسان ہوں زبان سنبھال لے اپنے کو آپ غصہ میں  
 دیکھ نہ دیجیے نوکر کی کیا سیاط جسکی وجہ سے آپ رنج اوٹھاتی  
 ہیں اے بی بی میری سزا تو بیت نبوی یہی ہو جاتی کہ آپ مجھے  
 جواب دیتیں اوسراوسکا یہ کہنا تھا کہ دفعتاً یہ کہتی ہوئی کہ تو جانتی ہے

کہ صبح و سلامت گھر جادگی کمال غصہ میں اگر اودھر تو وہ ماما کے  
 مارنے کو پکی ادھر بی بی کہ دوپٹے میں شمع کی لوگ گئی و پایا جامہ بھی  
 ملنے لگا لینے کے دینے پڑے ماما نے دوڑ کے کپڑے نوچے اور ادھر  
 اودھر گھرا کے پھینکے اسی فوج کھوٹ میں فرش جلنے لگا اور جلتے  
 جلتے آٹا فاتا آتش بازی کے کھلونے کی پٹی تک آگ جا پہنچی  
 کہ وہ یکبارگی اوڑھی اور گھر کو لیکر چلی ماما نے بہتیری پھرتی کی  
 کر کیا کرتی آخرش خود بھی جلی اور اس بد مزاج کو گھسیٹ کر باہر  
 لائی مکان میں شعلہ آتش بلند ہوا رات بھی زیادہ آچکی تھی  
 لوگ سوتے سے اوتھ اوتھ کر دولے قضا سے کار ہوا بھی جلتے  
 لگی اور آگ زیادہ بھڑکی محلے کے کئی گھر جلے دو تین بوڑھوں  
 اور بچوں کی جان گئی اور لوگوں کا مال تو بہت کچھ نقصان ہوا  
 سو اگر بھی دوڑتا آیا لیکن وہاں خاتمہ ہو چکا تھا صبح کو بی بی کی  
 مرہم پٹی کو بھی کچھ باقی نہ بچا تھا پندرہ روز کے بعد تو وہ ماما چھی  
 ہوئی اور بچہ چھینے دکھ و درد اوتھا کے وہ غصہ و دنیا سے  
 سدا رنگی اور کئی جانوں کا خون اور بہت لوگوں کے مال کا  
 منہ اپنے سر لیگئی۔

## حکایت

مشہور ہے کہ دریا و عمان میں ایک نا خدا کشتی لیکر روانہ ہو اگئی روز یک  
 کشتی بلا پیش آنو کسی آفت کے اچھی طرح چلی ایک روز باد مخالف  
 بنے لگی طوفان شدید نمودار ہوا ہر شخص مضطرب و بے قرار ہونا خدا اور نوکر  
 اور را کب سب گھبرا گئے اوس حالت اضطراب میں چاقو نا خدا کو ہاتھ سے  
 دریا میں گر پڑا ایک خادم سی دوسرا چاقو طلب کیا وہ گھبرا یا ہوا ڈھونڈ  
 رہا تھا اور نہ پاتا تھا حالانکہ وہ کہیں پھنسا ہوا نہ تھا مگر گھبرا ہٹ  
 اور جلدی میں ایسا اکثر ہوتا ہے بدیر افسے پایا اور جب سامنے  
 لیکر آیا تو نا خدا نہایت غصہ ہوا اور جو منہ میں آیا بکنے لگا  
 خادم نے عرض کیا کہ اس طوفان میں آئے ہوئے جو اس  
 جاتے ہیں اسیلے تاخیر ہوئی بہت عام اسکے اور ہر ہم ہو کر کہا  
 اے مردک میرے ساتھ چڑا اور مارنے کو اٹھا ایک رستا  
 پانوں میں اٹکا ہر چیز سمبھلا سمبھلا گیا ایک غلامی پر جلدی  
 میں سہارا دیا وہ بوجھ نہ اٹھتا سکا آخر دونوں دریا میں  
 گرے اور دیکھتے دیکھتے بحر اہل میں غوطے کھا کر ٹھکانے لگے  
 اتنے غصے میں ایک بیچارے کی مفت جان لی اور مایاں بگاڑ  
 کشتی پر آفت بڑی کہ وہ بڑی شکل سے جان سلامت لے گئے

## حکایت

فارس میں ایک سپہ سالار عرصہ کارزار میں تعینات تھا  
 داد مردانگی دیتا تھا اور فوج کو لڑاتا تھا وہ وقت قریب پہونچا  
 تھا کہ غنیم کو شکست دیوے اور نشان اپنے فتح کا اڑواوے  
 کہ میں اوسی حالت میں ایک سپاہی پر غصہ میں آیا اور جو  
 زبان پر آیا بک ڈالا سپاہی تو اپنی جان ہاتھ پر لیے ہی تھا  
 اور جان کھونے پر مستعد کھڑا ہی تھا فوراً اپنی ہندوق کو اپنے  
 ہی سپہ سالار پر خالی کیا اور اس کے طائر روح کو شہ باز اجل کے  
 تذر کیا اور ہر فوج دشمن میں غل مچا اور ایک دم سے انہوں نے  
 ہٹا کیا یہاں بے سردار کا لشکر تھا بھاگا اور کھیت دشمن کے  
 ہاتھ رہا و بنا بنایا کام بگر گیا

جسوقت قمر نے اس حکایت کو تمام کیا بڑی بی بی نے یہاں سے  
 ارشاد کیا کہ بی بی تم بھی کہہ کو اور جس امر کو بہتر جانتی ہو بیان  
 کرو اسنے بکمال ادب یوں کہنا شروع کیا

## ایضاح کا بیان

اے خاتونان عالی منشی صادق گفتار میری قمر بن نے جو  
 درباب نیرت غصہ کے اسوقت بیان کیا ہے وہ مجھ کو استقدر

پسند ہے کہ میں اگر خود او کو بیان کرتی تو زیادہ تر خوش ہوتی  
 اور جہاں تک زبان یاری دیتی او کی خدمت سے اپنے غضب کو  
 مٹاتی مگر میری بہن نے بھی خوب او کی خبر لی ہے اب او کو  
 دوبرہنا تحصیل حاصل ہوگا اور کچھ فائدہ نہ ٹھیکہ گر میں اس کو  
 سخت تر عیب کو ظاہر کیا چاہتی ہوں جو اکثر طبائع کے موافق ہو گیا  
 ہے اور طرح طرح کی تادیبوں سے بعضوں کی رائے میں  
 کبھی جائز بھی سمجھا گیا ہے اور کیا عجیب اس فعل زشت کا نام  
 بیٹے ہی اس مجمع میں بھی کسی کو قصد اعتراض ہو اور خاص کر  
 مجھ سے معارضہ پیش ہو پر ساتھ ہی اس کے یہ بھی سوچتی  
 ہوں کہ یہ نہ اس میری خام خیالی ہے اس واسطے کہ میرے دل پر  
 اچھی طرح یہ بھی منقوش اور عانی ہے کہ جس فعل کی خدمت  
 میں کیا جاتی ہوں کسی حالت میں وہ اس مجمع کی بیبیوں کا  
 معمول ہوگا اور سب کے خیالات ہمدانہ میں کیسے بد و زشت سمجھا  
 گیا ہوگا تاہم بنظر دفع و دخل سنہیات کو میں اپنی ساری تقریر  
 میں رفع کروں گی اے بیبیو اہم العاصی و اہل جمیع فضائل  
 میں جو ٹھہ کو جانتی ہوں اور بالیقین کہتی ہوں کہ جھوٹے ہونا  
 کسی موقع پر بوزر ہے اور کسی حالت اور کسی صورت میں کسی

پیرایہ سے ہونا جائز و ناروا کچھ شبہ نہیں ہے کہ جو جو ٹھہ ہو گیا  
 وہ بالضرور قسم کھا دیا اور جو قسم کھا دیا وہ چوری بھی کر گیا  
 اور جس نے چوری کی اس سے کسی نیک فعل کا ظہور نہوگا اور  
 جسکی ذات سے افعال محمود کی امید منقطع ہو اس سے ہر فعل  
 نیک کا وجود مفقود ہے پس وہ مثل زندہ و گزندہ کے سمجھا  
 جاتا ہے فی الحقیقت جھوٹہ کننا موثر بڑے بڑے فساد کا ہوتا ہے  
 اور کسی وقت میں جھوٹہ بولنے سے سوائے ضرر کے نفع  
 نہیں ہوتا اور یہ وہ بدلا ہے کہ پہلے خود تکلم کو تکلیف شدید  
 دیتا ہے یعنی دل و دماغ پر جھوٹے کو زور دینا پڑتا ہے اور غلط  
 پر بھی ظلم و جبر کرنا پڑتا ہے تاکہ جو سچ اسکو یاد ہے اسکو  
 سہو و محو کرے اور جھوٹے خیالات باندھے اور یاد کرے  
 بعد اس کے جب تکلیف روحانی سے چھوٹتا ہے اور کلمہ دروغ  
 زبان سے نکل کر تمام ہوتا ہے تو انگشت نما بنتا ہے عزت و  
 اعتبار کھو جاتا ہے اعزاز و افتخار یک لخت جاتا رہتا ہے دنیا  
 میں رہنا دشوار ہوتا ہے پھر وہ جھوٹے دوسروں پر اثر کرتا ہے  
 اور نتائج بد ان کے لیے مترتب کرتا ہے اور جانی اور مالی  
 ضرر پہونچاتا ہے غصے میں جو مذلت و خواری جھوٹے کی

مقرر ہے اوسکی شج بلا میرے التماس کے واضح و آشکار ہے  
پس اب میں چاہتی ہوں کہ جو مفاسد دروغ گوئی سے ہوئے  
اونکو مہابت کروں

## حکایت

درمیان بادشاہان فارس و تاتار کے ایک مرتبہ رنج و غلش  
واقع ہوئی اور دونوں آماود حرب و پیکار ہوئے اور بغرض دریافت  
حال فوج و راستہ و گذر کی پادشاہ فارس نے دو آدمیوں کو  
مقرر کیا اور اونکو تاکید کی کہ وے تاجروں کے لباس میں جاوین  
اور تاتار کے تمام ملک میں پھریں اور وہاں کے حالات موسم  
اور پیداوار اور آنے جانے کی راہوں کو دریافت کریں اور  
تخص اسکا کریں کہ کمان و کس مقام سے عندالضرورت سامان  
خور و نوش مل سکتا ہے اور چار پاپون و بار برداری کے جمع کر لیا  
آسان طریقہ کیا ہے غرض وہ دونوں جان نثار ملک تاتار کو  
روانہ ہوئے گو کہ جنگلی تاتاری بڑے سفاک اور زود رنج مشہور  
ہیں اور انسان کے جان کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے مگر اوں  
دونوں نے ساری سختیوں کا گوارا کرنا اپنے اہل وطن کی منفعت  
کی غرض سے راحت سمجھا اور دو برس تک برابر پھراسکے جو جو



تعب سفر اور وقت اونہوں نے اونکھائیں اور جو کچھ اونہوں کے  
 دیکھا اوسکا اس مقام پر بیان کرنا کچھ ضرور نہیں ہے اسلئے کہ  
 اوسکو میرے مطلب سے کچھ علاقہ نہیں ہے قصہ مختصر ناز و فساد  
 اس عرصہ میں باخود و دونوں بادشاہوں کے زیادہ مشتعل ہوا  
 اور سلطان تاتار نے اپنے ملک میں اشتہار دیا کہ جو ایرانی  
 پایا جاوے وہ بلاتا خیر حاضر کیا جاوے اسلئے کہ ثابت ہوا ہے  
 کہ بیان کی خبریں پارسی اپنے ملک میں پھونچاتے ہیں اور فساد  
 پیدا کرتے ہیں اس اشتہار کے جاری ہونے سے لوگ دوپڑے  
 اور جہان اہل فارس کو پایا پکڑ کے فطر بند کیا وہ دونوں مجبور  
 جو اپنے کام کو تمام کر کے تاتار کے پیچھے کے حصہ میں ہو کر اپنے  
 ملک کو پلٹے ہوئے آتے تھے مقام آرنج میں تاتاریوں کے ہاتھ  
 گرفتار ہوئے اور بتلائے انواع آزار ہو کر دار السلطنت کو روانہ  
 کیے گئے جب پایہ تخت میں پہونچے کئی مہینے تک فطر بند  
 رکھے گئے اور انتظار سزائیں پڑے ہوئے دونوں باہم مشورہ  
 کرتے رہے کہ اگر ہم بادشاہ کے رو برو حاضر کیے جاویں تو غدا  
 کیا اظہار کریں ایک نے اونہیں سے کہا کہ میں تو جھوٹا نہ بولوں گا  
 دوسرے نے کہا کہ ایسے مقام پر جھوٹ بولنا روا ہے اور اپنے ہاتھ سے

مجموعہ بولکر جان دینا گویا اپنا عقل نفس آپ کرنا ہے و درویش  
 مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مشہور ہے پس اس سر زیادہ  
 کون مصلحت ہوگی کہ مجموعہ کہنے سے جان بچتی ہے اہل و  
 عیال ہماری راست بیانی میں برباد ہونگے و خدا کے رو برو  
 مواخذہ دار ہم ٹھہریں گے غرض اکثر باخود ہا اون دونوں کی جب  
 تنہا ہوتے یہ ہی گفتگو ہوا کرتی آخر کو وہ مرد جو شائق اظہار کذب  
 کا تھا لاچار ہوا اور اوسنے سمجھ لیا کہ دوسرا ہرگز مجموعہ نہ کہیگا  
 اور سچ بول کر خراب کریگا ہنوز اون دونوں کی روبکاری نہ  
 ہوئی تھی کہ اور بھی آٹھ مخبر بادشاہ فارس کے پکڑے گئے ہتھکڑیاں  
 میں گرفتاران جدید مقدم ہوئے مخبری سے سب نے انکار کیا  
 و اپنے کو تاجر محض ظاہر کیا بعد اوسکے اون دونوں کی نوبت  
 آئی شائق راستی ذریعہ عرض کیا کہ جان پناہ انسان میں جو ہر وقت  
 اور راست گفتاری اگر نہوتا تو خلقت اوسکی محض بیکار گنی جاتی  
 اور انسان اور بہائم میں مطلق فرق نہ رہتا کمال حیثیت ہے کہ  
 انسان مجموعہ بولے اور قوت فطرت کو جو نعمائے غلطی سے سے  
 نتائج کرے میرے ذہن میں مجموعہ بولنا ایسا بددبر ہے کہ  
 میرے منہ سے ہرگز کلمہ غلط نہ نکلیگا مگر پہلے اوس سے کہ میں

اقرار یا انکار مخبر ہونے کا کروں آپ سے یہ درخواست ہے  
 کہ میرے بیان کو پہلے بغور سماعت فرمائیے اور اس کے بعد  
 عدالت کو کام فرمائیے بادشاہ اس تقریر سے خوش ہوا اور  
 حکمران شکر نیکی اجازت دی اور ہمہ تن سماعت التماس پر غمت  
 کمی وہ کہنے لگا کہ ہر ایک فرد انسان پر واجب ہے کہ اپنے  
 محسن کا حق پہچانے اور جن سے ذرا سا احسان اوٹھایا ہو اس کو  
 بار کو اپنی گردن پر جانے اور جہاں تک ہو سکے اس کی وفاداری  
 اور احسان ادا کرنے میں جان نثاری کرے پس ہر گاہ ادا کرنے  
 محسن کا یہ رتبہ سمجھا جاوے تو بادشاہ جو ولی نعمت اور محافظ  
 جان و مال ہے اور جسکی غل حمایت میں جہد و آبانے پناہ  
 پائی ہے بدرجہ اولے محسن ہوتا ہے اور اس کے حقوق کا  
 ادا کرنا مثل مان باپ کے حقوق کے لازم ہوا ہے حضور اس  
 مقام پر زیادہ غور فرمادین کہ اگر ادا کرنے رعایا سے ظہور اطاعت  
 کا حضور نہ پا دین تو کس قدر سزاوار عقوبت کا اس کو تصور  
 فرمادینگے اور کیا کچھ سزا اس کے حق میں تجویز کرینگے و بعدہ  
 سنانے فرمادین کہ یہی حال ہر ایک فرمان روا کا ہے اور جب سب  
 سلاطین متحد المال ہوں تو ایک کو چاہیے کہ دوسرے کو بھی

اپنے ہی طریقہ پر قیاس کرے اب میں بیان کرتا ہوں کہ میرا  
 اور یہ جوان و فتنہ بکرم اپنے بادشاہ کے عرصہ سے اس خدمت پر  
 مامور ہوئے کہ حقیقت حال اس ملک کی تحقیق کریں اور راست  
 راست بلا کم و کاست حضور میں اپنے شاہنشاہ کے عرض کریں  
 چنانچہ دو برس سے زائد عرصہ گزرا کہ ہنسنے تمام حال کو دریافت کیا  
 اور اس خیال سے کہ کچھ سہو کر جاویں اور بوقت گزارش کم و بیش  
 کریں مکھ بھی لیا اب اپنے ملک کو پھرے جاتے تھے کہ گرفتار  
 ہوئے اگر ہمارے نقص حالات سے حضور کا خدا نخواستہ کچھ  
 ضرر ہے تو ہمارے ملک و بادشاہ کا نفع اوس میں ضرور متصور ہے  
 اور ہم پر وفاداری اپنے سلطان کی مثل دین و ایمان فرض ہے  
 اگر آپ اپنی رعایا سے ایسی عقیقت کی امید نہیں رکھتے جیسی میں نے  
 گزارش کی تو جان حاضر ہے کہ کو کیا عذر ہے اس بیان و لہجہ  
 سے سلطان متبسم ہوا اور فرمایا کہ اپنی یادداشت پیش کرو اگر اوسکو  
 سننے سے جیسا تم نے اپنے کو صادق مقال بیان کیا ہے میں بھی  
 تمکو سچا خیال کروں گا تو انصاف سے درگزر کروں گا یہ سننے ہی آوے  
 عرض کیا کہ اسکو میں نے بخوشی قبول کیا و در صورتیکہ میں نے  
 غلط لکھا ہو خون اپنا بھل کیا اور اوراق چند اپنی زنبیل سے نکال کر

پہننا شروع کیا جہاں طریق حکومت اور ضوابط و قواعد اوس بادشاہ کا بیان تھا اوسکو زیادہ غور سے سلطان نے سنا اور جھوٹے و اہتمام سے تحریر کو بالکل بری پایا و جہاں جہاں معائب و اذات سلطانی و طریقہ حکم رانی کا بیان تھا اوسکو بھی میزان شدہ میں تول کر درست پایا تو نہایت اوس فارسی راست گفتار سے رضامند و خوشنود ہوا قید سے رہا کیا و چاہا کہ اوس کے دربار میں مرتبہ قبول کرے الا اوس وفاقا نے بعد شکریہ قدردانی انکار کیا تب بادشاہ تانار نے مع روز نامچہ اوسکو رخصت کیا اور ایک دستہ سواروں کا بنا پر حفاظت متعین کیا تا حدود تانار سے آبسایش گذر جائے اور جن لوگوں نے مخبر ہونے سے انکار کیا تھا اور گفتار پر اوس صادق مقال کے نفیر کر رہے تھے انکی جو تماشی لی گئی تو اکثر دن کے پاس سے مخفی کاغذات یا اور کچھ اسباب افہام پائے گئے جنکی وجہ سے بعد خدائی سوائے اوزار کے مجال انکار نہ رہی بادشاہ نے ہر ایک کو سزا دی و سزا دی اور شمرہ کذب بیانی سے مالا مال کر دیا۔

### حکایت

روم کی قدیم تواریخ سے ثابت ہے کہ جسوقت نائزہ جہدال و...

و قتال در میان زنگیون اور رومیون کے مشتمل تھا اگوس  
 سپہ سالار فوج روم فوج زنگبار زمین گزرتا ہو گیا اور اوس قید  
 شدید میں اس درجہ کو مجبور و ناچار ہوا اور جان کھونے کو مستعد  
 و تیار ہوا کہ اشتیاق دیدار اہل و عیال و خویش و تبار میں  
 سلطان زنگبار سے درخواست کی کہ ایک مرتبہ صرف بات کے  
 اعتبار پر چھوڑ دیوے تا اپنے عزیزوں اور دوستوں سے مل سکے  
 فوج افریقہ کے سردار نے بخیال اسکے کہ قول مردان جان دارد  
 منظور کیا اور خیال کیا کہ اگوس ضرور اپنی قوم کو صلح پر آمادہ  
 کرے گا غرض اگوس اپنے ملک میں آیا اور دوست و احباب کی  
 ملاقات سے شاد اور اعزاء و اقربا کی دید سے آباد ہوا اور اپنے  
 سرداران فوج کو جدال و قتال کا بخوبی مشورہ دیکر قصد پلٹنے  
 اور موافق وعدہ کے قید میں پہنچنے کا کیا نو سارا کنبہ پلٹ  
 گیا اور مانع ہوا دوست و آشنا بھی سمجھاتے تھے کہ اپنے گلے  
 میں اپنے ہاتھ سے پھانسی نہ لگا کر اگوس نے کسی کے کہنے  
 پر کان نہ دیا اور سب کو جواب دیا کہ ہر گاہ مجھ کو سچا سمجھ کر دشمن  
 نے صرف میری زبان کے اعتبار پر آنے کا اختیار دیا تو پڑے  
 شرم کی بات ہے کہ میں اپنی سبائی میں بٹا لگاؤں اور جموٹا

شہر اوٹن اور بید شہر بروانہ جو گزنیون مین حاضر ہوا سردار  
 افریقہ نے استفسار کیا کہ تمہاری قوم اب بھی دبی اور ڈری یا نہیں  
 اور تم نے اونکو کیا صلاح دی اگوس نے بقضائے رست بازی  
 اصل حال بیان کر دیا کہ ہماری قوم نہ تھے ڈری ہے نہ ڈریگی  
 اور مین نے ہر طرح اونکو تمہارے مقابلہ کرنے کی صلاح دی ہے  
 بھروسے اس کلمہ کے سردار ستم شعار نے مروا ڈالا اگر آج تک  
 سچائی مین اوس بہادر کا نام ہے اور مرنے کو تو ظاہر ہے کہ  
 ہر کوئی ایک دن مرے گا

### حکایت

ایک شخص کے دو لڑکے صغیر سن تھے اور اپنے باپ سے  
 دونوں اس درجہ مانوس تھے کہ جب وہ کہیں جاتا تو وہ بھی پیچھے  
 پڑتے اور ساتھ چلنے میں اصرار کرتے وہ پیچھا چھوڑانے کو اون سے  
 کہتا کہ بازار میں بھیڑیا پھرتا ہے تمکو کپڑیوں سے گاتم بیان کھیلو  
 ہم خود تمہارے واسطے کھیلونے لادینگے وہ کبھی کچھ اور کہہ کے  
 اون سے جدا ہوتا اور جب پھر لوٹ کر آتا تب کوئی نہ کوئی اور حیلہ  
 عدم ایفا سے عذر کا کر دیتا بیان تک کہ اوسکو جھوٹے بہانہ کرنکی  
 اور لڑکوں کو شکایت کرنے کی عادت ہو گئی خیر سے چند روز مین

لڑکے سیانے ہوئے اور پڑاؤ کھانے کے دن آؤ باب نے ہر خند چاہا کہ اونکو پڑاؤ سے اور پند نصائح سے سمجھا دے مگر لڑکوں کی خاطر مین باب کا کہنا ویسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ہر روز کھلونے وغیرہ کے لانے کا ذکر کیا کرتا تھا آخر لاچار ہو کر دوسرے معلم لائق و ہوشیار رہت گفتار کے سپرد کیا تو بھی اونکو نئے معلم کے کہنے پر شکل سے اعتبار ہوا

### حکایت

فرزند سوم دانگ جو ایک فقیر ملک قتا میں گذرا ہے اوسکا حال اسطرح فقیر روزگار پر لکھا چلا آتا ہے کہ اوسکی جو روح عجیب کم بخت عادت رکھتی تھی کہ ہرگز کسی طرح سے نہ کبھی ہنستی تھی نہ مسکراتی تھی بلکہ ہر دم ناک و بھون و تیوری چڑائے بیٹھی رہا کرتی تھی و فقیر بوجہ و فور محبت کے بڑے بڑے اہتمام کر کے چاہتا تھا کہ وہ عورت ہنسنے مگر کسی طرح غنچہ لب اوسکا شگفتہ نہوتا تھا جبکہ فقیر ہر ایک اہتمام کر کے تھا تو کار بار سلطنت کو چھوڑ چھاڑ دیو انہ وار جو روس کے ہنسانے کی فکر میں مبتلا اور گرفتار ہوا حکما رختا نے قدیم الایام سے یہ دستور معین کیا تھا کہ جب کبھی ناگمانی کوئی دشمن حملہ کرتا ہوا دارالامارت پر چڑھ آوے تو شر کے



گرد کے بڑے بڑے ٹیلے پر اگ روشن کر دی جاوے گا ملازمان  
 فوج و خاص و عام کیسا لگی مقابلہ کو پہنچے جب دین اور اپنی  
 اپنی خبر داری کر لیں فقہور نے سوچتے سوچتے اپنی جورو کو ہنسائی  
 اوس سے بہتر کوئی وسیلہ نہ پایا اور دفعتاً حکم ٹیلوں پر اگ جلائیگا  
 ویدیا اور اپنی محبوبہ اور خواصوں کو لیکر ایک محل کی کھڑکی میں  
 کہ جہان سے شہر کی روشنی اور آگ جلانے کے ٹیلے دکھائی  
 دیتے تھے بیٹھا جیسے ہی آگ روشن ہوئی و اہل شہر کی نظر پڑی  
 تمام شہر میں گھرام ہو گیا گڑ بڑ مچی کہ بار خدا کیوں دشمن بلا سان  
 و گمان آ پہونچا کوئی اپنی دکان سنبھالنے لگا کوئی اہل و عیال  
 کی حفاظت میں پریشان ہوا دھنسنے جو جہان بیٹھے تھے لیو لیو کرتی  
 ہوئے دوڑے ایک غول اوڑھ کر جاتا تھا تو دوسرا دھنسنے کو دوڑتا  
 تھا او دہر فوج میں انتشار ہوا قصہ مختصر چاروں طرف شہر کے  
 ایک محلہ چاکسی کے سر پر ٹوپی تھی تو پادوں میں جوتا نہ تھا  
 کوئی جوتے کو سنبھالتا جاتا تھا کوئی تو نذر کپڑے کھڑا اپنتا تھا  
 کوئی ٹھوکر کھا کر اپنے مال میں مبتلا تھا کوئی سوار نیکی پیٹھ گھوڑیو  
 سر پہ بیٹھتا جاتا تھا کوئی چارو ماشاؤن چت گرا ہوتا پونین  
 گھوڑوں کے پاس جاتا تھا غرض ایک کو دوسرے کی خیر نہ تھی

مورتین جدا گھر و زمین مل چھاتی تھیں بمیانہ اس حال سر اپا ہتھال کے  
 دود عورت زبون خصال سُکرائی اور کیسین نکا لکڑنس بڑی  
 اوسکے ہنستے ہی شادیانے بننے لگے جشن کی تیاری ہوئی تب  
 اصل حال پر شہر والے بیچارے مطلع و خبردار ہو کر برہم ہو ہو پھر  
 بعد انھوں اس لغو اور پوچ حرکت کے غفور اپنے بیٹے سے کسی امر  
 پر برہم ہوا دو لیحدی سے خارج کر دیا اور فرزند ہی سے بھی عاق کیا  
 خوف جان سے وہ بھاگا اور امیر صوبہ شن باچین کے یہاں  
 پناہ گزین ہوا غفور پناہ دہی امیر شن باچین سے برہم ہوا اور  
 فوج لیکر اوسکے استیصال کے لیے چڑھ گیا لاچار ہو کر اوسنے اپنی  
 مدد کو اہل تمار سے پیغام کیا اور بھایت اوسکے مقابلہ کو آمادہ  
 و تیار ہوا اور فوج غفور کو شکست دیکر یہاں تک تعاقب کیا کہ  
 دارالامارت تک چڑھ آیا اوسوقت پھر غفور نے ٹیلون پر آگ  
 جلوائی مگر سب نے جھوٹ پہلا سا حال قیاس کر کے خیال بھی  
 کیا حتی کہ غفور مع اوس عورت کے مار گیا اور وہی عاق شدہ  
 شاہزادہ تخت سلطنت پر بیٹھا

### حکایت

چنگیز خان کا نام شقاوت اور ہلاکت بندگان الہی میں مشہور ہے

چنانچہ جب وہ فتح کرتا ہوا اور جہان کو خاک سیاہ کرتا ہوا  
ملک فارس میں پہنچا تو ایک شہر میں قریب ایک ہزار آدمیوں کے  
گرفتار کیے اور یہ الزام اوپر فائدہ کیا کہ ایک زمیندار کے باغ میں  
واسطے مقابلہ اسکی فوج کے وہ جمع ہوئے تھے اور زمیندار کو ہلاک  
استفسار کیا زمیندار بخوبی جانتا تھا کہ اگر گینگنا ہی اون گرفتاران  
ہلاکی اٹھا کر کرتا ہوں تو اپنی جان پر کھیلتا ہوں مگر اوس گورہ قشت  
نے اپنی جان و آبرو رستی کے بدولت جانی سہل سمجھی اور ہلا  
بیم و ہراس بے گناہی پر انکی شہادت دی چنگیز خان نے فوراً  
اوس بیچارہ کو مار ڈالا اور اون گرفتاروں کو چھوڑ دیا جسوقت  
یہ اسقدر بیان کر چکی اور خاموش ہو کر بیٹھی تو جعفر بیہ بیان  
مجمع تھیں یک زبان ہو کر بی بی ہاجرہ اور اون چٹوٹ نیک بختوں کی  
شکر گزاری میں تر زبان ہوئیں اور ہر ایک کی نسبت تحسین اور  
آفرین کی ہاجرہ پھر بولی کہ اے بیہوشین اگرچہ آپ کو کلمات  
محبت اور عنایت سے کمال درجہ کو ممنون ہوئی مگر زیادہ تر  
منت گزار ہوں گی کہ کلام لطافت انجام و خیالات تجربات انعام  
جو آپ کے ذہن و حافظہ میں ہیں سنوں باسماع اسکے ایک بی بی  
محمودہ نام اوشی اور روبرو بی بی ہاجرہ کے آکر بیٹھی اور کہنے لگی

کہ ہم لوگوں میں لکھنے پڑھنے کا دستور بہت کم جاری ہے اور کمتر عورتیں ہمارے ملک کی پڑھنے لکھنے کا شغل رکھتی ہیں اس واسطے کہ عورت کو زیادہ لکھنے پڑھنے سے کچھ فائدہ نہیں سمجھا جاتا پس ہمارے مان باب صغیر سن میں صرف اس قدر سکھاتے ہیں کہ جو زاد سببے ہو اور عقائد مذہبی میں پکا اور مستحکم کرے اور ہم میں سے لکھنا تو شاذ و نادر کسی کو آتا ہو گا کیونکہ ہمارے مان و باب اور ولی عورتوں کو لکھنا نہیں سکھاتے بلکہ معیوب جانتے ہیں اور باعث نقصان عفت و حیا گردانتے ہیں و انکے خیال میں یہ امر نقش کا بھج ہے کہ اگر عورتیں لکھنا جانیں گی تو بوجہ کم عقلی امورات اہم و راز کا اخفا اور کتمان نہ کر سکیں گی یا اپنے خیالات ناقص کو لکھ کر دوسروں کی نگاہ تک پہنچا دیں گی پس آپکے سوال سے میرے ساتھ کی بیبیوں کو کمال انفعال ہے البتہ میں کہیں قدر لکھنے و پڑھنے میں مہارت رکھتی ہوں سو وجہ میرے پڑھنے لکھنے کی یہ ہے کہ میرا باب مجھ کو نہایت پیار کرتا تھا اور جو کہ بجز میرے اور کوئی اولاد نہ رکھتا تھا اس واسطے مثل فز و زہد تزیینہ کے مجھ کو اوسنے تعلیم کی و طعن و طنز دوسرے اپنے بچوں پر نظر نہ کی لہذا مجھ کو کچھ غر نہیں ہے اور میں بہت

خوش ہوں کہ آپ کے حضور بنظر حصول اصلاح کچھ گزارش کروں  
 ہاجرہ کو تقدیر دلپذیر نمودہ کی مطبوع ہوئی اور جواب میں  
 یوں کہنے لگی کہ اے اسم باسٹے بی بی محمودہ جو کچھ تھے فرمایا  
 میں اوسکی بابت بعد انتقام تمہاری تقریر کے جسکے بیان کرنیکا  
 تمہارا ارادہ ہے بلکہ قریب برخواست جمع کے کہوں گی لیکن پہلے  
 میں چاہتی ہوں کہ آپ مہربانی کر کے کچھ فرمائیے اور مجھکو زیر بار  
 احسان بے پایان کیجیے اور جو کچھ آپکی ہم وطن بیبیاں کہہ سکیں  
 بالضرور مجھکو سنوایے

### محمودہ کا بیان

محمودہ نے پہلے منت گزاری تھیں فرمائی ہاجرہ کی ادا کی  
 اور یوں سلک کلام میں موتی پرونے شروع کیے شکریہ ہے  
 اوس آفرینندہ لیل و نہار کا جس نے آج وہ خوشی کا دن دکھلایا  
 ہے کہ خاتومان والا دو دمان اور بانوان عالی فہم والا شان  
 جمع ہو کر کلام بکار آمد خاص و عام بیان فرماتی ہیں اے بیبیاں  
 اگرچہ میں حرص کو خوش زشت جانتی ہوں اور تناعت کو دل  
 و جان سے عزیز رکھتی ہوں پر اوسقدر علم پر کہ جو مجھکو حاصل ہے  
 برگز فایع نہیں ہوں و حرص تحصیل علم کی مجھ میں ہر روز افزون

منطقه منقحه آئینه عقول

بنی بنی محمود





وزائد ہے حقیقت میں قناعت عجیب جوہر ہے اور جسکو اوسپر  
 دخل اور تصرف ہے اوسکو جمیع اقسام کے فوائد حاصل ہیں  
 لیکن یہ نہیں کہتی نہ میرا یہ مطلب ہے کہ آدمی چپکا ہو کر بیٹھ رہے  
 اور اسپر تکیہ کر لیوے کہ جو کچھ اوسکو ملتا ہے ملے گا بلکہ غرض میری  
 قناعت سے یہ ہے کہ ہر فرد بشر سعی و کوشش کرے اور جو کچھ  
 دیانت و امانت کے ذریعہ سے حاصل ہو اوسکو نعمت جانے  
 اور کس طرح مال و دولت یا کسی شے کے حاصل کرنے میں کسی فعل  
 بد کو ذریعہ نہ کرے اس واسطے کہ جو شے وسیلہ بد سے حاصل ہوتی  
 ہے اوسکو ہرگز ثبات و قرار نہیں ہوتا اور بحضرہ کر کے اوس سے  
 کسی حالت میں کسی قسم کا فائدہ مترتب نہیں ہوتا قانع اپنے اقربان  
 و امثال میں سر بلند ہوتا ہے کسی شریک کے حیلہ اور مکر سے  
 نہیں ڈرتا و بار احسان کہ جس سے بڑ بکر بالائے زمین و زیر  
 آسمان کوئی بوجھ نہیں ہے اسلئے کسی کا احسان ہو ہرگز اپنے  
 سر پر نہیں رکھتا اور بدولت اس حسن نحو کے بادشاہوں اور  
 فرمان روایوں سے بھی نہیں دیتا پس ان وجوہ سے اگر قانع کو  
 سرگردہ غم یا کمون تو بجا ہے و بادشاہ جہان سمجھوں تو روا  
 قناعت کے فوائد استعد زائد ہیں کہ اگر اوں کو میں بیان کروں تو



یقیناً یہ صحبت کئی ہفتہ تک رہے گی لہذا دو تین حکایتوں پر  
اختصار کرتی ہوں

## حکایت

مشہور ہے کہ ایک شخص جنگل میں رہا کرتا تھا اور کبھی لکڑی  
اور کبھی گھاس و کبھی کوئی اور جنگلی میوہ یا شہد خواہ موم  
بازار میں جو اوسن صحرا سے دوڑائی کوس کے فاصلے پر  
تھا بجا کر فروخت کرتا تھا اور جو کچھ قیمت پاتا تھا اوس سے  
اشیاء خورد و نوش و پوشش کے لے آتا تھا اور اپنے اہل و  
عیال سمیت جنگل میں بہ فراغت بسر کرتا تھا نہ کوئی آلہ شہر کا  
اوسکے دل پر اندیشہ تھا نہ جانب زمیندار سے مطالبہ خراج  
زمین کا خطرہ تھا نہ وہ بیان میں تھا کہ بادشاہ کون ہے  
نہ زمین میں تھا کہ رعایا کسکو کہتے ہیں اتفاقاً ایک روز صبح کیوت  
اپنے جھوپڑے کے سامنے وہ بیٹھا ہوا تھا کہ سکندر مع اپنے  
خدم و حشم کے اوس طرف سے گذرا صحرائین فی الجملہ متحیر تو ہوا  
کہ یہ کون لوگ آج ادھر سے جاتے ہیں مگر کچھ پروا نہ کر کے  
اپنی جگہ سے نہ سرکا بادشاہ نے اردلی کو حکم دیا کہ اس جنگلی  
کو ساتھ لے آؤ اور مقام پر پیش کر دو چنانچہ سوار نے اوسکو

بلایا اور حکم بادشاہ کا سنایا جیسا وہ بیٹھا تھا اودھٹھ کھڑا ہوا  
 اور سوار کے ساتھ ہولیا جسوقت بادشاہ کے رو برو آیا بادشاہ  
 عبادت آئینی میں مصروف تھا اور بہ تصریح وزاری مناجات  
 کر رہا تھا بعد انقراغ بادشاہ مخاطب ہوا اور مستفسر ہوا کہ تھکو  
 سکونت جنگل سے کیا فائدہ ہے اور دوری خلایق سے کیا  
 نفع اوسنے جواب دیا کہ میری عادت محنت و مشقت کی ہے  
 اسواسطے جنگل میں رہتا ہوں ہوتا زہ سے خوش ہوتا ہوں اور بقدر  
 ضرورت خلایق سے ملتا ہوں و جسوقت اپنا کام اوں سے  
 نکال چکتا ہوں پھر اپنی جگہ آتا ہوں اور جو راحت یہاں  
 پاتا ہوں وہ آبادی میں ہرگز نہیں پاتا نہ میں کسیکو ستاتا  
 ہوں نہ کسی سے ڈرتا ہوں مال و دولت سے پاک ہوں ایسے  
 چور اوٹھائی گیردن سے بیباک ہوں محنت و مشقت میری جمیع  
 عوارض کی دوا ہے اور بھوکہ میں سوکھی روٹی عمدہ غذا  
 سکندر نے مسکرا کر پوچھا کہ بھلا مجھ سے ڈرتا ہے اوسنے عرض  
 کیا کہ زبردست سے تو ہر کوئی ڈرتا ہے لیکن اگر تو عادل ہے  
 تو میں نہیں ڈرتا و اگر ظالم ہے تو کچھ کہہ نہیں سکتا سکندر بہ  
 سنکر بہت ہنسنا اور فرمایا کہ اگر تو ہمارے ساتھ رہے تو بہت

کچھ نفع ادا تھا تو وہ پچھلا کہ فائدہ تو مجھ کو اور آپ کو دہی دیتا ہوں  
جس سے آپ ابھی دعا کرتے تھے پس کیا ضرور ہے کہ اوس سے  
میں فائدہ کی امید نہ کر کے آپ سے کروں یا آپ کو اوس کے درمیان  
میں مائل کر کے اپنی نگاہ سے دور کروں و بجائے اسکے کہ جب  
چاہوں اوسکی بندگی کروں یا نہ کروں آپ کی خوشامد میں زندگی  
تسلخ کروں و اگر یہ سب کچھ گوارا بھی کروں تو یہ لطف زندگی  
جو مجھ کو حاصل ہے کب ملے گا اور یہ کمر رخصت ہو کر چلا گیا

### حکایت

دو شخص اپنے وطن سے حالت افلاس میں مبتلا ہو کر متلاش  
معاشرے میں وارد ہوئے ایک نے پیشہ رنوگری اور خیاطی کا  
اختیار کیا اور دوسرے نے زرگری کی دکان جاری کی دونوں  
دکانیں اپنی ایک دوسرے کے قریب رکھتے تھے اور آپس میں  
ہمیشہ ملنے ملتے تھے درزی نے وسیلہ ترقی اپنے پیشہ کا فضا  
لوگ گردانا اور ذریعہ سود و بہبود کا اوسیکو سمجھ کر خیانت کو اپنے پاس  
پہنکنے نڈیا جو کوئی کپڑا اوس سے سلواتا بڑی احتیاط سے کتر  
بیونت کرتا اور ایک چٹ بھی اگر کسی طرح چھانت چھوٹ میز  
نکل آتی تو ہالک کو پھیر دیتا اور اپنے دوست سنا کو بھی مشورہ

دیتا کہ بہ نسبت میرے تمہارے پاس قیمتی مال آتا ہے پس تمکو زیادہ محتاط ہونا چاہیے کہ کسی کا کھرا مال کھو مانہ ہو جاوے اور کسی طرح آبرو میں بٹانہ لگ جاوے محکم امانت پر اپنے کو سدا کسنا اور کسی قسم کا ہت پھیر نہ کرنا غرض چند روز میں دزدی تمام شہر میں مشہور ہو گیا اور ہر شخص اوسے سلوانے کا شائع ہوا یہاں تک کہ اوسکو متعدد دزدی رکھنے پڑے اور بڑا کارخانہ مقرر کرنا پڑا باوجود اینہم وہ کمال نگرانی کرتا تھا اور کسیکو ہرگز پیرامون خیانت نہونے دیتا تھا چنانچہ دیکھتے دیکھتے وہ مالدار ہو گیا لیکن سنار نے خیاط کی نصیحت پر عمل نہ کیا اور دامن طمع و حرص کو بچھوڑا پہلے تھوڑی تھوڑی چوری کرتا رہا آخر اچھے مال کو ہتھ کرنے لگا انجام کو سودن سنار کی ایک دن لوہار کا ہو گیا چوری میں پکڑا گیا اور ہاتھ کاٹا گیا تب نصیحت اپنے دوست کی یاد کرتا تھا اور خفیہ اور علانیہ اپنے اوپر نفدین کرتا تھا

### حکایت

ہمارے شہر میں ایک کے بیان دو عورتیں نوکر تمبین ایک تو بازار سے سودا سلف خریدنے پر مامور تھی اور دوسری کھانا پکانے پر تمبین تھی کھانا پکانے والی سودا خریدنے والی کو تنگ

دیا کرتی کہ جو بازار سے خریدتی ہے اوسمین سے کچھ بھج اپنے لیے حاصل کیا کر گزردہ نہ مانتی تھی اور جواب دیتی تھی کہ میں اوسی کام کے لیے تنخواہ پاتی ہوں پس حیف ہے کہ ایمان میں بہت لگاؤں اور اپنے کو نمک حرام ٹھہراؤں سوائے اسکے جو مشاہرہ مانتا ہے وہ ہی میرے واسطے کفایت کرتا ہے چوری بڑا گناہ ہے اور چور دونوں جہان میں روسیاء ہے آخر جب باورچی نے دیکھا کہ اوسکا افسون کام نہیں کرتا اور وہ سودائی ایمان داری کی وجہ سے کچھ نہیں چراتی کہ جسین حصہ ملنے کی امید ہو تو اوسکی بے بسی تگی اور نا تجربہ کاری سودے کی خریداری میں بی بی سے ہر روزہ کھنے لگی اور ایک روز باصرار خود اجازت خرید کرنے کی لی اور کچھ اپنے گھر سے دیکر اٹھارہ سوخ کے لیے سستے دانوں کو چیزیں خرید لائی بی بی کو اوسکی حسن کارگزاری کا یقین ہوا اور پہلے سودا لانے والی کو باورچی کے کام پر مامور کر کے باورچی کو نصرت خریداری سودے کی دی تب تو اوسنے موقع پایا اور رفتہ رفتہ چوری کو بڑایا اور پچھلے نقصان کی بھی تلافی کوئی شروع کی جب اتفاق ایکر وزدہ سودا لیکر آئی تھی کہ ایک دست فروش بھی محل کے اندر چلی آئی اوسکی صورت دیکھ کر وہ چوٹی، ناگہانی

اس واسطے کہ بعض بعض اشعار اوسے سے خرید کے لائی تھی بی بی نے  
 بھی اوس دست فروش کے پاس جو اون چیزوں کو دیکھا اور قیمت کو  
 تحقیق کیا تو دہنے کا فرق نکلا سارے اپنے کیفر کردار کو بھونچی اور  
 تمناعت گزین ماما اپنی دیانت و امانت کی وجہ سے داروغگی کی  
 خدمت پر مقرر و متماز ہوئی جب محمودہ یہاں تک کہ چکی تو باجرہ  
 نے کہا کہ جو کچھ اور جس جس بی بی کے مزاج میں مناسب معلوم  
 ہو دے فراوے یہ سکر ایک بی بی اوٹھی اور یوں مختصر درفشان ہوئی

### جمیلہ کا بیان

بی بی بیاہ نے اس سے پہلے کذب اور دروغ کی خدمت میں جو  
 کچھ فرمایا وہ نہایت درست اور بجا ہے اور جھوٹ بولنا فی الحقیقت  
 بہت بُرا ہے مگر میرا اعتقاد یہ ہے کہ شدید تر بُرا وہ جھوٹ ہے  
 جو اقرا ہے جسکو عام چنل خوری کہتے ہیں بوجہ اس دروغ کے  
 درمیان دوستوں اور بھائیوں کے دشمنی پیدا ہوتی ہے دشمنوں  
 میں بنیاد عداوت کی مستحکم و مضبوط ہوتی ہے یہ جھوٹ آتش  
 عالم سوز کی طرح خرمن محبت کو جلا دیتا ہے اور مدت کی دوستی  
 اور الفت کو کھو دیتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ جھوٹ کو  
 ہمیشہ بُرا سمجھے بلکہ اوس سچ کو بھی کہ جس سے درمیان دو آدمیوں

آتشِ فساد مشتعل ہو جو محوطہ سے بڑا جانے اور بلا ضرورت شدید  
 ہرگز نہ سے نہ نکالے بلکہ میری رائے میں اس قسم کی راستی  
 بھی باعثِ ذلت و خواری ہوتی ہے قطع نظر اسکے کہ لوگ اسے  
 انگشتِ نما کرتے ہیں اور اس کے روبرو باتیں کرتے ہوئے دُڑتے  
 ہیں اور اپنی محبت میں نین آنے دیتے خاص و عام کو بھی نقصان  
 پہنچتا ہے چنانچہ ایسے سچ سے جو خرابی پیدا ہوئی ہیں بیان  
 کرتی ہوں

### حکایت

شہرِ موصل میں ایک عاملِ تصانیفِ نفاذِ شرفا کی قدر  
 کرتا تھا ادا نے داخل کی عزت و توقیر ملحوظ رکھتا تھا اس کی عدالت  
 سے تمام شہرِ سمور تھا اور عنایتِ ظاہری و باطنی سے خاص و  
 عام مشکور اور حسنِ اتفاق سے جو اس وقت مفتی تھا وہ بھی اہتا  
 کو صلح و ابراہ عالم با عمل اور فاضل بے بدل بازار و رعایت  
 فیصلہ کرتا تھا اور بلاجم و ہر اس اہل دنیا کے اپنا فتویٰ لکھتا تھا  
 اتفاقاً ایک تصدی کو عامل نے بجرمِ خیانت متهم کیا اور فتویٰ  
 سزا کے لیے مفتی کے سپرد کیا نہند تحقیق مفتی کی رائے میں  
 وہ مدعا علیہ بے گناہ تھا غرض جرم سے بری کر کے مفتی نے

اوس بیگناہ سے یہ فرمایا کہ کسی مفتری نے تمکو ماخوذ کرایا ہے اگر اہل صاحب خود مہربانی کر کے تحقیقات کافی فرماتے تو مجھے یقین تھا کہ تمہاری ذلت روا نہ رکھتے اس تقریر کو کسی شخص نے خیر خواہانہ غلط سے نقل کیا وہ سنکر غصہ میں آیا اور اوسنے مفتی کے نسبت کچھ کنا چون کہ دونوں سے اہل شہر بخون تھے اسکا بیان اوس سے اور اوسکا اس سے کہتے تھے شدہ شدہ دونوں میں بنیاد عداوت کی مستحکم ہوئی اور دونوں اوس شہر کی حکومت سے تغیر ہوئے بجائے عامل کے ایک ظالم اور بجاے مفتی کے ایک جاہل مقرر ہو کر آئے تمام اہل شہر کو دغا باز جانکر بلا امتیاز تنگ کیا بیان تک کہ بہت سے مردمان ممتاز و بظلمہ حفظ عزت شہر کو چھوڑ چھوڑ بغداد کو چلے گئے اور اہل شہر مفت برباد ہوئے جمیلہ نے سلسلہ کلام کو جسوقت تمام کیا تو حامدہ نے یوں بیان کیا

### حامدہ کا بیان

حامدہ بولی کہ سبحان اللہ کیا خوب جمیلہ نے بیان کیا سچ ہے ہر شخص کی دسازمی اور دوستی پر تکیہ نہ کرنا چاہیے بلکہ کسی سے راز و رسم و ملاقات کرنے کے پہلے اوسکے قول و فعل کو جانچنا چاہیے



میری سمجھ میں عقل کو مناسب ہے کہ ہمیشہ اپنے سے زیادہ سن والوں سے صحبت رکھے اور اونہیں لوگوں سے ملا کرے جو زمانہ کے اونچ نیچ کو تجربہ کر چکے ہوں اور جو نیک و بد میں بخوبی تمیز کر سکتے ہوں میری رائے میں بڑے بوڑھوں سے صحبت رکھنا بہترین ہر طرح کے فائدے ہیں اول تو مزاج میں شناسائی آتی ہے اور بوجہ زیادتی عمر ہم صحبتوں کی تعلیم اور تکریم و الفاظ متدب کے استعمال کی عادت ہو جاتی ہے اور حیا و شرم خواہ مخواہ دانگیں ہو جاتی ہے و پھر اگر ہم عمروں میں بھی اتفاق صحبت کا ہوتا ہے تو وہ قرینہ نہیں جھوٹا دوسرے سن رسیدہوں سے یہ اندیشہ نہیں ہوتا کہ وہ نوعروں کو بڑے افعال کی رغبت دلا دیں اور اپنے کو بین الاقراں و الامثال ہنسادیں قیسرے عقل کو صیقل ہوتی ہے اور جو تجربات بڑی وقت و محنت علمی سے ملتے ہیں وہ باتوں ہی باتوں میں سہل سے آجاتے ہیں چوتھے بوڑھوں کی متبرک صورت دیکھنے سے اپنی خوبصورتی یا ہمتہ پانوں کی مضبوطی یا زور آوری پر غرور نہیں ہوتا بلکہ موت کا خیال ہر وقت پیش نظر رہتا ہے پانچویں جس امر میں ان سے مشورہ لیا جاتا ہے جواب با صواب ملتا ہے غرض چھڑے دنوں میں بوڑھوں کی صحبت سے عقل

ترقی پاتی ہے اور تدبیر اور ترکیب عقل کے کام میں لائے کی پوری ہو جاتی ہے و خلافت اس کے عقلند کو چاہیے کہ جاہلون اور نامہونکو اپنا دشمن جانکر کبھی نہ لے اور انکی مجاہد سے بالکل پرہیز کرے اس واسطے کہ ان سے بجز ضرر کے کسی حالت میں نفع کی امید نہیں ہے اور یہ میری گزارش بھی محتاج دلیل و برہان کی نہیں ہے اس واسطے کہ بعینہ جاہل اور نامہون کا وہ ہی حال ہے کہ جیسے گھوڑے میل بندر وغیرہ کا گھوڑا کیسا دغا دار تابع حکم ہوتا ہے میل بھوکے کیسے کیسے نفع پہنچاتا ہے مگر جسوقت یہ جانور نافرمانی پر آجاتے ہیں تو احسان اور مراعات سابقہ پر نظر نہیں کرتے اور بندر تو جاہلون سے بہت مشابہ ہے اسلئے کہ جیسی عقل جاہل زکے ہیں ویسی ہی بندر بھی رکھتا ہے کہ جس کام کو دیکھتا ہے نہ سمجھے کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور ایما و اشارہ کو سمجھ لیتا ہے مگر تو بھی کون بندر پر بھروسہ کرتا ہے و امید خیر کی رکھتا ہے حقیقت میں دانشمندوں کی صحبت کو عطر ساز کی دکان سمجھنا چاہیے جہان کے مینھے سے کپڑے مٹل ہو جاتے ہیں و جاہلون کی ملاقات کو کویلے والے کی دکان یا نو مار کی بھٹی جاننا چاہیے جان جاتی ہے کپڑے میل ہو جاتے ہیں یا نو ہے کی چمکا ریونٹے جلجاتے ہیں

## حمید ۴۰ کا بیان

حامدہ جب بیان تک کہہ چکی تو حمیدہ بولی کہ میرے تجربے  
 کے موافق عورتوں کی واسطے ضرور ہے کہ کم سخن اور نرم گفتار  
 ہوں اور بلا ضرورت کس و نامکس سے باتیں نہ کریں اگرچہ مرد کو  
 بھی کم سخن باعث ازدیاد عزت قرار ہوتی ہے مگر میں انہیں خاص  
 فائدہ دل کا ذکر کرتی ہوں جو عورتوں کو بدولت کم بولنے کے  
 حاصل ہوتے ہیں اول لوگوں کو خواہش اس کے کلام سننے کی  
 ہوتی ہے دوسرے سخن چینیوں کو بہت کم موقع ملتا ہے مکہ کوئی  
 الزام نگاہ دین تیسرے غیبت کرنی یا مضحکہ کرنے کی عادت نہیں  
 پڑتی چونکہ جموعہ بولنے سے بچاؤ ہوتا ہے پانچویں دبدبہ و شوکت  
 و قدر و عزت زیادہ ہوتی ہے برعکس اسکے جو عورتیں زیادہ  
 بک بک کرتی ہیں اور بہت باتیں کرنے سے شوق رکھتی ہیں  
 وہ بے وقار بلکہ اکثر ذلیل خواہ ہوتی ہیں آپ جانتی ہیں کہ ہم  
 لوگوں کو جس مجلس شادی یا غمی میں جانیکا اتفاق ہوتا ہو  
 اس میں شاد و تاملور نصیہ بی بی ہوتی ہیں ورنہ تسلیم یافتہ  
 نہ ہونے کی وجہ سے اکثر جاہل و ناسمجھ ہوتی ہیں اور آپ میں





كثير

ميد

طرد

اکثر بیبیوں نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ ایسی مجلسوں میں بیشتر بات چیت کرتے کرتے آپس میں جھگڑا ہونے لگتا ہے اگرچہ اوس جھگڑا کی کوئی کوئی خاص وجہ بھی ہوتی ہے مگر عموماً بک بک ہی اوس جھگڑے کی باعث ہوتی ہے غور فرمائیے کہ جب ہمکو بوجہ بے علمی کے اچھی باتیں کہ جس سے کچھ فائدہ ہو سکے کرنی نہیں آتیں اور باتیں کرینکا شوق ہو تب آخر یہ ہی باتیں کرینگی کہ طمان کی بی بی کیسی ہے اپنے گھر کا کام کاج کیسا کرتی ہے اپنے عزیزوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اور اوس کے رشتہ دار عورت مرد کیسا اوسکو سمجھتے ہیں اور جبکہ گفتگو کا آغاز ہوا تو انجام میں یا تو بھلا کیہنگے یا برا اگر اوسی مجمع میں کوئی منہ پکڑنے والا ہوا تب تو اویسوقت جھگڑا موجود ہوا ورنہ بعد برخاست مجلس کے وہ بات چیت ایک کے منہ سے دوسرے کے کان میں پھونچتے پھونچتے اوس تک پہنچتی ہے جسکا ذکر تھا اور وہ یا تو خود جھگڑنے کو موجود ہوتی ہے یا اپنے گھر کے مردوں کو خاطر خواہ مشتعل کر کے جھگڑا کرنے پر آمادہ کرتی ہے واسطرح عورتوں کے پس کی بات چیت سے مردوں کے دلوں میں کدورت باقی ہے و طرح طرح کی خرابیاں عزیز و اقربا میں پڑ جاتی ہیں

ناہم اس تقریر سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل مہر غموشی کی  
سہ پر لگائی جاوے اور موقع و محل پر بھی چپکے ہی رہنے کی عادت  
اختیار کی جاوے اور باوجود ہونے مخاطب عمدہ اور بیان معقول  
کے بھی سلاسل کم سخن میں پابند ہو کر ضروری باتیں نہ کرے  
باچپ رہ کر کوئی الزام اپنے ذمہ عائد کرے بلکہ بوقت کہنے کے  
چپ رہنا اور نہ کہنے کیوقت کہنا دلیل نادانی و حماقت ہے

### کلیمہ کا بیان

حمیدہ جب اپنا بیان ختم کر چکی تب کلیمہ نے کہا کہ میری  
راے ناقص میں عورتوں پر واجب ہے کہ جب وہ تخلیہ میں  
ہوں تو کسیکو اپنے پاس نہ آنے دیوں اور بھول کر بھی کبھی  
کسی سے چپکے یا علحدگی میں باتیں نہ کریں اس واسطے کہ ایسی  
صورتوں میں اکثر غمازون کو گنجائش اعتراض کی ہوتی ہے  
اور کوئی وسیلہ صفائی کا ہاتھ میں نہیں رہتا بلکہ سواے  
اندیشہ خردہ گیر کے عورتوں کو تخلیہ میں ہر کسی سے ملاقات  
کی عادت رکھنے میں بیشتر ضرر پہنچتے ہیں اسلئے کہ تنہائی  
میں کہنے والے کو ہر طرح کی گفتگو کا بیجا کانہ موقع ملتا ہے  
اور جن الفاظ کا سنا کسی طرح ممکن نہیں ہوتا خلوت میں

اگر کوئی کہہ جاوے تو بجز سن لینے کے چارہ نہیں ہوتا اور آخر کو جو نتائج اوس سے پیدا ہوتے ہیں وہ ہزوی عقول قیاس کر سکتا ہے پس عورتوں کو مناسب ہے کہ مہنوت گھر میں تنہا ہوں تو دروازہ غیر دنگے آدورفت کا بند کر لیوں اور تا وقتیکہ گھر میں کوئی اور نہ آئیوے کسی کم عقل کو داخل نہ دیوں تاہم میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ عموماً یہ طریقہ اختیار کریں اور خاص لوگوں سے ملاقات کر کے زندہ درگور بجا دیں بلکہ اصلی غرض یہ ہے کہ حالت تخلیہ میں جھلا اور اشرار سے اپنے ذامن عصمت کو بچا دیں تاکلام گروہ سے رنج خاطر یا حرکات نامطلوبہ سے غصہ نہ آوی یا تحریریں و مرغیب فاسد سے کوئی فتنہ نہ کھڑا ہو جاوے

### رشیدہ کا بیان

کلیمہ کے ساکت ہونے پر رشیدہ بولی کہ میری رائے میں عورتوں کو ہمیشہ طریقہ سنجیدہ اختیار کرنا چاہیے اور اپنے کو خوشبودار پھول سمجھ کر اس طرح اپنے زندگی کے ایام کو بسر کرنا چاہیے بطرح پھول کہ چاہے وہ کھیلے بے پیڑوں کے سوکھی شنیوں میں ہو خواہ اپنی اچھی نرم نرم چمن پٹیوں کے



نے خاں دالیوں میں مگر اپنا بوجھ و بار پشیموں اور دالیوں پر  
 نہیں ڈالتا تاہر شخص پھول کے مانند عورت کی قدر و منزلت کرے  
 اور اپنے سرو انگھوں پر اولنگا رکھنا فخر سمجھے اور یہ کچھ دشوار  
 نہیں ہے جسوقت عقل و ہوش آوے ہر ایک مان باپ کے  
 گھر کو مہمان سرا اور اپنے کو مہمان جانے اور بطرح مہمان پابند  
 میزبان کا ہوتا ہے اوسیطرح اپنے کو پابند اذکی مرضی کا رکھے  
 اور کسی شے کے میا کرنے کی اوپر فرمائش نہ کرے کیونکہ میزبان  
 کو مہمان ہمیشہ عزیز ہوتا ہے اور بلا اوسکی درخواست کے اپنی  
 آرام سے زائد اوسکی آسائش ملحوظ رکھتا ہے اور ہر طرح کے  
 سلوک نیک اوسکے حفاظت کی نظر سے اور اس خیال سے  
 بھی کہ بطرح وہ دل و جان سے پیار کرتا ہے سب اوسجگہ کے  
 رہنے والے قدر و منزلت کرنے لگیں اپنے مہمان کو امورات  
 مضر سے باز رکھتا ہے اور نیک افعال کی ترغیب و تحریص  
 کرتا ہے پس جس امر کو مان باپ فرما دیں اپنے حق میں کسر  
 اعظم سمجھ کر بلا غرض و فکر تعمیل کرنے میں اپنی ہمت کو قاصر  
 نہ کرے اور جب وہ دن خیر سے آوے کہ مان باپ کا گھر  
 جھوڑ کر شوہر کے یہاں جائیگا اتفاق ہو تو اپنے کو جس

جنس گراں بہا اور شوہر کو خریدار جانے بلکہ اپنے کو گل اور شوہر کو گلچین تصور کرے اور خوب غور کر لے کہ جو محنت سے پھولوں کو چنتا ہے خواہش اوسکی یہی ہوتی ہے کہ اوسکی خوشبو سے منتفع ہو اور دل و دماغ کو اپنے خوش اور تازہ کرے پس وہاں بھی تقلید گل کی نہ چھوڑے اور دہیان کرے کہ پھول چاہے سونے یا چاندی کے چنگیر میں رکھا ہو یا کسی گلدستہ میں یا طاق نسیان پر دہرا ہو اپنی خوشبو سے خریدار کا گھر سطر کرتا ہے لہذا ہمیشہ ارادہ کرے کہ سوائے شوہر کے اور بھی اوس گھر اور کنبے کے لوگ اوسکو آنکھوں پر رکھیں و اگر خدا خواستہ کسی غفلت سے شوہر طاق نسیان پر رکھ دیوے تو دوسرے گھر والے خوشبو کی وجہ سے ہاتھوں ہاتھ بھیرے و ضائع ہونے دین و ظاہر ہے کہ جو نفع اوشانا عانتا سے وہ خود طریق حفاظت اور خبر داری کے عمل میں لاتا ہے۔ اوتار اپنی نمائش کے خیال سے طرح طرح کے چنگیر و نسیان کا کر آراستہ کرتا ہے اس روش و طریقہ سے اگر عورتیں چلا کریں تو میں بخوبی یقین کرتی ہوں کہ ہمیشہ شاد و خرم رہیں گی۔

## ہندہ کا بیان

جس وقت عروس سخن پر شیدہ عطر گل لٹکی تو ہندہ بولی کہ بی بی دیکھئے  
 جو کچھ نذرت حسد میں پہلے ارشاد فرمایا تھا وہ نہایت بجا اور درست ہے  
 حقیقت میں حسد ایک سخت بلا ہے جو انسان کو حق میں حد درجہ کہ مضرت پہنچا دے  
 فی الواقع بی بی محمودہ کا ارشاد بجا ہے حسد وہی قسم کا ہے ایک  
 بد و مردود و سرائیک و محمود پس حسد بد کی نسبت جو کچھ بی بی دنیا کو کہا  
 حرف بحرف اور لفظ بلفظ میں تصدیق کرتی ہوں اور بعد اس کے اپنی  
 رائے کے موافق حسد محمود کی تھوڑی توضیح بیان کیا چاہتی  
 ہوں امیدوار ہوں کہ بی بی دنیا مجھے معذور فرما دیں اور دیگر  
 خاتونان عالی شان مجھ کو اجازت تقریر دین کہ حسد نیک کو غبطہ  
 کہتے ہیں اور وہ ایک خواہش ہے جو علم و فضل یا استعداد  
 و ہنر یا مال و دولت ایک شخص کا دیکھ کر دوسرے بشر کے  
 دل میں پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہنگو بھی وہ فضیلت میسر ہوتی  
 اور اس خیال کے پیدا ہونے سے رغبت اس کے اشتغال کی  
 اشتغال پاتی ہے حالانکہ دوسرے کی زوال نعمت و علم و فضیلت  
 کا وہ خواہش مند خواہان نہیں ہوتا پس غبطہ سے بیشتر  
 نیکیاں پیدا ہوتی ہیں اور ایک کو دیکھ کر دوسرا مثل اس کے





اپنے کو کرنا چاہتا ہے جیسا جاہل عالم کو دیکھ کر رغبت تحصیل  
علم کی و فاسق زائد کی قدر و منزلت سے متنبہ ہو کر فکر حصول و برع  
و پرہیزگاری کرتا ہے پس اگر غلط دنیا سے محو ہو جاوے تو یقیناً  
بست سے فوائد جہان سے جاتے رہیں یہ شکر دنیا نے شکرہ ادا  
کیا اور اس کے بیان کو اپنی تقریر کا تہہ جانکر ممنون منت ہوئی

### خطمہ کا بیان

بعد ہندہ کے خطمہ نے یوں کنا شروع کیا کہ انسان کو چاہیے  
کہ دنیا کو محض سرائے گذران سمجھے اس واسطے کہ درحقیقت ہر لوگ  
مسافر ہیں بلکہ اوس سے بھی زیادہ تر اپنے چلنے میں مستعمل ہیں  
اس لیے کہ مسافر وقت روانگی کا قبل چلنے کے مقرر کرتا ہے اور  
اوس کے آنے کا منتظر رہتا ہے خلاف ہمارے کہ ہم نہیں جانتے  
کہ کسے منت ہم بیان رہ سکتے ہیں اس لیے لازم ہے کہ تمام مخلوق  
کو مثل مسافران ہمتاخذہ کے سمجھ کر اون سے ہمطریقوں کا سا  
سلوک کریں اور عالم مسافرت میں جیسا ایک دوسرے کا کام  
بلا معاشرت انجام کرتا ہے اور حالت در ماندگی اور پریشانی میں  
دل و جان سے مدد کرتا ہے ویسا ہی تمام جان کے انسانوں کے  
ساتھ مسلوک ہوتے رہیں تو محکو کچھ شبہ نہیں ہے کہ وہ بھی

ہمارے ساتھ اس سے زیادہ مسلوک ہونگے اس واسطے  
کہ آخر ایک ہی خون و گوشت سے جمیع انسان پیدا ہوئے ہیں  
اور احسان کو ماننا فطرت آدم بلکہ نسل حیوان میں بھی داخل  
ہے چنانچہ کثرتِ مرحمت سے دام و دود رام ہو جاتے ہیں  
و باوجود زور و طاقت بار احسان سے دگر کان تک نہیں پہنچتے

### مقدمہ کا بیان

جب ہندہ بیان کر چکی تو مقدمہ بولی کہ میری دانست میں  
زن و مرد کو لازم ہے کہ عادت محنت اور مشقت کو جو حقیقت  
میں داخل فطرت انسانی ہے کسی حالت میں ترک نہ کریں اور  
محنت و مشقت کو جو میں داخل فطرت انسانی کرتی ہوں اسکی  
دلیل بدیہی عورتیں بہت جلد سمجھ سکتی ہیں کہ جسوقت  
علقہ رحم مادر میں جنین ہو جاتا ہے اسوقت سے بطن پر ہلکا  
اراوہ کرتا ہے اور جہاں تک گنجائش پاتا ہے ثقب اور  
محنت اٹھاتا ہے اور جب تک نہیں تھکتا آرام اختیار  
نہیں کرتا پس مجھے کچھ شبہ نہیں ہے کہ بدون حاجت کے  
آرام و آسائش پر رغبت کرنی نکت اور فحلاکت کی علامت  
ہے لہذا ہر ایک بنی نوع انسان کو چاہیے کہ جہاں تک

سورة صفه، الآية عقول



مقدسه





ہو سکے اپنے کاموں کو خود بلا اغایت دیکرے انصرام کرے اور  
 باوجود موجود ہونے ہمتہ یا نون اور قوت کی اپنی کو ایلیج نہ  
 بنادے و اگر کام استدر زائد ہو کہ دوسرے کی مدد کی ضرورت  
 آئے اور مددگار کی حاجت خواہ نخواہ ہو اور خدا کے فضل و  
 کرم سے حاصل بھی ہو جاوے تو منعم حقیقی کا شکر کر کے اوسکو  
 شریک حال اپنا کرے پھر بھی بڑا حصہ کام کا خود اختیار  
 کرے اور مددگار سے بہ دلجوئی اور خاطر داری کام نکالے اور  
 اوسکو باعث اپنی قوت کا اور خاص ایک عضو قوی اپنوجسم کا  
 سمجھے اور عام اس سے کہ وہ مددگار اپنا ہم پلہ ہو یا محض خادم  
 ہو مراعات اور خاطر بین کمی نہ کرے بلکہ عزیز کو مثل اپنے جان  
 لیونے اور نوکر کو بازو سے زبردست اپنا سمجھے اور جس محنت  
 کو اپنے نفس یا ہمتہ یا نون اور قوت پر گوارا نہ کر سکے اوسکی  
 امید اوفسے نہ کرے ایسے کہ ہر گاہ اوسکو مثل اپنے دست بازو کے  
 سمجھ لیا ہے تو اوسکا ضرر باعث فتور اپنے قوی کا ہے و جیانا  
 اگر اوفسے خطا یا قصور فاش ہو تو پہلے اپنے دل میں سوچے کہ اگر  
 وہی فعل خود اپنے سے سرزد ہوتا تو کیا تدارک کیا جاتا اور  
 جسقدر تدارک اپنا کرنا مناسب ہو اوسقدر علاج واسطے

مردم وقوع خطا و آئندہ کے کرے اور اون لوگوں کی شرمندہ کرنے  
یا تاویب سخت کرنیکی ہرگز جرأت نہ کرے اس واسطے کہ زیادتی  
سزائش سے اکثر غیرت جاتی رہتی ہے اور افعال زبوں کرنیکی  
عادت ہو جاتی ہے و اگر چہ میری گزارش محتاج کسی مثال کی  
معلوم نہیں ہوتی لیکن تو بھی چشم دیدہ تفریحاً بیان کرتی ہوں

### حکایت

میرے شہر میں میری ہم عمر چچہ لڑکیاں تھیں چننا پنچہ  
آپس میں ہم سانون بیشتر لڑکپن میں کھیلا کرتے تھے اور جب  
سیانے ہوئے تو بھی بوجہ قرب مکانوں کے کبھی کبھی ملا کرتے تھے  
خدا کے فضل سے ہم سانون کی مان باپ محتاج نہ تھے ہر ایک  
کے پاس دو تین خادمہ کار و بار کرنیکو تھیں میری بھی پاس دو خادمہ  
تھیں اور میری ایک بڑی بہن اور اور میرے بھائی کی بی بی بھی میری  
مان کو ساتھ رہتی تھی میں ہی اون سب میں چھوٹی تھی جسوقت میری  
عمر سات برس ہو تجا دز ہوئی تو مجکو خوب یاد ہے کہ صبح کو اٹھکر میری  
مان اگر کسیکو گھر بھر میں سوتا پاتی تھی تو ناخوش ہو کر اوسکو جگادیتی تھی  
پھر منہ ماتھہ دھو کر سب سے عبادت الہی کراتی تھی پھر اوسکے  
ایک خادمہ کو مکان بھاڑنے پر مامور کرتی تھی اور میری

بڑی بن کو مبلغ گرم کر نیکا حکم دیتی تھی اور میری بھانج کو گھر کی  
 مگرانی سپرد کر کے خود مع دوسری خادمہ کے سودا سلف  
 لینے کو چلی جاتی تھی اور بازار سے اشیاء ضروری کو خرید کر کے  
 بہت سا بوجھ خود اور اوس سے کم ماما سے اٹھواتی تھی پھر  
 گھر میں پھونچکر اون اشیاء کے صاف کرنے اور رکھنے کا ایسا  
 بھانج سے کرتی تھی اور برتن دھونے کی درخواست اپنے  
 ساتھ کی ماما سے کر کے خود میری اور میری بیٹی کی تیار داری  
 اور کپڑے پہنانے میں متوجہ ہو جاتی تھی اور پہلی خادمہ جب  
 مکان کے صاف کرنے سے فارغ ہو جاتی کھانا پکانے لگتی تھی  
 اور بڑی بن اوسکی مدد کرتی رہتی تھی غرض یوں ہی سب ملکر  
 کام کرتی تھیں جب میں آٹھ برس کی ہوئی تو میری والدہ  
 ماما کی جگہ اپنے ساتھ مجھے بازار لیجانے لگیں اور سودا جتھہ  
 میں اٹھا سکتی تھی مجھے اٹھوانے لگیں ویسا ہی کچھ میری  
 پانچ محبوبان بھی کرتی تھیں مگر ساتویں محبوبی رقیہ کی مان  
 بوجہ عزیز الفت کے گوارا نہ کرتی تھی کہ وہ محنت کرے بلکہ دینی  
 ہنسی کہ دوڑ دھوپ سے بیمار نہ ہو جاوے اسلیئے باہر نکلنے چلنے  
 پھرنے سے باز رکھتی تھی چنانچہ رقیہ اوسنی کیفیت سے ہلی اور

تقدیر کی ابھی تھی کہ بڑے مالدار کے یہاں بیاہی گئی اور وہاں  
 بھی بلا وقت بلکہ اپنے والدین کے گھر سے بھی زیادہ راحت  
 میں رہنے لگی اور خداوند عالم کا عنایت شکر ہے کہ ہم میں  
 سے بھی کوئی کسی محتاج کے پتے نہیں پڑی بلکہ کسیکا شوہر  
 رقیہ کے خاندان سے گھٹ کر نہ تھا تو بھی ہماری محنت کی عادت  
 جو جہلی ہو گئی تھی پھوٹی رقیہ اور میری چوتھی بھجولی جسکو میں  
 حبیبہ کہتی تھی ایک ہی قصبہ میں بعد شادی رہتی تھیں اتفاقاً  
 اوس قصبہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سرکاری  
 عامل مقرر ہوا اور اوسنے بہت کچھ محصول سرکار کا  
 تصرف کیا اور اوسکا جو مطالبہ ہوا تو اپنے بھائی بندوں کو  
 حمایت میں لیکر ارادہ مقابلہ کا کیا یہ خبر سلطان نے سنکر  
 فوج قاہرہ اوسکی تادیب کو روانہ کی اور بلا ناگہانی میں  
 سارا قصبہ آگیا اہل فوج نے بعد فتح کے لوٹ مار شروع  
 کر دی زن و مرد جسکے جہان سینگ سامنے بھاگے رقیہ و  
 حبیبہ کو بھی بھاگنا پڑا اور گھر لٹ گیا اوسوقت مرزا حسین و  
 آرام کا رقیہ کو معلوم ہوتا تھا دو دو قدم پر گرتی تھی اور لوٹھکھک  
 آٹھ آٹھ آنسو روتی تھی اور حبیبہ بے تکلف جلی جاتی تھی

قصہ مختصر پھر وہ دونوں دوسرے قصبہ میں جہاں امن تھا  
 ٹھہرے لیکن نہ خدم و حشم تھا نہ مایہ حشمت باقی تھا پس  
 دست خود وہاں خود کی نوبت آئی جیبہ نے حسب عادت  
 اوسے بھی بسر کیا اور بی بی رقیہ نے جو مصیبت سہی اون کا  
 دل ہی جانتا ہے یا خود بیان کر سکتی ہیں چنانچہ پوچھ لپیچ اس  
 مجمع میں وہ خود بدولت بھی تشریف رکھتی ہیں یہ مسکرت رقیہ  
 نے نہایت شرم اور خجالت سے اقرار کیا کہ حقیقت میں مقدمہ  
 فر جو کچھ فرمایا سچ ہے اور میں نے جو کچھ مذلت اوٹھائی اور  
 ایک اوٹھائی ہوں بیان نہیں کر سکتی اول تو ہمیشہ بیمار  
 رہتی ہوں دوسرے اقران و امثال میں آرام طلب کھلاتی ہوں  
 تیسرے خادمہ بھی کمتر میرے پاس رہتی ہیں اور ہتھیرا  
 چاہتی ہوں کہ میں کم محبت عادت کو چھوڑوں مگر ایسی میرے  
 پنڈ پڑی ہے کہ نہیں چھوڑتی پھر مقدسہ بولی کہ اور سنئے

### حکایت

میری سسرال سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بی بی رہتی تھی  
 رات دن اپنی ماما پر خفا ہوا کرتی تھی اتفاقاً حسب ضرورت  
 سفر پیش ہوا ماما بھی ساتھ ہوئی ناشتہ کی تھیلی ماما کو

سپر دتھی اور زر نقد کا صرہ بی بی کے پاس تھا براستے نہیں  
ایک جگہ ٹھہر کر ناشتہ کیا اور ماما کو پانی لینے کو بھیجا اوس کے  
پہنچنے تک بی بی نے ناشتہ کی تھیلی کو بند کر کے نہیں گئی تھی کہ دفعتاً  
گھٹا آیا دتھیلی کو لے بھاگا بی بی ماما پر انتہا درجہ کو ناخوش  
ہوئی اور راہ بھر مو اخذہ کرتی اور جھگڑتی چلی گئی وہ عنریب  
اپنی خطا کا اقرار کرتی تھی اور معاف چاہتی تھی یہاں تک کہ رات  
اوسے غصہ اور کوفت میں گدزی صبح کو پھر ایک مقام پر ٹوٹ  
کھیا اور بازار میں زر نقد کی تھیلی بی بی کی لکالی و ناشتہ خرید کھیا  
ہوں ۱۷ صرہ زر نقد کا جہان رکھا تھا نہ اٹھایا تھوڑی دور  
حاکر اوسے خادمہ نے پوچھا تو یاد آیا اوسوقت بی بی خاموش  
تھیں اور اپنی خطا پر کچھ نہ بولتی تھیں آخر شوہر کو مطلع کیا  
وہ بیچارہ اپنا دودڑا ہوا پھلے پانوں پھر لڑنا نصیب اچھا  
تھا رہتے میں ایک ایمان دار نے سراپیمہ دیکھ کر پوچھا اور  
خبردار کیا کہ صرہ اوسے پایا ہے غرض اوس مرد نے خدا کا شکر  
کیا اور پانچ روپیہ پانے والے کے نذر کر کے صرہ واپس لیا  
بی بی کو خادمہ کے دق کر نیکا غیب سے جواب ملا جسوقت  
مقدمہ نے اپنے کلام کو اختتام پر پہنچایا تو امینہ کے جانب سے





امينة



مخاطب ہو کر اشارہ کیا کہ جو تم مناسب جانو اسکو بلا مصلحت  
بیان کرو

### امینہ کا بیان

امینہ نے یوں آغاز کلام کیا کہ ہر چند میں خدا خواستہ غور پسند  
نہیں ہوں بلکہ جیسا بی بی تمورہ نے بیان کیا ہے اس سے  
بھی کچھ زیادہ میں کبر و خود پسندی کو بُرا جانتی ہوں لیکن  
بی بی حامدہ نے صحبت جلا و نادانوں سے احتراز کرنے میں  
جو کچھ اصرار کیا ہے اس واسطے ضرور ہوا کہ غور کی تعریف سے  
بچے مستثنیٰ کروں اسلئے امید رکھتی ہوں کہ بی بی تمورہ گراں غلط  
ہونگی واضح ہو کہ نسل آدم کو میں فقط انسان میں شامل  
نہیں کر سکتی اس واسطے کہ نسل آدم سے اکثر ایسے بھی ہیں جو  
عروم خور ہیں اور مطلقاً شیوہ درد مندی نہیں رکھتے یا اس سے  
وہ بدترین جو باوجود فہم و فراست تحصیل علوم سے محروم رہ کر  
تذیب نہیں سیکھتے پس اوہیں اور درندوں اور گزند و نہیں  
میرے قیاس کے موافق کچھ فرق نہیں ہے اور اگر وہ بھی  
طبقہ انسانی میں داخل کیے جاویں اور درجہ مساوات کا  
اونے کیا جاوے تو بلا شک انواع و اقسام کے ضرر اونی

مترتب ہو سکتے ہیں اسلئے اولے پر ہیز کرنا اور اپنے کو  
اون کے شر سے بچانا تیری راجی میں داخل غور نہیں ہے  
یہ میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ فتناس آخر کو جہد و کوشش سے  
انسان نہیں بن سکتے مگر تا وقتیکہ وہ انسان ہیں اولے  
بظہر خود داری اور حفاظت پر ہیز کرنا ادنیٰ ہے تاکہ وہ بھی  
چشم بصیرت کھولیں اور اپنے سے لوگوں کو احتراز کرتے  
ہوئے دیکھ کر شر مادیں اور ان ان بکر لائق صحبت ہو جاویں  
بی بی مقورہ نے سکر کہا کہ جس اعتبار سے تم نے استثنا کیا  
وہ بجا اور درست ہے اور مجھ کو آپکی رائے سے اتفاق ہے  
کہ اولے اپنے کو بچانا داخل غور نہیں ہے

### رضیہ کا بیان

بعد خاموشی امینہ کے رضیہ نے یوں بیان کیا کہ جہاں تک  
ہو سکے چنا ہیے کہ انسان کیسے اپنا دشمن کرے اس واسطے  
کہ دوستی کی واسطے ہزاروں آدمی کافی نہیں ہوتے مگر دشمنی  
کے واسطے ایک بھی بہت ہوتا ہے میرے گمان میں دوستوں کے  
افعال کی تاثیر و بقدر دیر میں ہوتی ہے جیسے کہ مشک و عطر  
و عنبر وغیرہ یہ دوائیں آہستہ آہستہ نفع بخشی ہیں اور شہزاد

فضل اوستدر جلد ثنوبہ دکھلاتا ہے جسقدر سم الفار اسواسطے  
 نہیں یقین کرنی ہوں کہ اگر ایک دشمن سے بچنے کو واسطے سو  
 دوست بنائے جاوین تو بھی اس کے شر سے محفوظ رہنا مشکل  
 ہے اسلئے حتی الوسع نہ تو کسی کو اپنا دشمن ہونے دیوے نہ  
 خود کسی کا دشمن ہووے اور جو اسباب کہ دشمنی پیدا کرتے  
 ہیں ان سے ہمیشہ نافر ہے بجلہ ان اسباب کے جو ہمیشہ  
 موجب دشمنی ہوتے ہیں ان میں سے میرے قیاس کے  
 مطابق پہلے غیبت ہے کہ بحالت نہ موجود ہونے ایک شخص کو  
 اس کے وہ معائب کہ جو اوس میں فی نفسہ نہ ہوں بیان کیے جاوین  
 یا ہوں لیکن کوئی ضرورت اس کے اظہار کی نہو اور مستحکم یا استنزا  
 کے لیے نقل کیے جاوین یا کسی قسم کی شکایت نسبت کسی  
 یسے فضل کے جو حقیقت میں واقع ہوئی ہو یا مستحب ہو نہ کام  
 میرا حاضری یا عاضری اس شخص کے جس سے وہ منسوب  
 و تا ہو بلا اشد ضرورت بیان کی جاوے گو بظاہر اس سے  
 بہ ضرر اسوقت پھونچتا ہوا معلوم ہو یا نہو لیکن حقیقت میں جو  
 بیخ طبیعت کو ان باتوں سے پھونچتا ہے اس آزار سے کہ جو  
 رد و تلوار سے پھونچا یا جاتا ہے زیادہ اثر کرتا ہے اور اسقدر

طباع کو مشتعل کرتا ہے کہ فی الفور نتیجہ عداوت کا پیدا کر کے  
منہر با انواع فساد ہو جاتا ہے دوسرے سخت کلامی و جزبانی  
بھی وہ بدلا ہے کہ سننے والے کو برداشت نہیں ہوتی اور جواب  
ترکی بترکی دیتا ہے و آخر کو فحش و تعاپائی کی آکر یا تو فوراً  
خانہ جنگی ہوتی ہے یا ادسوقت کیلئے بیچ میں پڑنے سے جس طرح  
پشکاری راکھ میں دب جاتی ہے جھگڑہ بند ہو جاتا ہے مگر کسی  
دن اودنے سی تحریک پر وہ جنگی آگ لگا کر گھر کے گھر خاک  
سیاہ کر دیتی ہے واسطرح کے اور امور بھی وجہ الاخترازیں

### نفسیہ کا بیان

نفسیہ نے کہا کہ میری سمجھ میں آتا ہے کہ اخلاق مرہم ہر حالت  
کا ہے اور دوا جمیع معائب کی اور باعث خیر و برکت کا ہے  
اور محکمو کچھ شبہ نہیں ہے کہ جو خلیق ہیں اودکا دشمن بھی جہان  
میں کوئی نہ ہوگا بشرطیکہ وہ اخلاق اسقدر نہ برہ گیا ہو کہ نفس  
فی اوسین دخل کیا ہو اور بناوٹ کی وجہ سے مثل جھوٹی موتی کو بقدر  
ہو گیا ہو میں نہیں کہتی کہ اخلاق کو یہ معنی ہیں کہ چکنی چکنی باتیں بٹا کر  
کر کے آدمیوں کے دل پہناوے اور جن امور کے کرنیکا بارادہ نہ ہو اودکو اختیار  
کرنے کا وعدہ کرے اس واسطے کہ آخر کو وجہ



نفيسة



عدم ایضا وہ بھی مورث رنج خاطر ہونے میں بلکہ اخلاق کے  
 یہ معنی ہیں کہ دوسروں کو مثل اپنے جانکر دلواری کرے اور  
 جو شخص اپنا درودل مدد کی غرض سے پیش کرے اسکو گوش  
 دل سے سنے اور پھر اپنے دل میں اچھی طرح سے سوچے کہ اگر  
 وہی حال خود اسکا ہوتا تو کیا کرتا اور جسکے بعد اگر مقدور ہو تو جو  
 تدبیر اپنے واسطے کرتا اور اسکے واسطے بھی کرے اور اگر یہ قدرت  
 نہ ہو تو فوراً معذرت کر کے نرمی سے جواب دے دیواری ویت و  
 کر کے سائل بچارے کو محفل نہ کرے و اگر کوئی دوست کسی امر میں  
 مشورہ چاہے تو پہلے ہر پہلو و جوانب پر اسقدر غور کرے کہ جتنقدر  
 اپنے معاملہ ذاتی میں کرتا پھر جو مشورہ مناسب اور خلل سے  
 خالی ہو کہ جسکو اوسی حالت میں کہ جس میں صلاح پوچھنے والا ہو  
 اگر خود بھی ہوتا اور اپنے واسطے اختیار کرتا صلاح پوچھنے والی  
 خوشی اور ناخوشی کا وہ بیان نہ کرے کہ وہی کیونکہ مشورہ کرنے سے  
 غرض یہ ہوتی ہے کہ جو امر نیک ہو وہ دریافت ہو جاوے  
 صلاح پوچھنے والے کی یہ خواہش ہرگز نہیں ہوتی کہ جو اسکے  
 دل میں ہے یا جسکے کرنے کی وہ خواہش رکھتا ہے صلاح دیندہ  
 مضبوط کر دیوے بہر حال اخلاق پاک و صاف کو ہمیشہ عادت



اپنی کرے جدم نفیسہ یہاں تک اپنی تقریر کو پھونچا چکی تو پھر  
 آئکہ مسند بیان ہوئی

## آئکہ کا بیان

آئکہ نے پہلے جانب ایض کے مخاطب ہو کر بیان کیا کہ آپ نے  
 در باب بخل و بخیل کے جو کچھ ارشاد کیا ہے وہ مجھ کو بخوبی یاد ہے  
 لیکن جو کچھ میں اس وقت بیان کیا چاہتی ہوں اس سے میری  
 یہ غرض نہیں ہے کہ میں بخل کی تعریف کروں بلکہ میں اس سے  
 زیادہ بخل کو ذلیل جانتی ہوں کہ جیسا آپ نے بیان کیا ہے  
 مگر جس قدر میں بخل کو برا سمجھتی ہوں اسی قدر مسرت اور حیا  
 خرچ کرنے والی کو بھی بد خیال کرتی ہوں پس پتہ چلے کہ انسان  
 اس درجہ کو صرف زر میں تو غل کرے کہ مسرت کھلاوے اور  
 اہل حق کے استحقاق کو زائل و برباد کرے نہ درہم و دینار کو  
 حد سے زیادہ پیار کرے کہ مسک کھلاوے بلکہ اون دونوں کی  
 بین میں ایک طریقہ سلامت روی کا اختیار کرے اور دونوں  
 الزاموں سے آپکو بچا دے اور اپنے خرچ کو ایسا منضبط کرے  
 کہ دخل سے متجاوز نہ ہونے پاوے اور غرض میری یہ ہے کہ  
 بخیل و مسرت دونوں ایک ہی قبیل کی خرابی میں مبتلا

تعلقہ صفحہ ۸۲ آیت مقول

بی بی آنکہ





ہوئے ہیں اور جو خرابی اور کلفت بخیل کو پیش آتی ہو اس سے  
 کمین بڑھ کر سرف کو سہنی پڑتی ہو ظاہر ہو کہ جب آمدنی سو خرچ زائد  
 ہوگا تو ضرور ہوگا کہ آدمی بددیانتی کا مرتکب ہو کر نقصان دنیا و  
 عاقبت اوعشا و یگا اور محکو اس امر میں بخوبی اطمینان ہے  
 کہ جہاں دخل سے صرف زیادہ ہوگا وہاں دیانت کو کیسے طرح  
 ثبات ہوگا میں یہ نہیں کہتی کہ بددیانتی سے میری مراد یہ ہے  
 کہ خواہ مخواہ سرف چوری ہی کریگا یا دغا بازی سے مرتکب کیسے  
 ہونے کا یا رہنری کریگا بلکہ میں امر سہل قرض کو فرض کرتی ہوں  
 کہ جسکو ہر کوئی مان لیو یگا اور بلا تردد و قدح اقرار کریگا کہ جب  
 اخراج نہ ہوگا تو آدمی ضرور قرض لے گا پس ہر گاہ نوبت قرض  
 لینے کی آتی تو ظاہر ہے کہ نیت بگڑی کیونکہ جبوقت خرچ  
 اتنا زائد ہوتا ہے کہ محاصل اوسکو اکتفا نہیں کرتا اور قرض لینا پر  
 مجبور کرتا ہے تو میں پوچھتی ہوں کہ اوس آمدنی قلیل سے  
 جو خرچ روزمرہ کو کافی نہیں ہے اداے دین کی کس طرح سہل  
 ہوگی اور در صورتیکہ امید ظاہری اداے قرض کی نابود ہے  
 تو بددیانتی ضرور مزاج میں دخل پادگی اور ایسی حالت میں  
 قرض لینا خیانت سے بدتر و باعث انواع فتور و نقصان و

موجب بطلان اعتبار و ایمان و سبب حرمان ورنہ و متوسلان  
ہے اور اس امید پر کہ آئندہ کشائش روزی و فراخی حال ہوگی  
و معبود حقیقی منامن روزی ہے سو یہ محض خیال محال ہے  
الحق خداوند کریم و رحیم کفیل روزی ہے مگر نہ معاون اسراف  
و فضولی علاوہ اسکے حیات مستعار بے ثبات و بے اعتبار ہے  
اور ہر وقت پیک اجل کا ہر کہ وہ صغیر و کبیر و بڑا و پیر کو  
انتظار ہے اور قرض کو سہل شمار کرنا مردمان ہوشیار سے بعید  
و دور از کار ہے ایسے کہ کیا عجب کہ ایک روز قرض لیا جاوے  
اور دوسرے دن ملک الموت آکر شہر خموشان میں پہنچا دے  
تو سو اے اسکے کہ قرض خواہ و رنما کا دہن گیر ہو اور او کو غراہی  
میں ڈالے کیا ہوگا اور وہ ورنما اپنے مورث کو بدعا سے خیر  
یاد کریں یا خود اپنے کو ذلیل و رسوا کریں اور ایمان و اعتبار  
بر باد کریں اور کیا نتیجہ مرتب ہوگا اگر کہا جاوے کہ صرف خود  
تو راحت اوٹھاتا ہے اور چین و آرام سے ایام راحت کے  
بسر کرتا ہے اور اقوان و امثال میں صاحب عزت کہلاتا ہے  
سو یہ بھی غلط ہے او کو کثرت صرف سے مہلت آرام کی کہاں  
ملتی ہے اس مقام پر میرا بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ دو تین جگہ

## جو سیری چشم دیدہ بین بیان کردن

## حکایت

ہمارے شہر میں زید بن مالک ایک مشہور زمیندار تھا خرے کے باغات اکثر رکھتا تھا اور مکانون کے کراہے سے بھی محال شیرہم بھونچا تھا اوسکی عادت تھی کہ جو کچھ اوسکو ملتا بطریق معقول خرچ کرتا اور دوستوں اور عزیزوں کو بھی کبھی کبھی اپنے گھر بلاتا اور دعوت اور مدارات اونکی کرتا بینوا و نابینا دن کی اکثر خبر لیتا یتیموں اور ضعیفوں کے دلربائی پر مرہم جود و کرم کا رکھتا اور خود بھی مح اہل و عیال درجہ اوسط کے مردی و میوکی طرح لباس و پوشاک و سواری و نوکر چاکر رکھ کر اپنا گزارا کرتا سارے شہر کے آدمی اوسکو اچھا سمجھتے اور تعظیم و توقیر اوسکی ملحوظ رکھتے تھے دس برس ابھی پورے ہوئے کہ اوسنے اس دارفانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی اور حمید بن زید جو اوسکا اکلوتا بیٹا تھا وارث ہوا اوسنے بے منت و رشتہ پایا دیکھا کہ سوا سے آمدنی مقررہ کے نقد اندوختہ بھی باپ نے چھوڑا ہے اپنی نام و نمائش کا شوق اور فیاضوں میں گنتی کرانی کا ذوق چھوڑا داد و دہش کا دروازہ کھولا ہر کس و نا کس مستحق و غیر مستحق

کے ساتھ طریقہ مساوات کا برتاؤ کثرت سے نوکر رکھو بخدم و خدمت کو  
 بڑایا تھوڑے ہی روزوں میں چرچا اوسکی دلیری اور سخاوت کا  
 پھیلایا یہاں تک کہ گردہ گردہ سائل آتے تھے کوئی ہمسید روزگار  
 و نوکری آتا اور کوئی غمیرات پانے کی خواہش کرتا تھا اور  
 سب کا میاب ہو کر حمید کے دلچ ہو کر جاتے تھے آخر زید خزانہ  
 قارون تو چھوڑ ہی نہیں گیا تھا اسلئے کہ وہ بخیل و مسک نہ تھا  
 بلکہ غیر تھا جو چند روز میں نقد خرچ ہو گیا اور حمید کی عادت  
 اور خرچی نہ گئی و اسراف کا چسکا نہ چھوٹا خوش لباسی اور نوکرانگی  
 حاضر باشی ترک کر سکا تو چند سے باغات و اشجار پر تہہ  
 لے لیکر کام نکالا اور کی طرح اپن کو سنبھالا چند روز میں یہ  
 معاملہ بھی انتہا کو پہنچا اور وقت رہن و فروخت باغات  
 آپھونچا اعتبار و وقار گیا قرض خواہوں نے یورش کی لاچار  
 حمید نے یہ غیرت اختیار کی کہ شہر کو چھوڑ کر دوسرا برس ہے  
 کہ کہیں کی راہ لی زن و فرزند محتاج و پریشان پھر اکیے و فرخواری  
 تقاضے سہا کیے دو مہینے ابھی نہیں گزرے کہ اوس بے ماش  
 سخی دانا کی سنانی آئی ہے قرض خواہ گایان دیتے ہیں جو  
 تہہ دولت پاتے تھے وہ بھی ازام حماقت لگاتے ہیں اہل و عیال

بہشتلائے شہر و انفعال ہارے ہارے پھرے ہیں کیوں بیہوش  
جو کچھ میں نے کہا سچ ہے یا نہیں

## حکایت دوسری

اس شہر سے دس فرسخ پر اوتر کے جانب کو ایک قصبہ ہے  
جہاں میرا نانا مال ہے اسمین تاسم بن ارتم سردار شایہ  
شجاع و جبار رہتا تھا فوج شاہی میں لوگرمی کرتا تھا اور شوکت  
و شان سے عمر بسر کرتا تھا اکثر لڑائیوں میں فوج سے جدا ہو کر  
لڑا اور پھر کھیت اوسیکے ہاتھ رہا غرض بہادری میں بہت کچھ  
نام پیدا کیا تھا اور سلطان بہت عزیز رکھتا تھا اور عزت و توقیر  
ہر روز بڑھتا تھا اتفاقاً کوئی ایسی وجہ ہوئی کہ مزاج سلطانی  
اوس سے ٹکڑ ہوا اور بامید اسکے کہ پھر بادشاہ کو خدمات سابقہ  
یاد آوینگی اور نظر مرحمت فرمایگا وطن میں آکر خاندان نشین ہوا  
اور عجب اتفاق ہوا کہ جیسے وہ بیچارہ گھر آیا خلافت مہول کہیں  
کوئی معرکہ پیش نہ آیا کہ سلطان کو جو اندوہی اوسکی یاد آتی  
اور گھر بیٹھے بلایا جاتا انقض امید ہی امید میں بلا اور فکر مآثر  
کو کوشش و تلاش چار برس گزر گئے نوبت قرض لینے کی  
پہونچی رفتہ رفتہ قرض بڑھتا گیا و پیمانہ عمر بھر نہ گیا آخر کار دشمن



جیسا ہوا اور اس جہان سے سفر کر گیا ہنوز تابوت نہ اودھکا تھا  
 کہ قرض خواہوں نے ہجوم کیا اور وہ دہوم مچائی کہ مشکل کفن  
 دفن سے دینا نے فراغت پائی گو حساب اعمال اوسکا ہنوز باقی  
 اور قیامت تک ملتوی ہے مگر قرض خواہوں نے اپنا حساب  
 بیباق کیا گھر بار و ملک اپنے قرضہ میں بکوا لیا زن و فرزند  
 خویش و تبار کو مزدور بری کا چکھایا بیان تک کہ یہ ماما جو سنہ  
 دست بستہ کھڑی ہے اوسی کی پوتی ہے کہ جسے سرکشوں نے  
 سرتن سے اودارے تھے اب قرض کو بدولت رو مال ہلاتی ہو  
 اور ہمارے سر کی کمیان اوداتی ہے مہربانی فرما کر میرے  
 کلام کی تصدیق فرمائیے یہ سنتے ہی اوس ماما کے آنسو ٹپک  
 پڑے ویا رے تکلم نہ پھر آگے لے لگا کہ میری دانست میں  
 قرض کی مذلت کو استدر ثبوت کافی ہے پس اگر خرچ کی زیادتی  
 سے انسان حیران ہوا اور قرض کے خون سے نہیں ڈرا تو خود  
 ہے کہ مخفی بددیانتی کو چھوڑ کر چوری کرے یا پرا یا مال فریب  
 و دغا سے تکیہ سو برائیاں اوسکی خود بخود ظاہر و آشکار ہیں و  
 محتاج میرے بیان و ہلکار کی نہیں ہیں حاصل میری گزارش کا  
 یہ ہے کہ نام و نمائش کا قصد بر طرف کر کے طریق حسن و تحسن

انسان کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ نہ تو کوئی حرام خست کا لگاوے  
 اور نہ فضول خرچ و مسرف کھلاوے نہ اپنے رتبہ کو ایسا  
 گھٹا دے کہ بخلوں میں شمار کیا جاوے نہ اپنے خرچ کو اس درجہ  
 بڑا دے کہ آخر کار مجبور و پریشان ہو جاوے یہاں تک آنکھ کی  
 تقریر جہدم بھونچی الیفر بولی کہ حقیقت میں تنے میرے مضمون  
 کی عمدہ وجہ سے صراحت کی اور میں از بس تمہاری ممنون بنت  
 ہوئی آنکھ نے بعد بجالانے شکر گزاری الیفر کے صفیہ سے کہا  
 کہ تم بھی کچھ فرماؤ

### صفیہ کا بیان

صفیہ بولی کہ وہ کون سی بات باقی رہی کہ جسکو میں بیان کروں  
 لیکن جو میری سمجھ میں آتا ہے اور ستمس معلوم ہوتا ہے تو کلفت  
 عرض کرتی ہوں جہاں اور اضال کی برائیاں بیان کی گئی ہیں اسقدر  
 اور اضافہ میری رائے میں ہونا چاہیے کہ استماع اقوال مدح  
 و ثنا یک قلم ترک کرنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات انسان کی طبائع کو  
 اپنی مدح سننے سے ضرر پہنچتے ہیں اول تو مدوح کو اپنے افعال  
 پر استننا ہو جاتا ہے اور اچھا خود بھی جاننے لگتا ہے جو دلیل  
 تو ی بے عقلی کی ہے دوسرے فیاضی کو کمال پر پھونچاتا ہے

جو آخر کو محتاج کر دیتی ہے اور الزام مسرخی کا عائد حال کرتا ہے  
 تیسرے متکبر کر دیتا ہے جس سے بین الاقربان والا مثال انسان  
 اپنے کو ممتاز و منفرد گنتا ہے جو نئے عادی اور نین کلمات کو سننے کا  
 ہو کر خوشاد پسند بن جاتا ہے اور امور فی الواقع اور راست کی عمت  
 سے برہم ہو کر مرکب تند خوئی کا ہوتا ہے اور کچھ شبہ نہیں ہو  
 کہ بیشتر برج خوان وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جنکو یا تو غرض منفعت  
 یا تکمیل دشمنی و عداوت کی ہوتی ہے اس واسطے کہ دوست اور  
 خیر خواہ کبھی اوصاف کو دوہرہ کہنے کی عادت نہیں رکھتے بلکہ  
 آئینہ کے مانند اس کے معائب کو اوپر ظاہر کرتے ہیں اور محاسن  
 کے اظہار کو بغیر و نکلے سنانے کے لیے ملتومی رکھتے ہیں و دشمن  
 ہمیشہ خوبیوں کو خواہ وہ واقعی ہوں یا مصنوعی بر رو اپنی خصوصیت  
 اور محبت کی نمائش کی غرض سے کہتے ہیں اور معائب کو غیبت  
 میں مشتمل کرتے ہیں پس مردمان درجہ اوسط کو ہمیشہ مداحوں کی  
 صحبت سے کنارہ کرنا چاہیے و امر سے نامدار کو لازم ہے کہ ان کو  
 مانند بھانڈ بھگیتوں کے سمجھ کر انعام عطا کریں اور پھر اپنی صحبت  
 میں بارندہ یون لیکن ساری اس تہید سے میری یہ غرض نہیں ہو  
 کہ آقا اور مالک اپنے ملک اور خدام کے افعال نیک اور

خدمات شایستہ کی تحسین کرنے میں دریغ کریں اور خدمہ اونسے  
سننے سے باز رہیں اسلئے کہ مخدوم و مالک اس غرض سے تحسین  
و آفرین کرتے ہیں تا آئندہ کو زیادہ خوشدلی سے محنت کے عادی  
ہوں اور وہ تحسین معاوضہ خدمت ہوتی ہے اور سچی اور واقعی  
ہوتی ہے اور خدمت کو اسلئے سُنتی چاہیے تاکہ پھر انہیں کا نوٹ  
کلمات رسوائی کے نہ سنیں جہدم بیان تک صفیہ نے بیان کر کے  
سکوت کیا اور اس صحبت میں کوئی باقی نہ رہا کہ جرأت کلام کی کرے  
تب بی بی باجرہ اور دوسری بیبیوں نے مجھے درخواست کی کہ  
تم بھی کچھ کوہر خند طول صحبت کو بہت ہوا تھا اور وقت کم باقی رہا  
تھا اور واقعی میں میں اونسے اور کیا بہتر کہہ سکتی تھی مگر چونکہ اُنہیں  
ناخوشی شوہر و موجب حقارت کا اس مجمع میں تھا اسلئے میں نے  
اپنی تقریر کو یوں آغاز کیا

### مجھے عاجزہ کا بیان

آپ سب بیبیوں نے اس قدر پند و نصائح بیان کیے ہیں کہ  
میری جانب سے اوسکے اداے شکر میں اپنا بہت سا وقت  
صرف کرنا مناسب تھا اور ہر ایک کی لیاقت کی جداگانہ شناسافت  
کرنا واجب تھا لیکن میں آپکے اصرار و اجار ہوں اور چاہتی ہوں

کہ کچھ کمون تاکہ خاطر شکستہ آپکی نو پھر خیال کرتی ہوں کہ آپ  
 نے میرے واسطے کیا باقی رکھا ہے جسکو میں بیان کروں البتہ  
 آپکی تقریر دل پسند اور پسند سود مند کی تائید میں جس سے میں  
 نسایت شاد و خرسند ہوئی کچھ عرض کروں حسد کے مذمت کی مرحمت  
 مآثر اللہ بی بندہ نے کی ہے اوسکو میں بھی تصدیق کرتی ہوں  
 بلکہ اتنی بات اور کہا چاہتی ہوں کہ وجود انسانی میں غبطہ فطرتی  
 ہے اور جب وہ درجہ اعتدال سے متجاوز ہوتا ہے تو حسد کی  
 بنیاد پڑتی ہے اور وہ اونہیں مذمتوں کے لائق ہے جو بی دنیا  
 نے بیان فرمائیں اور غرور میں جو استثنائی بی ایمہ نے کیا دبی بی  
 حقورہ نے پسند فرمایا اوسکی تصدیق میں بھی کرتی ہوں بلکہ ہمدرد  
 اور کہا چاہتی ہوں کہ مغروروں سے ہمیشہ غرور کرنا چاہیے اور اہل کم  
 کے ساتھ عجز و انکسار نہ کرنا چاہیے ورنہ وہ اوس فروتنی کو  
 چاہلوسی اور خوشامد تصور کرینگے جو خود داری کے منافی ہو لیکن  
 بی بی البقہ نے دوبارہ طبع کے جو کچھ ارشاد کیا ہے اونہوں نے  
 بلا تخصیص عموماً طبع کو برا کہا ہے میری رائے ناقص میں عموماً  
 طبع مذموم نہیں ہے بلکہ لازم طبع کا صرف اونہیں لوگوں پر عائد  
 ہو سکتا ہے جو زرد مال کی طبع کرتے ہیں اور کسی شخص کے غمزدگی





پروانکر کے اپنے ہی نفع پر نظر کرتے ہیں نہ اون حریصوں پر یہ الزام  
 صادق آتا ہے جو حریص تحصیل علوم اور فنون میں ہیں جیسا کہ  
 بی بی محمودہ نے اپنے کو تحصیل علوم میں قانع تسلیم نہیں کیا  
 علی ہذا طامع زہد و تقویٰ و مال حلال مرم نہیں ہو سکتے پس اگر  
 ایسی حرص مستثنیٰ نہ کیا وے تو حاضرین کو بڑے تردد میں ڈالے گی  
 ایسے میری راہ میں ایسی حرص کو سعی و کوشش کتنا چاہیے جو ہر بشر  
 پر لازم ہے اور جس سے نہ قناعت میں خلل آتا ہے اور نہ طامع  
 و حریص کھلاتا ہے اور جس بشر میں یہ جوہر نہیں اوسکو جائز اور  
 بھی شمار نہ کرنا چاہیے ایسے کہ حیوان و چرند و پرند بھی اپنے  
 اسماج مرام میں سعی کرتے ہیں بد اس کے میری خیال ناقص میں  
 ایک بڑا جوہر ہے جو ہر معائب کا قاطع اور ہر قبائح کا واقع ہر  
 جسکو میں بیان کرتی ہوں اور وہ غیرت سے اور اوس کے لغوی معنی  
 غبطہ کرنا اور محافظت ننگ و ناموس ہے پس جسکی غیرت دہنگیر  
 ہوتی ہے اوس کے مزاج میں شرم خود بخود پیدا ہوتی ہے و شرم  
 کے معنی حیا ہیں اور انجیاء میں لایمکن کو سب کوئی جانتا ہے  
 اور غیرت و حیا سے ترکیب پاکر وہ سبھون قوی الاثر بنتی ہے کہ جسکی  
 تاثیر مدت العمر نہیں گھٹتی اور جبکہ دماغ اس سبھون سے قوی



ہو جاتا ہے تو امراض کبر و غرور و خیانت و طمع و بغض و عداوت  
 غلم و تند خوئی و شرارت و دُشمنان و جہالت و بخل و اسراف  
 و وقاحت یکسر کھو جاتے ہیں اور سعی و کوشش کی قوت پیدا  
 کر دیتے ہیں جسکے دماغ نے معجونِ غیرت سے ترتیب نہیں  
 پائی ہے اور میں کسی حسن کی ثبات و بقا کی امید نہیں کر غیرت  
 و حمیت جملہ بدیوں کی حفاظت کے لیے قلعہ سنگین ہے اور  
 جسوقت کہ خاصیتِ معجونِ غیرت کسی عارضہ سخت سے بیکار ہو جاتی  
 ہے اسوقت البتہ پھر بدی راہ پا جاتی ہے پس نہ چاہیے  
 کہ کوئی ایسے جبل المتین کو ہاتھ سے چھوڑے یہ مین یقین  
 کرتی ہوں کہ ضرورتِ اثباتِ خاصیت اس اکسیر کی نہیں کر  
 لیکن آپکی تفریح کیواسطے نہایت معتبر چند حکایات بیان  
 کرتی ہوں

### حکایت

ملکِ فارس میں نمان نامی ایک گرامی آدمی تھا زیور  
 عقل و فضل سے آراستہ و جوہرِ علم و عمل سے پیراستہ ملک  
 نور و فی اپنے پاس رکھتا تھا اور محاصلِ بقدر اپنی معاش کے  
 پاکر شکر آملی بجالاتا تھا اور ہمیشہ اپنی اوقات کو امورِ نیک میں

حکایت

گذرنا تھا و غلط و فساد میں مشغول رہتا تھا اور خوفِ الہی سے  
 لوگوں کو ڈرانا تھا چونکہ عاملِ باعمل اور فاضل بے بدل تھا اسلئے  
 اسکی صلاح شرعی کو اہل شہر مانتے تھے اور مسائل شرعی اس سے  
 پوچھتے تھے اتفاقاً اسی زمانہ میں بادشاہ عادل اور پرمیزگار کے  
 بعد جانشین اسکا بیدین اور جفاکار ہوا اور نعمان کو بلاکر بعض  
 ممنوعات شرعی کے رواج دینے کا سائل ہوا اس زاہد و زورگار  
 نے انکار کیا اور عاجزی اور انکسار سے اتنا س کیا کہ مجھ پر لوگوں کا  
 اعتماد و اعتبار ہے کہ خلاف احکامِ الہی تحریریں امور مناجی کی نگرہنگا  
 پس حیف ہے کہ میں انکو صلاح بد دیکر زیان کا رہنمائی بہت عام  
 اسکے کہ مزاج سلطان متغیر و برآشفہ ہوا اور کہا کہ ملک و مال  
 تمہارا ضبط کرونگا اور اپنے ملک سے ذیل دروہا کر کے نکال دوں گا  
 اور اگر اطاعت میرے حکم کی کر دو گے تو مال و دولت و انعام و خلعت  
 سے ممتاز کروں گا اور تمہارے علم و فضل کو جان سے زیادہ  
 رواج دوں گا نعمان نے جواب دیا کہ عتاب آپکا میں خوشی سے  
 سہوں گا و عذاب و نکال ابدی سے بچوں گا غور فرمائیے کہ آپکو  
 ہر گاہ اس قدر اختیار ہے کہ مجھکو ذیل و خوار کرین تو افعال  
 ممنوعہ کے ارتکاب کو میرے کئے پر موقوف رکھنے کی

کیا ضرورت ہے اور سوائے اسکے کہ آپ الزام سچکین اور بندگان خدا  
 کی نظر میں اونکو میری خدمت منسوب کر کے منتشر کریں اور کیا مصلحت  
 ہے پس میں زر و دولت و ملک و مال و اہل و عیال کو خوشنود غدا  
 پر تصدق کرتا ہوں اور آپ کے وعید سے ایک حس کے برابر نہیں  
 ڈرتا یہ سنکر غیظ و غضب اوس بادشاہ کا اور زیادہ ہوا اور فی الفور  
 گردن مارنیکا حکم دیا گھر بار بیگناہ کا تاراج کیا اہل و عیال کو اوسکو  
 اپنی سرحد سے نکالکر پریشان و محتاج کیا ایک بیٹا اوسکا سہمد  
 عراق عجم سے گذر کر عراق عرب میں جا پڑا اور طائفہ دزدان عرب سے  
 دو چار ہوا چوٹوں نے پکڑ کر غلام بنایا اور بعد چند روز کے اوسو بھی  
 اپنا پیشہ کرانا چاہا مرنیکا کیا نکرتا ضرور تھا کہ زبردستوں کا کہنا  
 بجالاتا لیکن رگ غیرت اوسکی جوش میں آئی اور سوچا کہ اوسکے  
 باپ نے جزوی ممنوعات شرعی اختیار نہیں کی اور صداقت بیان  
 پر اپنی جان دی اور راستی کی راہ نہ چھوڑی تو حیف ہے کہ بیٹا  
 اوسکا غارت گری اور غلم و سخاکی سے پیٹ پانے فوراً جواب دیا  
 کہ اور ہونا ہوتا ہو وہ ہو اوس سے یہ نوگا کہ بندگان خدا کو وہ شاکہ  
 اور جہنم میں اپنے واسطے گھر بناوے اور ڈاکو دن کو بھی ڈرایا کہ  
 ہم تم جنگو ستانے ہیں سب بنی آدم ہیں پس اپنی بھلائی کیواسطے

دوسروں کو ستانا کیونکر آسان جانا وہ شاہک بیباک کب امور  
نقلی کو مانتے تھے اور وجوہات عقلی کو سنتے تھے اس بیچارے کو  
ڈانٹا اور بہت کچھ ڈرایا مگر وہ نہ ڈرا اور بند پر دشت صعوبت بسیار  
ایک شب تیرہ و تارمین اونکے گروہ سے بھاگا و تین شبانہ روز بلا  
آب و دانہ لو پیرون کے تعاقب کے خوف سے چلا گیا جو غمور روز  
تھک کر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا عین اسی حالت میں ایک دوسرا  
قزاق وہاں پھونچا اور گھوڑوں کے ٹاپون کی صدا سے اوس  
بیہوش کو ہوش میں لایا مارے ڈر کے بیچارہ کی گھٹی بندھ گئی  
اور کچھ نہ بولا گیا اسی اثنا میں گھوڑا اوس عرب کا بگڑا سوار نہ  
سنبل سکا گر پڑا اور گھوڑا بھاگا اسنے جرأت کر کے سوار کو پہلے  
اٹھایا اور بہت دور تک دوڑ کر گھوڑا پکڑا اور عرب کو بوجہ  
اوسکی چوٹ کے بشکل گھوڑے پر چڑھایا عرب بھی نہ جانے امد  
باوجود قنات قلبی کہ جواون میں جیلی ہوتی ہے اسقدر مہربان  
ہوا کہ سوائے عدم آزار دہی و گرفتاری دو دینار اور دو گرومی  
روٹی کے اپنی تھیلی سے نکال کر دیے چنانچہ خوشی سوا بن نہان  
نے لے لیے اور پھر سید باغداد کو آیا ایک دینار تو خرچ کر کچا تھا  
دوسرے کوئی بیشہ اختیار کیا اور رفتہ رفتہ وہ عزت و وقار

اوس غیرت شعار نے پایا کہ صفیہ سی خاتون نیک طینت و  
 زشتہ سیرت اوس کے ہم پہلو ہوئی اگر کچھ اور استفسار کی ضرورت  
 ہو کہ کیا پیشہ کیا اور کس طرح عزت و اقتدار پایا تو صفیہ بیان کرے گی

### حکایت دوسری

قوم بنی اسرائیل میں ایک قاضی بادشاہ کے حضور میں ایسا ممتاز تھا  
 کہ جسکے فتویٰ پر قتل و قصاص کیا جاتا تھا اور اوسکے حکم سے اجراء و حد  
 نما ہوتا تھا اوس قاضی کا ایک بھائی تھا جو دل و جان سے اوس پر شید تھا  
 اور جو رو و خاندان جلیلہ سے رکھتا تھا اسلئے قاضی کا بھائی اپنی  
 بی بی کو دل و جان سے زیادہ چاہتا تھا اور مثال مردم چشم اوسکی  
 محافظت کرتا اتفاقاً اوس عزیز کو بضرورت انصرام کسی ضرورت  
 سلطنت کے بحکم بادشاہ سفر پیش آیا لاچار اپنی حلیہ جلیلہ کو اپنے  
 قاضی بھائی کے سپرد کیا اور خاطر داری و دجائی کرنے کے لئے  
 بہت کچھ اصرار کیا بعد اوسکی روانگی کے قاضی بھی بنانیت تمام  
 پیش آیا اور سفارش سے زائد تفقد کرتا رہا قضا کار ایک روز  
 نگاہ قاضی کی جو گلشن حسن اور جمال عارض اوس حور وعت  
 سرمایہ عفت و حیا پر پڑی دیانت و امانت کی پگڑی قاضی کے  
 سر سے گر گئی اور عمان غیرت و محبت کی ہاتھ سے جھوٹ گئی

کمال بیچائی سے پہلے بہ نرمی سوال وصال اوس غصیفہ دوران ہو گیا  
 بعد اوسکے اپنے اختیار اور اقتدار سے ڈرایا پر قوت طلسم حیا سے  
 کوئی بھی افسون قاضی کا کارگر نہوا قاضی نے پھر سمجھایا کہ در صورت  
 عدم پذیرائی خواہش کی زنا میں متہم کر کے سنگسار کروں گا  
 اوس گوہر صدف عصمت اور لولو آبدار عفت نے جواب دیا  
 کہ جو کچھ ہو سو ہو مگر آبرو و ندوگی اور ارتکاب گناہ سے میں رو سیاہ  
 نہوں گی بلکہ جو کچھ آفت آ جاوے کمال رغبت سہوگی انجام کار  
 قاضی نے بادشاہ کو خبردار کیا کہ اوسکی بھانج نے زنا کیا اور  
 بشہادت و بیہ ثابہت کیا بادشاہ راستی قاضی کا معتقد تھا  
 لہذا چہ جان دیا و بلا تحقیق حکم رجم کرنیکا دیدیا تب پھر قاضی نے  
 کہا کہ اب بھی کچھ نہیں گیا ہنوز مجھے قدرت باقی ہے کہ تجکو بچاؤں  
 مگر وہ آسیا دوران جان کوننگ و ناموس پر نثار کرنا و عذاب  
 و عقاب ابدی سے بچنا آسان سمجھی حتی کہ سنگسار ان ستم پیشہ  
 نے اوسکو صحر اپن لیجا کر مجروح و خستہ کیا اور اپنا کام تمام  
 کر کے قاضی کو مژدہ دیا اور اپنے حسن انتظام کا انعام لیا سچ ہو  
 مارنے والے سے بچانے والا قوی تر ہوتا ہے اور مہبود حقیقی بگناہ  
 کی محافلت نہ ہونے کے برابر رقت جان اوس فخر جان میں باقی تھی

کہ رات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے ہوش میں آئی اور اُدھلک رہی تھی  
 میں قوت رفتار پا کر خزان قرآن میدان کف دست سے ایک  
 صحر کے گنجان درختوں میں جا کر چھپ رہی اور پانچ چاروں میں  
 غوراً فاصلہ طے کرنے کے ایک دیر میں پھونپنی وہاں ایک مرد خدا تر  
 تھا اور دنیا کو ذیل سمجھ کر مچھوڑے بیٹھا تھا استفسار حال اوس  
 فرزندہ فال کا کر کے بت روایا اور بلطف و عنایت پیش آیا  
 اور اپنا لڑکا واسطے پرورش کے سپرد فرمایا مگر اوس کے حسن خداداد  
 نے غلام سیہ قام دیرانی کو شیفہ اوس کا کیا ہر چند اوس  
 نیک فرجام نے ٹالا اور اپنا قصہ مصیبت بتلایا مگر نشہ جیانی سے  
 وہ ایسا سرشار تھا کہ ایک نہ سنا اور مثل قاضی کی پہلے جیلہ و تذریر  
 و وعدہ و وعید سے ڈرایا آخر اوس شہر نے بچہ معصوم دیرانی کا  
 کام تمام کر خون ناکردہ کا اتمام اوس غنیفہ کے سر منڈا لیکن  
 دیرانی مرد عاقل تھا اوس بادشاہ قاضی مرید سا قاتل نہ تھا  
 اصل حقیقت کو جان گیا تو بھی رنج شدید انتقال معصوم سے  
 ایسا مجبور ہوا کہ اوس زنگی سیرت کو نکال دیا اور ضعیفہ  
 فرشتہ فطرت کو بیس دینار دیکر رخصت کیا اوس عالم یاس  
 میں یہ بجا رہی پریشان ہوئی دھلتے پھلتے ایک شہر کے کنارے

اتنی دیکھا کہ ایک بندہ خدا میدان میں بندھا ہے اور طاقت سے  
 نرقہ بین گھرا ہے قریب ہے کہ اوسکو سزا دی جاوے یہ دیکھ کر  
 کلیمہ اوسکا پانی ہو گیا اور اپنا افسانہ جو قاضی کے بدولت ہوا تھا  
 یاد آیا دردمندی نے جوش کیا و اوس مجمع میں جا کر استفسار  
 رہ پڑا کیا معلوم ہوا کہ وہ بندہ ہوا بیتل دینار کا قرضدار ہے  
 اور اوسیکی واسطے بندوبست سزا ہو رہا ہے یہ سنتے ہی اوس  
 سنا پیشہ سے نہ دیکھا گیا کہ وہ بنی آدم دیکھ اٹھا وہی اوس واسطے  
 بکمال دریادلی وہ بیٹون دینار دیکر رہا کرایا بندہ ہوا چوٹ کر رہیں  
 شکر گزار ہوا اور خط قلامی لکھنے پر تیار ہوا قصہ کوتاہ۔ اوس  
 نیک بی بی نے ہر چند منع کیا وہ اپنی محسنہ کے ہمراہ ہوا یہاں تک  
 کہ دونوں چلکر ایک دریا پر وارد ہوئے الغرض بی بی کو بٹھلا کر  
 وہ ہمراہی گھاٹ پر گیا تاکشتی کا بندوبست کرے وہاں چھوٹا جک  
 دیکھا کہ ایک کشتی پر بادبان ایک سوداگر چڑھا رہا ہے یہ دیکھتے ہی  
 وہ بے ایمان سوچنے لگا کہ اپنی محسنہ کو بھی اگر اس تاجر کے  
 حوالہ کروں تو آسانی سے معاملہ ہو جاوے گا اور اس وقت بلا عمت  
 داد فریاد یہ تاجر دریا پار بھائیگا پھر مجھے کون پوچھے گا اور کہاں  
 پائیگا غرض وہ جفا کار سوداگر کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میرے



پاس ایک نوٹدی ہے حسینہ و جمیلہ کو رکھنا اوسکا۔ ٹھہر رہا ہے  
 مگر اوسکے حسن خدمات سے اتنا شرمندہ ہوں کہ بمقابلہ اوسکے  
 فروخت نہیں کر سکتا اگر تم منظور کرو پہلے اسقدر دریافت کر لو  
 کہ وہ میرے ساتھ آئی ہے و بعد اوسکے قیمت مجھے دید و میرے  
 چلے جانے و غائب ہونے کے بعد تم اپنے ساتھ لو تو البتہ فروخت  
 کرنا ہوں تا اوسکا رونا و بلکنا سنکر پھر میں بقرار ہو کر نسخ بیچ  
 پر لاچار نہوجاؤں۔ سوداگر پہلے کچھ کھٹکا مگر سودا سستا دیکھ کر  
 معاملہ طے کیا اور بیس دینار اوس ستم شعار جفا کار کو اس  
 شرط پر حوالہ کیے کہ وہ کشتی پر سوار کرادے قصہ اوس مردود  
 نے بروقت کھٹنے کشتی کے اپنی محسنہ کو بلایا اور سوار کرایا اور  
 خود بہت کمنے لگا کہ میں پار نہیں جاسکتا اور اودھر سوداگر سے  
 بہت کمنے لگا کہ آپ اس بی بی سے خبردار رہیں اور شفقت  
 میں کمی نہ کریں اور یہ کہ خود چلتا ہوا نظر آیا اوس پار چھوچکر سوداگر  
 سے بی بی نے شکریہ مہربانی ادا کیا اور رخصت ہونے کا قصد  
 کیا تب سوداگر نے معاملہ خرید و غلامی لایا چار ہو کر صبر کیا غرض کہ  
 دو منزل کے بعد سوداگر دریائے شور میں جہاز پر سوار ہوا اور  
 تین ہفتہ کے بعد ایک بندر میں اپنی نوٹدیوں کے ساتھ اوس

بی بی کو تبھی اوتارا اتفاقاً شوہر اوس نیک نہاد بی بی کا اوس  
 بندر میں بہ قصد وطن وارد تھا خبر لونڈیوں کے بکری کی سنکر  
 اپنی محبوبہ کے لیے کینز خریدنے کو آیا وہاں کینزون میں اپنی  
 بی بی کو دیکھ کر سخت گھبرا پائے تعجب اور حیرت سے جرات  
 نہ کر سکا اور اوس بی بی نے بھی علانیہ اپنے شوہر کو مطلع کرنا  
 مناسب نہ جانکر اسقدر کہا کہ مجھ کو علیحدہ لے چلکر اگر خریدنا ہے  
 تو دیکھو یہ سنکر اور بھی شوہر اوسکا متروک ہوا کہ بارغذا یا ماہر  
 کیا ہے آخر وہ سوداگر سے اجازت لیکر علیحدہ لیگیا اور حقیقت حال  
 پر مطلع ہو کر بہت رویا گری بی بی نے روکا اور مشورہ دیا کہ چپکے سے  
 خرید کر لو بلا اظہار مصیبت چل دو چنانچہ سودیتار پر اپنی بی بی کو  
 سوداگر سے خریدا اور اپنے شہر میں بھونچکے جوڑو کو مخفی کیا  
 اور قاضی سے مستفسر ہوا اس عرصہ میں قاضی اپنے فصل پر  
 نادام ہو چکا تھا فوراً اپنے فعل پر مقرر ہوا تب اپنی بی بی کو  
 شوہر نے ظاہر کیا اور عذر خواہی پر بی بی نے قاضی کی خطا کو  
 معاف کر دیا لیکن بادشاہ کو خود اسقدر انفعال ہوا کہ اوسنے  
 اوس قاضی کو نکال دیا اور واسطے گرفتاری غلام ویرانی اور  
 بندھوے کے حکم دیا چنانچہ بہ تلاش دونوں ملے اور اپنے

اپنے گناہوں کا اقرار کر کے ملجی عفو ہوئے بی بی نو علام کے  
 قصور سے بھی درگزر کی اور بند ہوئے کیواسلے بھی بادشاہ سے  
 ساعی ہوئی کہ اسکی منرا صرف پیش غذا چاہتی ہوں دنیا میں  
 مواخذہ نہیں کرتی یہ قصہ تمام شام میں مشہور ہے۔

### حکایت تیسری

ملک روس میں لیو پولیف نام ایک شخص سنٹ پیٹرس برگ  
 میں رہتا تھا پایہ عالی پر سر فراز و منصب گرامی پر ممتاز تھا  
 اتفاقاً کوئی خطا ایسی اوس سے واقع ہوئی کہ شہنشاہ روس  
 برہم ہوا اور حکم جلا وطنی کا دیا چنانچہ بیچارہ لیو پولیف مع اپنی  
 جوڑو اور دختر سیزدہ سالہ کے صوبہ سانی پیریا میں جو جنگلی  
 مشہور ہے پھونچا گیا وہ جگہ اوسکو دوزخ سے بدتر تھی  
 کمان کاروبار امیرانہ رکھتا تھا اور مکان عالی شان فرش  
 فردش سے آراستہ کمان پھوس کا جھوپڑا اور ویرانہ جہان تک  
 نظر جاتی تھی جنگل جھاڑی نظر آتی تھی سبھاو جمعیت و اطمینان  
 حسرت و افسوس محتاجی پاپوس تھی دوست و آشنا کی موت  
 کیسی کیسی خبر تک غمتی تھی دزدوں کی صدا سے کان بہرے  
 ہونے تھے اور اذکی آزار دہی کے خون و خطر سے حواس

جائے تھے اس خرابی اور مصیبت میں ڈیڑھ برس سے زیادہ عرصہ گزرا یہاں تک کہ جان سے تنگ آکر ایک ذریعہ پولیف منوم ہو کر ایک کنارے جا بیٹھا جو رونے بمقتضای محبت جاکر سمجھایا اس بات چیت میں یو پولیف نے کہا کہ اپنی گردش تقدیر کو کمان تک دیکھیں بھائی بندہ سہی اگر بجا اس دختر کو فرزند ہوتا تو آج وہی کچھ کام آتا یہ سنکر عورت کا بھی دل بھرتا ڈارہین مار مار دونوں رونے لگے اثنائ تقریر میں یو پولیف نے بجا سے دختر کے فرزند ہونے کا جو ارمان کیا تھا اس کو تو پر اس کو دینے سنا تھا مگر معلوم نکلیا تھا کہ کس بات پر کہا اور بوجہ اس قدر بلک بلک رونے کا سبب کیا ہے آخر بیتاب ہو کر خود بھی والدین کو پاس دوڑی گئی اور شل پروانے کے اپنے مان باپ پر صدمتے ہو ہو کر سمجھانے لگی اور منتیں کر کے رونے سے باز نہ آئی لگی بے شکل جب اون دونوں نے رونا موقوف کیا تو اپنی مان سے وجہ رونے کی پوچھی اس نے کہا کہ تو دیوانی ہوئی ہے پوچھکر کیا کر لگی کہیں کو جس امور میں کچھ سود و بہود نہوا سکایا ذکر کردن اور پھر خود روؤن اور نتھے رولاؤن مگر اس نے اپنی مانکا پیچھا نہ چھوڑا تب مان نے کہا کہ باپ سے پوچھو اور سن

چنانچہ پراس کو دیا سنے مان و باپ دونوں کو دق کیا اور کسا کہ  
 مجھ کو زیادہ نہ گھبراؤ اور لپیٹ اپنا دکھ بتلاؤ تین مفرد بھر اوس  
 مصیبت کے رفع کرنے میں سعی کردن اور تمہاری آئی ہوئی  
 بلا اپنے سر پر بیکر ٹکوثا دکرون لقت میری زندگی پر اور غمت  
 میری حیات پر کہ میرے ہوتے ہوئے میرے پیارے مان اور  
 باپ روئیں اور دکھ اٹھا دیں لیو پولیت ہنسا اور بولا کہ اے  
 نادان جو بلا ہم پر ہے وہ ایسی آسان نہیں ہے کہ ٹالو ٹلجاؤ  
 اور کیسکی مدد کام آوے مادر مہربان نے آہ سرد بھر کر کسا کہ  
 پیاری درد ہمارا علاج ہے اری کیا تو سنٹ پیرس برگ  
 کی حالت بھول گئی اور نہیں دیکھتی کہ اب ہماری کیا صورت ہو  
 پھر ساری حکایت بیان کی اور سوقت پراس کو دیا نے خیال کیا  
 کہ باپ نے اسی واسطہ متنا فرزند کی کی تھی کہ اگر بیٹا ہوتا رہائی  
 کرانے میں کہ کرتا و آبدیدہ ہو کر بولی کہ میں یہ کیا جانتی تھی کہ  
 تم بلا اپنی مرضی کے یہاں آئے ہو خیر اب نہ کر ہو اور ایسی  
 ذری سی بات کیو اسلے نہ روؤ براہ مہربانی مجھے رخصت فرماؤ  
 اور مفارقت چند روزہ گوارا کرو میں شاہنشاہ روس کو پاس جاتی ہوں  
 اور عرض خواہ ہوتی ہوں مان اور باپ اوسکر عزم کے متدیان ہو گئے اور

دل و دیدہ کو خدا کر کے گویا ہوئے کہ بی بی تم نہیں جانتی ہو کہ  
 سنٹ پٹیریں برگ یہاں سے کالے کو سون ہے اور راستے میں  
 کیسے کیسے خطرے و اندیشے ہیں رستم کا گذر ہفت خان میں شاید  
 ہو گیا ہو مگر اس راہ میں وہ اور اسفندیار دونوں لاچار ہیں  
 قطع نظر اسکے کہ تم دختر کم سن مہدناز کی پرورش یافتہ نہ ساتھی  
 نہ رفیق نہ زاوراہ نہ ہم طریق نہ راستے سے واقف نہ ملک سے  
 آگاہ بھلا اور تو اور پیدل کیونکر راہ ملے ہوگی پراس کو دیا والدین  
 کے قدموں پر گر پڑی اور درو و جان کھونے لگی کہ جو کچھ ہو مگر  
 مجھ کو جانے دو اور برابر کئی روز تک نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا  
 طلب احازت و انگلی میں جان دیتی تھی مان باپ نے حب یہ حال  
 دیکھا کہ بیان بھی رہ کر یہ مرے گی لاچار اوسکو مردہ جان لیا  
 اور سنگ صبر اپنے دل پر رکھ کر کہا کہ اچھا بی بی جاؤ ہم تم کو  
 زندگی ہی میں مردہ جان کر دیا کریں گے یہ سنتے ہی لڑکی باغ باغ  
 ہو گئی اور ہزاروں سلام اور دعا و سلامتی والدین کو دینے لگی  
 یہاں تک کہ اونسے رخصت ہو کر مرحلہ پیمائی میں قدم زن ہوئی  
 کبھی کا ہے کو چلی تھی تھوڑی دور چلتی اور تھک کر بیٹھ جاتی  
 پھر بہت کر کے اور چلتی اور پون ہی گرتی پڑتی دو ڈھائی کو س

راہ لے کی تھی کہ شام ہو گئی اندھیرے میں راستہ نہ سمجھتا  
 تھا درندوں کی صدا سے لپٹے پانی ہوتا تھا لاچار ایک گنجان بھاری  
 میں گھس رہی اور ہوائی سردی اور بھوکہ سے جو کچھ اذیت ہوئی  
 شوق سے برداشت کی اور صبح صادق ہوتے ہی پھر چلی  
 راستہ میں پھل پھلاری یا کھانیکے لائق جو چیز ملی کھائی اور  
 چلنے سے نہ ہٹی ایک صبح حسب معمول پھر بھاری سے نکل کر  
 چلنے پر مستعد ہوئی الا سردی سے ایسی جگر گئی تھی کہ قدم نہ اٹھتا  
 تھا روس کے ملک کی سردی اور برف باری مشہور ہے کہ اوسکے  
 خیال سے عین شدت تابستان میں لرزہ آتا ہے اور کیلجہ  
 او جھلتا ہے گردہ پروانہ کرتی تھی اور نہ معلوم کس طرح سستی  
 تھی اور چلی جاتی تھی کبھی تو شدت سردی سے گر پڑتی تھی کبھی  
 بیشک آسمان کو جانب نگاہ کرتی تھی پھر جب والدین کی مصیبت  
 یاد آتی تھی نورج و الم کی گرمی میں پھر چل دیتی تھی کہ اوسی  
 حالت میں ایک دن صبح کیوقت ایک شخص چھکڑا لیے ہوئے  
 اوس طرف سے گذرا اور رحم کھا کر اوس بیوا کے حال کا متفسر  
 ہوا اور کس قدر شکر مناسب ہوا و اپنی گاڑی پر بٹھالایا  
 اور راستے راستے جہاں وہ جاتا تھا چلا یہاں تک کہ ایک

گاہنوں میں پھونچا اور وہاں اوس لڑکی کو اوتار دیا اور لوگوں کو سنو  
 حقیقت حال اور مصیبت اوس خرد سال کو بیان کیا جس نے دیکھا  
 کھڑے ہو کر اوسکا ماجرا دریافت کیا اور ایک ابنوہ اوسکے  
 گرد مبع ہو گیا ہر شخص اپنا جدا منظر بیان کرتا تھا کوئی فضول گوئی  
 سے متہم کرتا تھا کوئی سودائی قرار دیتا تھا غرض اوس  
 دور دراز غم کو سنکر سچا نہ جانتی تھی جو رحم سے سچ بھی  
 جانتے تھے وہ کہتے تھے کہ مبادا اسکی خاطر مدارات میں  
 کوئی فتنہ کھڑا ہو کوئی چور ہونے کا شبہ کرتا تھا پراس کو دیا  
 کو کچھ تو غصہ آتا تھا کچھ اپنے والدین کی مصیبت یاد کر کے  
 دل اوسکا رونے پر مائل ہوتا تھا یکبارگی وہاں سے اٹھی  
 اور دل میں لاچار ہو کر قرار دیا کہ معبد کے دروازے پر  
 چلنا چاہیے وہاں کوئی نہ کوئی با خدا ملیگا اور حال زار پر  
 ترس کھاویگا چنانچہ دیر کے دروازے پر پھونچی شامت  
 بخت سے دروازے بند تھے ناچار زینہ پر بیٹھ گئی تو وہاں  
 دہقانوں کے چھو کرون نے گھیرا اور طرح طرح سے چھیڑنا  
 شروع کیا کہ اوسی حالت میں ایک نیک بخت عورت آگئی  
 چھو کرون کو اسنے ڈانٹا اور کمال شفقت سے حال پوچھا



و بعد ساعت اپنے گھر لائی اور ماحضر سامنے رکھا واپس  
 پھونے پر ٹھایا و گرم کپڑے دیکر دلاسا دیا و اپنا مہمان کیا  
 پر اس کو دیا نے بہت بہت شکر کیا اوسکی باتیں سن سکر  
 اوس مہمان نواز عورت کو حیرت ہوتی تھی اور کسیطرح گوارا  
 نہ کرتی تھی کہ وہ رخصت ہو یہاں تک کہ وہ چند روز اوس  
 نیک بخت کے یہاں آرام تمام رہی آخر بے آرامی والدین نے  
 پھر سراپیمہ کیا اور چار و ناچار اوس مہمان نواز کو بھی رخصت  
 کرنا پڑا اپنے مقدور کے موافق زادراہ دیکر خدا کے سپرد کیا  
 بکمال فرخت و خوشی وہ لڑکی جسکی ہمت پر رستم آفرین کرتا تھا  
 پھر جانب منزل گام فرسا ہوئی ایکروز بیچاری مصیبت کی ماری  
 ایک قریہ کے پاس سے گزری کہ کیبارگی گکانون کے دشتی گتون  
 نے حملہ کیا اور لپٹ گئے بیچاری کے کپڑے پٹ گئے اور  
 اور زخمی بھی ہوئی و قریب تھا کہ آزار سخت بھونچے کہ ایک آدمی  
 نے دوڑ کر بچایا اور اوسکے حال پر ترس کھا کر اپنے ساتھ لیا  
 و چند روز مہمان کیا تھوڑے وقفہ کے بعد پھر وہاں سر روانہ  
 ہوئی اور جو مصائب اور آفات اوس بکس نے عالم غربت  
 میں اٹھائے اونسکے بیان کو ایک دفتر چاہیے اور حقیقت یہ ہے

وہ بجائے خود ایک دلچسپ قصہ ہے اوسکی مصیبت سفر کے  
 لیے فاصلہ سائی بیریا اور سیٹ پیئرس برگ کا تصور کافی ہے  
 اور اوسکی پریشانی سوچنے کے لیے خیال ویرانی اور جنگل جھاڑی  
 اوس ملک کا دانی ہے القصہ موسم جاڑے کا پھر آگیا افسوس  
 کہ علاوہ اوس مصیبت پیادہ پائی کے سردی ہوا و برف سے  
 وہ بچا رہی بیمار ہو گئی و رفتار سے لاچار ہو کر ایک گاون کے  
 کنارے گر پڑی وہاں بھی ایک مسافر نواز نے شفقت فرمائی او  
 کھلانے پلانے کے سوا بڑی تیمارداری کی بعد عرصہ کے اچھی ہوئی  
 اور قوت زقار بھی آئی تو پھر وہ روانہ ہوئی اوسکی جرأت و ہمت  
 اور حیا و غیرت ہر جگہ کام آتی تھی جو جہان سنتا تھا ترس  
 کھاتا تھا و بجان و دل معین و مددگار ہوتا تھا یہاں تک کہ بہت  
 عرصہ کے بعد پراس کوویا کو سواددار السلطنت سینٹ پیٹرس برگ  
 نظر آیا اوسوقت جو خوشی اوسکو ہوئی وہ بیان میں نہیں آسکتی  
 حقیقت میں مقام بڑی خوشی کا تھا کہ اوسقدر فاصلہ کو جہان  
 و ہمسایگان بھی تمک کر نہیں پھونچتا وہ لڑکی پیادہ چل کر  
 پہنچ گئی القصہ دار السلطنت میں پہنچ کر محلات شاہی کے گرد  
 صدمے ہوئی پھر وہاں کی مصیبت سب سے زیادہ تھی کہیں

اوسکو پہرہ والے روکتے کمین فقیہ جانکر لوگ ٹوٹتے تھے لاچار  
 ایک دروازے کے سامنے جہان سے گذر اکثر ملکہ روس کا  
 ہوتا تھا جانیٹھی اور کسی کے مٹائے نہ ہٹی کئی روز کے بعد ملکہ  
 روس کو پیادہ پا کر اوس خود سالہ نے دامن پکڑ لیا اور  
 لوگوں کے جھڑکنے اور گھڑکنے پر کسی طرح پہچان نہ چھوڑا ملکہ نے  
 مہربان ہو کر لوگوں کو منع کیا اور حال پُر احتلال اوسکا سنکر  
 کمال تعجب کیا اور اپنے ساتھ وہ رحیمہ کرمیہ شاہنشاہ کے  
 حضور میں یلگئی شاہنشاہ کو بھی اوسکی جرأت اور اوسکی  
 قطع مسافت پر حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ ایک کیا اگر بیس لڑکے  
 نوپولیف کے ہوتے تو اس لڑکی پر سے صدقے کیے تھو وہ کیا  
 کرتے اور بعد کمال تحسین اور آفرین کے خطا نوپولیف سے  
 صرف بوجہ اوس لڑکی کے محنت کے درگزر اور حکم عفو تقصیر کا  
 جاری فرمایا اور ملک منقبضہ کو بھی داگداشت نہ مارا حوالہ  
 پر اس کو دیا کہ کیا و باغراز و حرمت نوپولیف کو حکم حاضری کا  
 دیا اور حشر جی بھجوا یا چنانچہ بعد چند سے مع اپنی بی بی کے  
 خدم و خشم سے داخل دارالسلطنت ہوا اور اپنی دختر بلند اختر  
 سے ملکر شاد و خرم ہوا اور مقرر ہوا کہ وہ برسر غللی تھا جو

کہتا تھا کہ لڑکا ہوتا تو کام آتا فقط غرض میری بیان اس  
 حکایت سے یہ ہے کہ پر اس کو دیا نے اپنی لڑکی ہونے پر  
 بہت افسوس کیا تھا اور لڑکے نہوتے پر تاسف کیا تھا مگر باوجود  
 لڑکی ہونے کے وہ کام کیا جو لڑکے سے کبھی ہوتا میری اس  
 بیان کو اس قدر طوالت ہوئی کہ شام ہو گئی ہر ایک بی بی نے  
 میری تقریر کو پسند کیا د پھر بی بی ہاجرہ مخاطب ہوئی اور کہتی تھی

### ہاجرہ کا بیان

مجھ کو باستماع اسکے کہ عورتوں کی تعلیم میں بیان کے مردوں کو  
 کلام ہے افسوس و رنج ہوا یہ خیال کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا  
 یا علوم پڑھانا باعث فساد ہے یہ محض غلط ہے حقیقت حال  
 یہ ہے کہ بدون علم کے زن ہو یا مرد سب کے دل تاریک و  
 بین جیسے کہ ایک عمارت عالیشان کے نقش و نگار رائی کو  
 اندھیرے میں بدون روشنی چراغ بیکار ہوتی ہیں نہ تو کوئی اس  
 عمارت ملاکار میں قدم رکھ سکتا ہے نہ نقش و نگار و کمال  
 نقاش کو دیکھ سکتا ہے وہی حال مجننہ جاہل کے دل کا ہے  
 اور علم اس تاریکی دل میں بمنزلہ چراغ کے ہے جس سے  
 دل روشن ہو جاتا ہے اور جطرح ذرا ذرا سی صنعتیں اور

کار یگرہاں اوس عمارت کی شب تار میں بذریعہ چراغ کے  
 نظر آنے لگتی ہیں ویسے ہر روشنی علم سے آدمی کو دنیا کے  
 محاسن و معائب نظر آتے ہیں پس میں جب روشنی سے  
 علم کو مناسبت دے چکی تو خود بخود معلوم ہو گا کہ جیسا کوئی یا  
 باحواس اور ہوشیار آدمی روشنی میں ٹھوکر نہیں کھاتا اسی طرح  
 روشنی علم سے سمجھ بوجھ کر کوئی افعال زشت کو اختیار نہیں  
 کرے گا ہنوز یہ تقریر باجرہ کہہ رہی تھی کہ میری ایک مامول  
 اومٹی کہ مرد جو دنیا کے علوم سیکھتے ہیں اونکو نوکری جاگری کی  
 غرض ہوتی ہے ہم عورتوں کو علوم دنیا کے کیا فائدہ دیونگی  
 باجرہ نے بکشادہ پیشانی اوسکے اعتراض کو سنا اور کہنوں کی  
 کہ جو کچھ فائدہ مردوں کو تحصیل علم سے ہوتا ہے اوس سے  
 دونا اونکو اوس حالت میں ہوتا ہے کہ جب اونکی عورتیں  
 تعلیم یافتہ و ماہر علوم و فنون ہوتی ہیں اور جب تک عورتیں  
 زیور علم و فضل سے آراستہ نہیں ہوتیں اولاد کو تہذیب و تعلیم  
 ہرگز نہیں ہوتی اس واسطے کہ مرد تلاش معاش میں دن بھر  
 پھرتے ہیں اور بچے عورتوں کی صحبت میں بڑے عرصہ تک  
 رہتے ہیں اور عیوب و جمالت جب اونکے دلوں میں جمع

ہو جاتے ہیں تب تربیت و تعلیم کے واسطے اوستادوں کے سپرد ہوتے ہیں اور اوس وجہ سے خیالات فاسد جو دماغ میں بھر جاتے ہیں مشکل سے نکلتے ہیں اور جنکے دماغ میں نکلتے نکلتے کچھ بھی رہ جاتے ہیں انہیں سے افعال ذمیدہ سرزد ہوتے ہیں اور علم و فضل کو بُرے کاموں میں صرف کر کے لوگوں کی نظروں میں فضیلت علم پر بٹہ لگاتے ہیں حالانکہ وہ تصور انہیں خیالات فاسد کا ہے جو ایام خرد سالی میں جاہلون کی اثر صحبت سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ میں پہلے کہہ چکی کہ علم بمنزلہ روشنی کے ہے پس ممکن ہے کہ روشنی بُری جگہ میں بھی صرف یکجاوے حتیٰ کہ چور کے ہاتھ میں پڑے تو دمان بھی اپنا اثر پورا دکھا دیگی لیکن اگر عورتیں تعلیم یافتہ ہوں تو بیشتر انکے افعال نیک اور خیالات سنجیدہ اولاد سیکھ لیں اور بُری باتوں پر مطلع ہونیکا موقع نہ پائے اور جب تک تعلیم اوستاد کے دن آوین عورتیں ہی بہت کچھ پڑا دیوین پس عورتوں کی تعلیم کا یہ خاندانہ مردوں کی واسطے کیا کم ہے سوائے اسکے عورتوں پر جو الزام کم محنتی اور خام مزاجی کا ہے وہ بھی رفع ہو جاوے اور ہر کام میں پختہ راہی

ذوالشندی کے ساتھ مردوں کی مشیر ہوں اور یہ غلط شخص ہے  
 کہ علم و فضل صرف نوکری کے واسطے کام آتا ہے اگر یہی ایک  
 فائدہ ہوتا تو بھر نوکری پیشوں کے اور کوئی کام نہ سیکھتا پھر  
 وہی ماما بولی کہ قربان جاؤں ارشاد فرمائیے کہ لو ہار کا بیٹا اگر  
 پڑھنا لکھنا سیکھتے تو اس کے مان باپ کو اس سے کیا فائدہ ہوگا  
 بھڑاسکے کہ اپنا کام کاج بھی چھوڑے اور لکھنا پڑھنا سیکھ کر  
 نوکری کی تلاش میں مارا مارا پھری باجہ نئے کہا پتھر پڑین تیری  
 سمجھ پر اری نادان لو ہار کو علوم سے اویکے خاص پیشہ  
 میں بہت کچھ فائدہ ہوگا مثلاً اگر علوم پر مطلع ہوگا تو وہ بخوبی  
 جان لیو لگا کہ جو کام بہت آدمیوں کی قوت سے انجام پاتا ہے  
 کیونکر تھوڑی حکمت سے بدون محنت شدید و کم قوت کے  
 ہو سکتا ہے اور ملک ملک کے صنائع و بدائع پر خبردار ہو کر خود بھی  
 اچھی اچھی چیزیں بنا دیگا اور نئی نئی صنعت ایجاد کرے گا اور  
 وسیلہ علوم سے موجد بن جائیگا پھر اس کو نوکری کی جو حد بھر  
 بڑی چیز ہے کیا ضرورت رہیگی علیٰ ہذا اگر کاشتکار علم ملاحت کو  
 احتیاط سے پڑھ لکھتا تو اس کو بخوبی معلوم ہوگا کہ زمین میں کیا  
 کیا خاصیت ہیں اور وہ کیونکر کم پیش ہو سکتی ہیں اور کس طرح

سروے کے مقرر سے زراعت محفوظ رہ سکتی ہے اور کون تدریس سے  
 آسانی آبپاشی ممکن ہے اور کیونکر باندھ بنانا چاہیے دیکھ کر باوقت  
 کیستون میں پانی چھونچانا اور زراعت کا کاٹنا ممکن ہے اور کس طرح  
 دوسرے زمین کو قابل زراعت بنانا چاہیے شاید تو نوکری کو بہت  
 اچھا جانتی ہے جو علوم کو اس کے حاصل کرنیکا ذریعہ گردانتی ہو  
 ابھی ہمارے دنیا میں نوکری سے بدتر کوئی پیشہ نہیں ہو عقلا  
 ہرگز نوکری کرنا پسند نہیں کرتے میں پوچھتی ہوں کہ غلامی اور  
 نوکری میں کیا فرق ہے غلام کو اس قدر بھروسہ اور استقلال بھی  
 ہوتا ہے کہ مالک ناراض ہو یا خوش ہو کھانے پینے کا فیصل  
 رہیگا نوکر کو تو یہ امید بھی نہیں ہے کہ کب تک رہیگا اور کس دن  
 جواب دیگا علاوہ اسکے کہ نوکر کی خون ورجا میں بسر ہوتی ہے اور  
 ایک دم کو چین نہیں ملتی تنخواہ ایسی کم مقرر ہوتی ہے کہ وہ گزارہ  
 کے واسطے کافی نہیں ہوتی ہے محنت اس قدر زائد کہ دل بہلانا  
 اور آرام کرنا تو ایک طرف بندگی و عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی حمت  
 نہیں ملتی بعد اسکے بوڑھا پنے کے دنوں میں جب ہاتھ پاؤں  
 بیکار ہوتے ہیں اور طاقت جواب دیتی ہے تو دوسری مصیبت  
 پیش آتی ہے اگر کوئی شغل کر کے نوکری بناد شاہی کوئی حاصل کرے



تو وہ دو قسم کی ہوتی ہے یا ملکی یا فوجی اگر فوجی ہے تو اس کی مصیبت علادہ اور مصائب بندگان اور انتفاع قلیل کے یہ ہے کہ اگر بادشاہ کا مزاج طریق خیر و صواب پر یا خلاف اس کے برہم ہو اور دوسرے بادشاہ کا ملک لیا جاوے تو کمر مجاہدہ اور مقاتلہ پر باندھنی پڑتی ہے اور امتیاز اس کا کہ حق پر لڑنے کو جاتے ہیں یا ناحق پر باقی نہیں رہتا و اگر نوکری ملکی ہے تو او سمین ایسی باریک اور دقیق کام حوالہ ہوتے ہیں کہ جس کے انصرام میں بیشتر بندگان خدا کے حقوق ضائع اور تلف ہونیکا اندیشہ رہتا ہے حالانکہ ان کی درمندی ہمپر فرض ہے و اگر ان سب مذلتوں اور دقتوں کو قبول کر نوکری اختیار کر لی جاوے اور اپنی نفع کی غرض سے آرام و فراغت کو کھو دیا جاوے تو مشاہرہ ایسے قلیل ہوتی ہیں کہ وہ مایحتاج سے زیادہ نہیں ہوتے و اگر غیرت و حمیت کو بالائے طاق رکھ کر بیشمرعی کا جامہ پہن لیا جاوے اور عباد کا گلا کاٹ کر اپنا پیٹ بھرنا چاہے تو مواخذہ فردا کی قیامت کا ڈر ہر وقت پیش نظر رہتا ہے قصہ مختصر نوکری سے بدتر دنیا میں کوئی پیشہ نہیں ہے اور جب تک انسان کو ایسا

جو بھی بے چاکری کے ملے اوس سے بہتر ہے کہ ہزار روپیہ ماہوار  
 نوکر ہو اور خوشامد و امورات مباح و غیر مباح کرتا پھرے پس  
 یقین کرنا چاہیے اور میری بات کو مقرر باد کرنا چاہیے کہ  
 نوکری سے زیادہ کوئی بلا نہیں ہے اور ہرگز اپنی اولاد و اغرا  
 و دوستوں کو نوکری کی صلاح نہ دینا چاہیے بلکہ ابتدا سے  
 نوکری کے پیشے سے کراہیت و دیگر پیشوں کے اختیار کرنیکی  
 رغبت دلانا چاہیے سب سے بہتر پیشہ تجارت کا ہے کہ سرمایہ  
 متاع ارجندی و توشہ سفر سر بلندی ہے بلا اطاعت و فرمانبرداری  
 احد من الناس نفع بقیاس حاصل ہوتا ہے اور جو کچھ اپنی  
 قوت و محنت و عقل و فراست سے حاصل ہوتا ہو وہ اپنا ہی  
 مال ہوتا ہے نہ کسی کے اطلاق حق کی فکر نہ کسی کے رنج و ہی  
 اور آزار کا اندیشہ و خطر لاحق ہوتا ہے نہ عمائد و امرا و سرکار  
 نہ عالمان و عوائل سے کسی قسم کا آزار پہنچتا ہے بعد اوسکے  
 کاشتکاری ہے اسلیے کہ اوسین فی الجملہ اطاعت و برداشت  
 حکومت کی ضرورت ہوتی ہے اور بعد اوسکے پیشہ اور حریف ہو  
 وہی باماشوخ ویدہ پھر بولی کہ بی بی تجارت میں دیوالا نکلنے  
 اور کاشتکاری میں خشکی و سیلاب آنے سے جو نقصان

ہوتے ہیں انکو اپنے بیان سے آپ نے کیوں خارج فرمایا  
 اور یہ کیوں ارشاد نہ کیا کہ جس کنگال کے پاس شاع و مال  
 نہ وہ تجارت پر کیا خاک کسکو رغبت دلاوے یہ سنکر  
 بی بی ہاجرہ نے مسکرا کر فرمایا کہ شاید نیک بخت اچھا مجھے  
 متنبہ کیا اچھا نوکری میں جو آفتیں پیش آتی ہیں وہ دیوالہ نکلنے  
 اور کام بگڑنے سے سہل و آسان ہیں یا دشوار تر یہ میں  
 کہتی ہوں کہ ہر معاملہ میں انسان بوجہ اسکے کہ سودنیان  
 اوسکے خمیر میں ہے اور جلدی کرنے میں بوجہ اپنی ضرورت کو  
 لاچار ہے پس اگر اپنے معاملہ تجارت میں کی طرح چوک گیا  
 تو بجز نقصان مال کے آبرو جانیکا کچھ اندیشہ نہیں ہے و اگر  
 بیوی و زمین کیسکا قرضدار ہوا اور قرضخواہوں نے یہ بھی جان لیا  
 کہ عموماً مرتکب کسی بددیانتی کا نہیں ہوا تو اپنے نفس کے  
 موافق خیال کر کے درگزر کرتے ہیں اور وقت اور آفت  
 میں نہیں پہنچتے کھیتی میں خشکی و سیلابی منجانب اللہ ہے  
 اگر موت ہی آجاوے تو اوس سے کیا مفر ہے مگر بمقابلہ  
 ادن و لذتوں کے جو نوکری میں پیش آتی ہیں یہ خرابیاں  
 جو تجارت اور کاشتکاری میں کبھی کبھی آجاتی ہیں بہت

۷۵  
 خفیف اور سریع الزوال ہوتی ہیں نوکری میں ہر چند کوئی تجھ  
 بوجھ کر کام کرے اور دیانت و امانت و عقل و ادراک صرف کرتا ہے  
 تو بھی حسب اختلاف امر و نہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہر کام اس کا دوسرے کو  
 پسند ہی ہوتا رہے پس اندک ناپسندی میں موقوفی اور خانہ خرابی  
 موجود ہے یہ بھی نہ سہی اکثر دیکھا ہے کہ جو نوکر دیانت دار اور  
 ایمان دار ہوتے ہیں ان کی دشمنی کو بد دیانت اور بے ایمان نوکر  
 یا وہ خود مطلب جنگی دیانت دار کی خبر داری سے دال کھنے نہیں پاتی  
 اور برآمد کار ہونے نہیں پاتا دشمن بن جاتے ہیں اور انواع قہام  
 کے جھوٹے اتہام لگا کے بدنام کر دیتے ہیں اور بڑی بڑی  
 آفتوں میں پھنسا دیتے ہیں اور تحقیق کرنے والوں کے دلوں میں  
 بھی ایسے شبہ ڈال دیتے ہیں کہ وہ اپنی غلط فہمی سرسبز کا  
 فتوے دیدیتے ہیں پھر وہ قید کی مصیبت اور اہل و عیال کی  
 ذلت و دیوالا بکھنے سے کہیں سخت ہے اور جنگے پاس سرمایہ  
 لائق تجارت نہیں ہے ان کو پہلے ضرور ہے کہ اپنی قوت جسمی کو  
 صرف کر میں اور اسپین ایسا طریق سلامت روی اختیار کریں کہ تھوڑا  
 تھوڑا اپنی کمائی سے بچا کر پونجی بنا دیں اور تب کاشت کاری  
 یا تجارت کے پیشے کو اختیار کر لیں چنانچہ میں اس مجاہد سلطان تہار

کے کر کے اپنے خواجہ میں رکھ لیتا و پھر حسب معمول پھیری کو  
 جسوقت جاتا خواہشمند کو وہ قاتل دکھاتا اور قیمت منکرہ  
 دکاندار پر اپنا نفع بڑا کر دام لے لیتا و اصلی قیمت سوداگر کو  
 دیکر اپنا نفع رکھ چھوڑتا و اس شبانہ روز کی محنت اور نفع  
 کی قلت پر کچھ پروا نہ کرتا بیان تک کہ ہر روز آمد و رفت سے اس  
 محلے کے زن و مرد طریقہ چال و چلن حبیب سے بہت خوش  
 ہوتے و عورتوں کے سواے مرد بھی اپنے آرام کی غرض سے  
 فراموش کرنے لگے ادھر اسکے خواجہ کو بھی ترقی ہوئی کہ دوسرے  
 مزدور کی ضرورت ہوئی غرض رفتہ رفتہ سوداگری بھی بڑھی اور  
 بیوپاریوں میں قدر و توقیر بھی زیادہ ہوئی قیمتی اسباب اور  
 زیور بھی ساتھ رکھنے لگا اور نفع خاطر خواہ ہونے لگا اور پھیری  
 کسی محلوں میں جاری ہو گئی چوتھے برس اسنے خود ایک دکان  
 بھی رکھی اور تمام ملک ترکستان میں ہشتہار دیا کہ جسکو جو شے  
 ستا یا کی درکار ہو بلا اندیشہ اسپر فرمائش کرے اور جس کیسکو  
 ہمیشہ کام پڑتا ہو وہ صرف ار ماہواری اور جسکو کم کام پڑتا ہو  
 وہ صرف ۴۰ ماہواری دیا کرے اور جسکے یہ بھی پسند نہو اور  
 کبھی کبھی کچھ چیز اسکی سرفت منگانا ہو وہ آدہ آنہ روپیہ بعض

محنت دیا کرے اس سے زائد نفع حرام ہے دور دور کے لوگوں کی  
یہ ہشتہار دیکھا اور ایک آٹہ جو سال میں صرف بارہ آنے ہوتے  
تھے دینا اور ایک آدمی کو نوکر رکھ لینا آسان سمجھا ہزاروں درہم  
آئین اور دوسرے مہینے میں جو حساب حبیب نے کیا تو دو ہزار  
درخواستیں ار کی اور پانچسو ار کی تھیں جسکا محاصل ماہواری  
ماہیہ تھا دچوتھے مہینے اس کے المضاعف ہو گیا غرض چار برس  
میں علاوہ کاروبار اپنی دکان کے پانچسو روپیہ مہینا باہر سے  
آنے لگا اور اس قدر عزت و اعتبار تجارتوں میں ہوا کہ باہر کے  
سودا گردوں نے اپنی بڑی اڑت مقرر کی اور ہزاروں روپیہ کا  
مال حبیب کے پاس بھجوانا شروع کیا چونکہ حبیب کا رو بار تجارت  
میں پہلے سے بھی سلیقہ شعار تھا اور تجارت سے زائد ہوشیار  
ہو گیا تھا اور منافع بھی بیشمار آنے لگا تو خود اپنا بھی مال و سہا  
خرید کر کے تجارت کی غرض سے باہر بھجوانے لگا اور میں ہر  
تک اس طرح اوسنے اپنے کاروبار کو تہستہ تہستہ ترقی دیکر ہمدرد  
پھونچا کہ بعد اوسکے کاروباری اور گماشتہ و مشرک لائق بہرہ منگنا  
اونکے ذمہ اپنے ذاتی کام تقسیم کیے اور خود آمادہ سنہ ہو کر  
بلاد متفرقہ میں بھرا یہاں تک کہ اٹھائیس برس میں سلطان ترکستان

کے حضور سے ملک التجار کا خطاب پایا

## حکایت

مصر کا ملک جو افریقہ کے شمال میں ہے بوجہ دریاے نیل کے نہایت سیر حاصل و مشاداب ہے چنانچہ درمیانی صوبہ میں جو اضلاع سب سے مشہور ہے ایک شہر تھا وہاں ایک غریب کاشتکار رہا کرتا تھا اتفاقاً جب اپنی زوجہ ضعیفہ اور لڑکے خرد سال کو جبکی عمر اٹھارہ برس سے زائد نہ تھی چھوڑ کر مر گیا تو بیوہ کو نہایت تردد ہوا اور اپنے انجام کار کو سوچتی تھی کہ کیا کرے لڑکا ہوشیار تھا اور چونکہ مصر کے باشندے قدیم سے شائق علوم اور فنون کو تھے اس واسطے اس کم عمری میں بھی وہ استعداد علمی و ادبی رکھتا تھا اپنی ماں سے کہنے لگا کہ اس بستی میں رہنا صلاح نہیں ہے اس واسطے کہ ہر شے مزدوری ہو کر خریدنی پڑے گی اور مشقت اور محنت کچھ کام نہ آئے گی بہتر ہے کہ کمین اور چلکر رہیں اور وطن کی محبت کو چھوڑ دیں ماں فرمایا کہ لڑکا محل بکتا ہے مگر سنتے سنتے لاچار ہوئی اور اس کے مشورہ پر عمل کر نیکو طیار ہوئی آخر شش کپڑے برتن کی گھٹری باندھی اور ماں بیٹوں نے بوجھ بانٹ کر ایک سمت کی راہ لی زاد راہ کو صرف اتنا تھا کہ موافق سکے رائج اوقات کے

مہر سے زائد نقد نہ تھا اور اوس سے دونوں یا اڑھائی گونہ زیور و  
اسباب معیشت ہوگا اثناء راہ میں دیکھا کہ ایک گڈریہ دُبنے چرا  
رہا ہے اور وہ کمال خوشی سے جنگل میں پھر رہا ہے چنانچہ اوس  
روز اوس گڈریہ کے جھوپڑے کے پاس وہ مان بیٹے بھی ٹھہرے  
پوچھنے لگے کہ تمہاری کیونکر گذرتی ہے اور کب سے اس مقام پر  
رہتے ہو اوس گڈریہ نے سب اپنا حال بیان کیا بگوشش دل  
وہ لڑکا سنا کیا اور کھانے پینے سے فراغت پا کر اپنی ماں کو کنگڑا  
کہ میری دانت میں اسی جنگل میں رہنا چاہیے اور اس گڈریہ  
کے جھوپڑے سے کچھ فاصلہ پر اپنا جھوپڑا بھی بنانا چاہیے اور اس  
چرواہے کو راضی کر کے اوسکے کام میں شریک ہونا چاہیو مان نے  
کہا کہ میں نہیں سمجھتی کہ تم کیا خیال کرتے ہو بہر حال میں تمہاری  
محبت کے نشے سے سرشار ہوں جو کہو اوسکے کرنے کو طیار ہوں  
لڑکے نے اپنی ماں کی تشفی کی اور اوس مقام پر رہنے کو بارہ میں  
اصرار کر کے رہنا اختیار کیا الغرض وہ دوسرے روز بھی اٹھ کر  
گڈریہ کے ساتھ پھر کیا اور اپنے کو اوس قدر محنتی اوس گڈریہ  
کی نظر میں ثابت کیا کہ شام کو رخصت ہوتے وقت گڈریہ نے  
کہا کہ اگر آجکی سی محنت کرو گے تو تمہارے کھانے بھر کو میں



اپنے وطن میں ہوتے تو اب تک بھیک مانگنے لگتے اس عسکر کو  
تخت سکندر سمجھنا چاہیے جس سے زمین پر بھیریان اوس گڈریے  
اور دہقانی لڑکے کی رہتی تھیں وہ ایک تختہ زمین نامہوار تھا و اکثر  
تشیب و فراز کی وجہ سے کھیتی کے لائق نہ سمجھا جاتا تھا اس واسطے  
کہ وہاں درختان خود رو اوگے ہوئے تھے اکثر گائے بھینس  
دھویشی اوس جگہ چرنے کو آتے تھے اور سوائے اوس گڈریے  
اور دہقانی لڑکے کے کوئی اور وہاں نہیں بستا تھا دہقان  
کے لڑکے نے ایک روز حیران ہو کر گڈریے سے کہا کہ اس قدر  
عرصے سے ہم و تم اس جنگل میں بھیری چراتے ہیں نہ تو کوئی  
مزامم ہوتا ہے نہ حق زمینداری مانگتا ہے نہ ہم دوسری چرواہوں کو  
دیکھتے ہیں کہ کچھ اذکو دینا پڑتا ہے پس سبب اسکا کیا ہے  
گڈریے نے کہا کہ بوجہ غیر مسلح ہونے کے زراعت تو ہو نہیں سکتی  
باقی محصول چرائی سوا مالک اس زمین کا بڑا مالدار ہے اور فاصلہ  
بعید پر بھی رہتا ہے لہذا بوجہ استغنا چھوٹی رقم کے واسطے خیال  
اوسکو ہوتا ہے نہ پروا کرتا ہے نہ کبھی کوئی آدمی اوسکا آتا ہے  
یہ سنکر دہقانی خوش ہوا اور گڈریے سے کہنے لگا کہ ہم پر واجب ہے  
کہ حق زمینداری مالک کو بھونچا دیں اور اگر اوسکو پروا نہیں ہے

تو بھی بطور نذر کچھ اپنی جائداد سے گزرا نین اس واسطے تم براہ مہربانی  
ایک کتل ہکو طیار کردو اُون اور اجرت ہسے نو یہ سنگر گڈریا حفسا  
اور کہا کہ تمہارے پاس روپیہ بہت بڑا ہے بہتر تم کمل بناؤ اور  
جا کر دو مین تو ہرگز زندگی اور تمہاری اس یاد دہی سے اگر زمیندار  
مجھ سے مطالبہ کریگا تو اپنا جو پڑا سر کا کر دوسری جگہ یہاں بگا غرض  
اوسکی مان نے بہت باریک اُون کا تا اور گڈریے کو دیکر کمل بنوایا  
جبکہ وہ کتل طیار ہوا دہقان ہوشیار لیکر زمیندار کے دروازے پر  
حاضر ہوا وہاں کون پر سان حال ہوتا تھا دن بھر بیچارہ کملی نعل مین  
دبا ئے بیٹھا رہا قریب شام ہوا کھانے جو وقت وہ امیر مالک  
زمین نکلا دہقان نے سانس جاکر سلام کیا اور وہ آداب کہ جو  
رعایا اور مالک مین حسب رسم ملک ہوا کرتے تھے بجا لایا  
اور وجہ اپنی خصوصیت اور رعیت ہونیکی مفصل بیان کر کے کملی  
پیش کی اگرچہ وہ کملی اوس زمیندار کی نگاہ مین بے حقیقت تھی  
لیکن اس خیال سے کہ در صورت نہ لینے کے دل شکنی دہقان  
کی ہوگی لے لی اور عنایت و شفقت فرمائی اور اس وجہ سے  
کہ وہ زمین ہرگز لائق زراعت بدون صرف زر کثیر و وقت و محنت  
کے نہ تھی دہقان سے فرمایا کہ بننے کل زمین کا تمکو تختہ ار کیا

یہ سنتے ہی دہقان شکر یہ بجالایا اور سند کے ملنے کا امیدوار ہوا  
 زمیندار تے بہت خوشی سے منظر کیا اور دقیقہ مہری لکھ دیا کہ اگر  
 بدستور جنگل رہیگا تو چار روپیہ سالیانہ دہقانی کو دینا پڑے گا  
 اور جس زمین پر زراعت ہوگی دس برس تک مطالبہ اوسکے  
 محصول کا کیا جاوے گا بعد اوسکے پانچ برس تک اور زمینوں کی  
 خراج کی جو تھائی و بعد پانچ برس کے دس برس تک نصف و  
 اوسکے بعد پندرہ سال تک تین ثلث و پندرہ سال کے بعد جمع کا  
 بی جا دیگی اور زمین ہمیشہ بہ قبضہ دہقان اور اوسکے وارثوں کے  
 رکھی جائیگی یہ سند پا کر انتہا کو خوش ہوا اور اپنے کو عزیز مصر  
 خیال کر کے اپنے گھر دوسرے روز آیا اور مان سے اپنی کایا لیا  
 کا حال بیان کیا مادر مہربان نے اوسکے سارے منصوبے شیخ علی  
 کے سے سمجھے جو تھے روز سے دہقان نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا  
 کہ خاص ایک ہی سمت کو اپنی بھڑیاں بیجاتا اور اونکو تاکتا بھی  
 رہتا اور گرد اپنی زمین کے خندق کھودتا تھا یہاں تک کہ بارش  
 کے قبل ایسے خندق طیار کر لی کہ کوئی جانور بلا تکلف اندر  
 نہ آئے پاتا اور چرواہوں و لکڑی توڑنے والوں سے واسطے  
 محصول کے فراغت شروع کی نتیجہ اس جفاکشی اور وقت کا یہ جو

کہ سو روپیہ سے زیادہ سالانہ صرف گھاس اور بوکھی لکڑیوں کے  
 محصول سے حاصل ہوا اور اوس غنق کی وجہ سے اکثر مویشی  
 چرانے والوں نے ایک ایک دو دو مہینے وہاں استقامت بھی  
 کی اسلئے گوبر وغیرہ سے کمات پانس بھی جا بجا جمع ہو گئی اور  
 گرد پیش گائون کے لوگوں سے دہقان کو بوجہ کثرت آمد و رفت  
 تعارف بھی بہم پہنچا چند روز میں نشیب و فراز کی زمین کے  
 چھوٹے چھوٹے ٹیکرون کو ہموار کرنا شروع کیا اور کھود کھا دکر  
 لائق زراعت بنایا اور لوگوں اور چرواہوں نے جو اس محنت کو  
 اوسکے دیکھا تو اونکا بھی جی لچایا اور اکثر دن نے تھوڑی تھوڑی  
 زمین بغرض کاشت لی وہ گڈڑیا جو قدیم آشنا تھا وہ بھی کھیتی  
 کرنے پر مستعد ہوا دہقانی نے ایک ایک سال کا محصول معاف  
 کیا اور دوسرے سال سے ہلکا محصول لینا ٹھہرایا حاصل کلام کا  
 یہ ہے کہ پانچ سال کے اندر اندر بہت سی زمین مزدورہ ہو گئی  
 اور منافع کثیر دہقان کو نصیب ہونے لگا اور صرف چار روپیہ  
 خراج کا اوسکو دینا پڑا باوجود این ہمہ کفایت شعاری سے  
 منہ نہ موڑا جسقدر درخت کھودے جاتے تھے اونکو جمع کرتا تھا  
 اور اونکی فروخت سے نفع حاصل کرتا تھا جہاں تردد زمین کا موقع

نہ ملتا تھا دانتے درخت کوٹا کر دوسرے درخت لگواتا تھا وگمین  
 تالاب اور کسی جگہ بانڈہ بناتا تھا ختے کہ دس برس میں وہ گل  
 بیڑ مثل ایک باغ کے ہو گیا ایک روز خود جا کر دہقان فرزند کو  
 مطلع کیا اور نیا خراج مقرر کرانا چاہا مالک بدریافت اس محنت  
 و کوشش کے یہاں تک خوش ہوا کہ خود ملاحظہ کو آیا اور دقتوں  
 اور جفا کشیوں پر دہقان کے ازبس راضی ہو کر چارم خراج  
 میں سے بھی کم کیا اب ثومان بھی اوس دہقان کی نہایت  
 خوش ہوئی اور اپنے سپوت کے کمالات سے انتہا کو مفلوظ ہوئی  
 بعد حصول سند جدید اپنے بھائی بندون کے دیکھنے کو بھی یہ لوگ  
 گئے اور وہ بھی ائے پندرہویں برس مادر مہربان نے اوس  
 دہقان کی انتقال کیا اور دہقان خواہش مند شادی ہوا تو  
 اون لوگوں نے جو پہلے حقیر و ذلیل جانتے تھے اوس سے قربت  
 کی استدعا کی لیکن دہقان نے قبول نہ کیا اور اوس کو ٹریے  
 کی لڑکی کی جو قدیم سے اوس کا پڑوسی تھا اور لڑکی بھی اوسکی جفاکش  
 و باجیا متھی خواستگار ہی کی اور شادی کر لی اور اسقدر آبرو و  
 عزت بدولت اپنی مشقت کے پیدا کی کہ زمیندار کے یہاں مثل  
 اور ذمی رتبہ آدمی کو آنے جانے لگا اور کبھی کبھی وہ بھی سرفراز

کرنے لگا و ادھر ادھر کے ہمسوانہ گائون کے لوگوں کی افانت  
اور مرد دہی سے بھی سر بر آوردہ ہوا یہاں تک کہ او ز زمین بھی بیخ و  
رہن سے حاصل کی اور خود بھی ایک بڑا زمیندار ہو گیا

### حکایت

جرمن ایک بڑا ملک یورپ میں ہے وہاں کے باشندے  
قدیم سے شائق علوم اور فنون کے مشہور ہیں اور بہادری اور  
مستقل مزاجی میں معروف ہیں چنانچہ جرمن کے ایک شہر ہبرگ  
میں ایک شخص نوجوان رہا کرتا تھا اور قوت لایوت سے حیران  
پریشان تھا اگرچہ اس کے خاندان میں اکثر تجارت پیشہ تھے  
لیکن اس بچارے کو قدرت نہ تھی اس واسطے بڑھئی کا پیشہ  
اختیار کیا اور چندے اس کے ذریعے سے پیٹ پالا اور جو کچھ  
کھانے پینے سے بچ رہا اس کو اسراف سے محفوظ رکھ کر منتظر  
وقت کا رہا کیا تھوڑے دنوں کے بعد سنا کہ جزیرہ ہالینڈ میں جو  
اس کے وطن سے پچھم کی جانب اور ملک فرانس سے اتر اور  
انگلینڈ کے پورب میں ہے سہرا س ٹراڈام میں جہاز بنانے سے  
بڑھوں کو بڑی منفعت ہوتی ہے دریافت اس کے اس کو رغبت  
جانے اس ٹراڈام کی ہوئی اور رخت مسافرت درست کر کے

روانہ ہوا اور بعد ازیں مراحل و قطع منازل شہر مذکور میں پہونچا اور حقیقت میں ایک بڑا کارخانہ جہاز بنانے کا پایا جس میں سیکڑوں کاریگر جہاز بنانے میں مصروف تھے اور عمدہ عمدہ نئے قسم کے جہاز بناتے تھے چنانچہ یہ بھی ان کے زمرہ میں شامل ہوا اور علاوہ پانے مزدوری خاطر خواہ کے نہایت مشاق جہاز بنانے میں ہو گیا اور ان علوم سے جو اوس کام سے متعلق تھے بوجہ عمل اور تجربہ کے از بس فائدہ ہوا دو برس اس مشق میں اوسکو گزرے تھے کہ ایک سردار ملک روس کا معنی دہان وارد ہوا غرض اوسکی یہ تھی کہ ترکیب بنانے جہاز کی خود دریافت کرے لیکن راز اوسکا کھل گیا اور بے نیل مرام وہ واپسی پر مجبور ہوا اور چلتے وقت سردار نے اوس جرمنی سے درخواست کی کہ وہ اوسکے ملک کو چلے جہاں بڑا فائدہ اوسکو ہوگا جرمنی نے منظور کر لیا اور ہمراہ اوس سردار کے اوسکے ملک میں پہونچ کر شاہنشاہ روس کے حضور میں باریاب ہوا اور جہاز بنانے کے کارخانے میں بڑے مشاہرہ پر نوکر ہوا اور عمدہ عمدہ نوئے کے جہاز جیسے دہان کبھی نہ بنتے تھے اور نہ دہان کے کاریگروں کے خیال میں تھے بنائے اور بہت کچھ حاصل کیا اور بعد اوسکے

ہاجرہ نے کہا کہ نوکروں کی خرابی اور اذکو جو ذلتیں ہوتی ہیں انکی  
بیان کی کچھ حاجت نہیں ہے اس واسطے کہ اسے ماما تو خوب  
جانتی ہے اور سو اسے اسکے ہماری سردار بی بی نے لو پو لیت  
رہیں ملک روس کی خرابی اور بی بی انکہ نے قاسم بن ارقم کا جو  
ماجرایان کیا ہے وہی کافی اور دانی ہے یہاں تک ہاجرہ نے  
کہا تھا کہ آفتاب بھی غروب ہوا اسلئے میں نے کھرے ہو کر بی بی  
ہاجرہ کی لیاقت اور نصاحت اور بلاغت کے پہلے بہت مدح و  
ثنائ کی اور اس کے بعد شکر گزاری بابت قشر لیت آدمی اور تقریر  
نصیحت آمیز کے ادا کی اس وقت وہ مجمع برخاست ہوا اور ہر ایک  
بی بی اپنے گھر کو روانہ ہوئی بعد برخاست ہونے صحبت کے میرا  
شوہر محل میں آیا اور مستفسر حالات مجلس کا ہوا میں فرمن وین  
سب بیان کیا جس سے وہ از بس مخطوط ہوا اس کے چوتھو روز  
بی بی ہاجرہ رخصت ہونے کو پھر میرے پاس آئیں اور بعد  
معمولی بات چیت اپنے منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئیں چار  
بیس تک میں اپنے شوہر کے ساتھ رہی و آخر چوتھے سال  
میں میرا بڑا لڑکا پیدا ہوا فرط خوشی سے میرے شوہر نے بہت کچھ  
مخرج کرنا چاہا مگر میں نے کمال منت و غما جزی اور سکو باز رکھا



اور عرض کیا کہ محض رشکے کا پیدا ہونا کچھ بھی باعث خوشی کا نہیں ہے البتہ بعد چند روز کے ایک روز خوشی کا اگر خدا چاہے تو ہوگا اور اوس روز مجھ کو خود بھی خوشی ہوگی اور آپ کو بھی مین خوشی سے باز نہ کھوئیگی میرے شوہر نے متعجب ہو کر پوچھا کہ وہ کون دن ہوگا مین نے عرض کیا کہ جس روز تعلیم نیک پاکریہ لڑکا قابل و فاضل و لائق مورد تحسین و علائق ہوگا میرے شوہر کو اس میری تقریر سے زیادہ تر خوشی ہوئی اور اون تقریبات کو جو وہاں مثل دستور عمل کے جاری تھیں مسدود کیا اور اوس انسداد صرفت بھی کو فائدہ نہیں ہوا بلکہ اہل ملک کو بھی از بس نفع ہوا اور بڑا فائدہ جو روپیہ صرفت ہوا کرتا تھا بیچ گیا غرض میرا لڑکا جب چالیس روز کا ہوا تو مین نے کسی کی ممانعت پر کان نہ دیا اور صبح و شام کھلائی کی گود میں دیکر میدان و سبزہ زار و باغات میں پھرانے اور ہوا کھلانا حکم دیا جس سے ہر روز قوت او سکے بدن میں آنے لگی اور بہت جلد پہلنے پھرنے لگا خدا کے فضل سے جسوقت قوت گفتار او کو آئی تو پہلے مین نے خدا کے نام او سے یاد کرائے و بعد او سکے حروف کے مخرج نکھوانے شروع کیے یہاں تک کہ چند روز میں اچھی طرح سے حروف کے تمام لینے لگا پھر کھلوانے حروف کے

مشابہ بنوائے اور ہر ایک کھلونے کو ایک ایک حرف سے سے  
 کر دیا کھیلتے کھیلتے حرفوں کے نام اور انکی شکلوں کو بخوبی پہچان گیا  
 وہ پورا چار برس کا ہوا تھا کہ لڑکی پیدا ہوئی اوسکی پرورش  
 بھی مین نے مانند لڑکے کے کی لڑکا جب پانچ برس کا ہوا معلم  
 مقرر کر کے تین برس تک گھر میں پڑھوایا اور آٹھویں برس  
 مدرسہ دمشق میں بھیج دیا تا بہت سے لڑکوں کے ساتھ پڑھے  
 اور رحمت اور غیرت کو کام میں لا کر دوسرے اپنے ہمنون سے  
 سبقت لیجانے کا ارادہ کرے اور ہر بعد نصیحت اور انعتاد صحبت  
 بی بی ماجرہ کے جس قدر بیبیاں اوس مجمع میں آئیں تھیں سبکو  
 ایک جوش ہوا کہ لڑکیوں کی تعلیم کریں چنانچہ اپنے شوہر کو  
 اور مربیوں کو بجد ہو کر راضی کیا اور بی بی محمودہ نے بھی بڑا کام  
 کیا کہ لڑکیوں کی تعلیم کا ذمہ لیا اور بڑی دلسوزی سے پڑھانا  
 شروع کیا چنانچہ مین نے پانچویں برس سالگرہ کے بعد لڑکی کے  
 تعلیم کے واسطے آٹھ خاص مقرر کی اور مغلائی بھی مامور کی شاہی  
 کے نوین سال چھوٹا بیٹا پیدا ہوا اور بدستور پرورش پانے لگا  
 اور اس عرصہ میں محمودہ کی کوشش سے اکثر لڑکیوں نے بہت  
 کچھ پڑھ لیا ایک روز بی بی محمودہ نے مجھے درخواست کی کہ اوسکی

شاگردوں کا امتحان لون بونہی میں نے منظور کیا اور جس دن میری  
 دُرُکی کی بسم اللہ کا پورا سال تمام ہوا میں نے کل شاگردوں بی بی  
 محمودہ کو مہمان کیا اور تکلف کا کھانا اونکے واسطے پکا کر ہر ایک کو  
 بلوایا اور پہلے سب کو کھانا کھلوا دیا اور واسطے ہر ایک کے ایک  
 ایک جوڑا کپڑا ایک ہی قسم کا جو مرتب کرایا تھا و کبشتیوں میں  
 لگا رکھا تھا ہر ایک کو پہنوا دیا اور اسی قسم کا اپنی دُرُکی کو بھی پہنا کر  
 ایک کمرے میں جہان فرش تکلف بچھا ہوا تھا بعد دوپہر کے  
 جمع کیا ادبی بی محمودہ نے اپنے کل شاگرد لڑکیوں کو درجہ بدرجہ  
 بٹھلایا اور مجھے اشارہ کیا کہ میں اونکے آموختہ کو سنون غرض  
 میں نے درجہ بدرجہ ہر ایک کا پڑھنا سنا اور سوالات کیے مرن و نحو  
 و تواریخ اور حساب میں اچھے اچھے جواب دیے کہ میں نے بہت  
 پسند کیا بعد اوسکے میں نے عام سوال کیا کہ پڑھنے سے کیا فائدہ  
 ہوتا ہے اوسکا جواب بھی ہر ایک نے اچھا دیا سبکے جواب کا یہ  
 مطلب تھا کہ بدون جنبش زبان اور صرف قوت سامعہ کو صرف  
 آنکھ سے دوسرے کے دل کے خیالات معلوم ہو جاتے ہیں اول  
 کھنے کا فائدہ یہ بیان کیا کہ بدون نطق بیان و سماعت صرف  
 ہاتھ کے اشارے کے ذریعے سے اپنے ذہن کا مطلب دوسرے کے

زہن میں داخل ہو جاتا ہے اور بلا اس کے کہ دوسرے کے کان میں  
 امور روز کے جاوین منزلوں پیغام پہنچ جاتا ہے اور امور نیک  
 بلا تبدل و تغیر سالہا سال گھٹنے کی وجہ سے صفحہ روزگار پر قائم  
 رہتے ہیں پھر میں نے واسطے انکشاف ان کی استعداد کو سب سے  
 درخواست کی کہ اپنے اپنے ذہن میں جو بہتر سمجھتی ہوں بلا لحاظ  
 بیان کریں چنانچہ ہر ایک نے اپنے مقام سے اونٹھ اونٹھ کر  
 بیان کرنا شروع کیا

### شاگرد اول

ہر ایک آدمی کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے بصدق دل ہر روز  
 اپنی خیر و عافیت دارین کی دعا کیا کرے تاکہ عوارض جسمی سے جو  
 ایک بڑی تکلیف اور موجب سقوط جملہ نعمات دنیوی ہے محفوظ  
 رہے حقیقت میں تندرستی بڑی نعمت ہے اگر انسان رنجور و  
 بیمار ہے تو کیسی ہی قدرت ہو صبح و چوچ ہے اور جطرخ خدا سے  
 باسحاہ و ذاری اپنی خیر و عافیت دارین کی دعا مانگے اوس طرح  
 خود بھی سعی و کوشش کرے تا اپنے ہاتھ سے کوئی امر جو نفع  
 صحت و عافیت ہو پیدا نہ کرے کیونکہ اکثر آدمی اپنے ہی فعل سے  
 امراض پیدا کرتے ہیں یا کسی ایسی مصیبت کو خود اپنے واسطے

میا کر لیتے ہیں کہ جس سے خود اونکی تندرستی میں فرق آجائے یا اونکو  
 فعل سے کسی دوسرے کی مانیت کو نقصان پہونچتا ہے میں اگر  
 اون سب امور کو بیان کر سکتی تو زیادہ خوش ہوتی لیکن ڈرتی  
 ہوں کہ میری زیادہ بک بک سے آپ کی سامعہ خراشی ہوگی  
 اس واسطے بطور کلیہ کے چار امر عرض کرتی ہوں اول ہر ایک  
 آدمی کو چاہیے کہ خواہ مخواہ کہ کسی مذہب کا پابند ہو اور اس  
 مذہب میں جن امور کا کرنا روانہ اونکو ہرگز نہ کرے کہ اس کو  
 ممنوعات شرعی کہتے ہیں دوسرے کسی مذہب کا خواہ پابند ہو  
 یا نہ ہو مگر جن امور کے نہ کرنے کا بادشاہ وقت یا فرمان روا و عمر  
 حکم دیا ہو اونکو بھی ہرگز نہ کرے کہ اسکو ممنوعات قانونی کہتے ہیں  
 تیسرے کبھی کوئی ایسا فعل نہ کرے جو مجنسون کو ناپسند ہو چوتھے  
 ہر ایک کو واجب ہے کہ اون سب منہیات سے جنکا اکل و شرب  
 وارتکاب اطباء نے منع کیا ہو پرہیز کرے و اگر ان کلیات پر  
 غور و خوض کر کے ہر شخص اپنے افعالون کو اون سے بچا دے  
 تو صحیح الجسم بھی رہے گا اور کسی قسم کی مذلت دنیا و آخرت  
 نہ اوٹھا دے گا اور بعد مرنے کے دنیا میں نیکنام و خدا کے  
 سامنے سرخرو رہے گا

## شاگرد دوم

میری رائے میں ہر شخص کو چاہیے کہ جن امور کو اللہ تعالیٰ یا حکماء  
تجربہ کار نے مستحسن قرار دیا ہے انکو بندگان خدا کے واسطے  
جان و دل سے بجالا دے کہ اسکو حسن سلوک کہتے ہیں اور سلوک  
دنیا میں باعث ازاد یاد عزت و برکت ہے اور غلبے میں موجب  
نجات و منفعت اور اسطرح ہمیشہ خدا کی رضا جوئی میں مصروف  
رہے و اپنے اخلاق کی درستی میں کوشش کرے خدا کی رضا و  
عبادت سے حاصل ہوتی ہے اور عبادت میں وہ ساری افعال  
داخل ہیں جو خدا کی بندگی کے واسطے کسی مذہب میں مقرر ہوں  
و ظاہر اعمل اپنے یا غیر کی صحت و عافیت کے نمون و درست بازی  
و صدق گوئی اور تواضع فروتنی و تحصیل علم و بذل و سخاوت و  
علم و مروت اور ترحم بجال غریبان و اطاعت بزرگان و فرمانبرداری  
بادشاہان و تعلید علما و نیز ایسے اور افعال کو جو مطبوع خلایق  
ہوں اخلاق پسندیدہ کہتے ہیں

## شاگرد سوم

میری سمجھ میں اپنی عمر کو تحصیل علم کے شغل میں بسر کرنا چاہیے

یہ تو میں نہیں کہتی کہ رات دن کتاب ہاتھ میں لیے رہے اور  
زندگی کے دن پورے کرے بلکہ میرا یہ مطلب ہے کہ میں  
امور پر تحصیل علم کو مقدم رکھے اور جو امور کہ بذریعہ علم کے  
اچھے پائے جاویں ان کو بجالائے اور ان پر عمل کرے اور  
جو مکروہ اور برے ثابت ہوں ان سے اجتناب کلی کرے  
حقیقت میں فضیلت علم کی احاطہ بیان سے افزون ہے میں  
کہتی ہوں کہ تحصیل علم و عمل سے سارے معائب جاذب رہتے  
ہیں اور ہر کس و ناکس کے روبرو عزت ہوتی ہے اور مقبول  
میں رشتہ کاری و راحت اور علم وہ جوہر ہے کہ جس قدر پورا نا  
ہوتا ہے اس قدر بوجہ تجربات اور عمل کے تازہ ہو جاتا ہے

### شاگرد چہارم

دنیا میں ہلوگوں کو نہ چاہیے کہ کوئی ایسا کام کریں جو غیبی  
میں مکام نہ آوے اور جہاں تک محکو علم ہے جانتی ہوں  
کہ دنیا اویسکو کہتی ہیں کہ جو آخرت میں کام نہ آوے اس کو  
کہ ہم اس جہاں میں بطور مسافر کے وارد ہیں لہذا چاہیو کہ جتنے  
دن ہمارے جلا وطنی کے مقرر ہیں بیان پورے کردین اور  
جو وقت میعاد سفر کی پوری ہو جاوے نے توشہ اور زاد و راہ

ظاہری کے یہاں سے پھر اپنے مسکن اصلی کی طرف کوچ کر جا دیں اور کوئی ذریعہ ظاہری ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جسکے سبب ہم کوئی اپنا اندوختہ اپنے اصلی مقام تک بھونچا سکین۔ مجبزاؤں و سیلون کے کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشی کا باعث بیان فرمایا اور ہمو آگاہ کر دیا ہے اور جسکو ہم روشنی علم سے اچھا جانتے ہیں اور حکماء سے اونکی تعریف سنتے آتے ہیں پس اگر ہم ایسے امر اختیار کریں کہ جو ہمارے اصلی وطن میں کام نہ آویں گے بلکہ باعثِ مضر کے ہونگے وہی دنیا ہے

## شاگردِ خیم

میری سمجھ میں ہم لوگوں کو چاہیے کہ اپنے نفس پر قادر رہیں اور کسی حالت میں کوئی فعل باطاعت نفس اختیار نہ کریں بلکہ ہمیشہ مخالفت نفس کی کرتے رہیں اسواسلے کہ بسا اوقات لوگ بہت سے امور کو حقیر سمجھتے ہیں اور خواہش طبعیت کو مٹانے کو گزرتے ہیں حالانکہ وہ بہت مضر ہوتے ہیں پس ہلوگوں کو چاہیے کہ جسوقت کوئی امر ایسا پیش آوے کہ اسکے ترک میں پنا مضر اور دوسرے کا نفع ہو تو خواہش نفسانی رغبت و لاوہ کہ اس فعل کو اختیار نہ کریں لیکن ہمو چاہیے کہ اطاعت اپنے



نفس کی نگرین اور دوسرے کے فائدے کو اپنے نقصان سے  
بہتر سمجھ کر گوارا کر لین

### شاگرد ششم

ہم لوگوں کو نہ چاہیے کہ کبھی بدی کو حیلہ یا صراحتہ یا مصلحتاً  
نسی کے حق میں روا رکھیں اس واسطے کہ آخر کو وہ بدی ضرور  
ہم پر آدگی ہمیشہ نیکی و درمندی ہر کہ و مہ کے ساتھ کرنا چاہیے  
جیسے کہ آفتاب اور مہتاب کہ وہ بھی مخلوق ہیں مگر اپنی روشنی کو  
یکساں سب پر پھونپاتے ہیں اور اگر کوئی اونکی روشنی سے  
ضرر پائے تو ظاہر ہے کہ قصور آفتاب اور مہتاب کا کچھ نہیں ہے  
بلکہ حقیقت میں قصور اوسی ضرر اوٹھانے والے کا ہے

### شاگرد ہفتم

میری رامی میں نیک آدمی کے پہچاننے کی تین دلیل معقول ہیں  
اول جو شخص طلب علم میں کوشش کرتا ہو دوسرے سخاوت کو  
عزیز رکھتا ہو تیسرے شگفتہ رو ہو گو افعال اوس شخص کے  
جسین یہ اوصاف سمجیدہ موجود ہوں بظاہر اچھے نہ معلوم ہوں  
لیکن اہل تجربہ اوسکو اچھا سمجھیں گے اور ممکن نہیں کہ وہ اچھا نہ ہو  
اس لیے کہ جو شخص طلب علم میں کوشش کرتا رہے گا وہ ضرور

عیب و صواب پر آگاہ ہوگا اور جسکو بھلا بُرا معلوم ہوگا وہ ہرگز  
لا علمی کے اندھیرے میں ٹھوکر نہ کھائیگا اور جسکو سخاوت کی عادت  
ہوگی اوس سے کوئی فعل قسادت یا مروت یا مخالفت آسودگی  
خلائق واقع نہوگا اور جو شگفتہ رو ہوگا غضب و غصہ اوس کے  
نزدیک نہ آوے گا۔

### شاگرد ہشتم

میرے خیال میں آزار دہی ایک سخت گناہ ہے اور باعث  
کمال ناخوشی خدا اور بندگان خدا ہے ہمکو چاہیے کہ اپنا سا حال  
سب بندگان خدا کا خیال کرین تو ظاہر ہوگا کہ جس فعل سے  
ہمکو آزار پہونچتا ہے اوس سے دوسروں کو بھی تکلیف پہونچتی  
ہوگی حقیقت میں کوئی فعل آزار دہی سے زیادہ بُرا نہیں ہے  
اور ترک کرنا اسکا کچھ دشوار نہیں ہے جب ہم سب کا حال اپنا  
جانیگے تو کبھی مرتکب آزار دہی کے ننودینگے فی الواقع نہایت  
تاسف اور الم کا مقام ہے کہ ہم اوسی دکھ میں جان بوجھ کر  
دوسرے کو مبتلا کرین کہ جسکے لاحق ہونی سو ہم دد مند ہوتی ہیں

### شاگرد نهم

ہم لوگوں کو اپنی موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے اور ہر گھ

شبہ نہیں ہے کہ اگر ہم اپنی موت کو بھول سجاوین اور ہر وقت روزِ اجل کو اپنے سر پر خیال کرتے رہیں تو کوئی فعلِ زشت ہم سے سرزد نہ ہوگا اور دلیل اسکی یہ ہے کہ جس جگہ سے ہلوگوں کو اپنی روانگی متعین ہو جاتی ہے تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے جانے کے بعد اس مقام کے خاص و عام ہلو بہ نیکی یاد کریں اور کسی قسم کا الزام نہ دیں اور مجرد اس خیال سے طرح طرح کے سلوک ہمارے ذہن میں گزرتے ہیں کہ ہم وہاں کے باشندوں کے ساتھ کریں تا با دکار رہیں پس اس طرح اگر تمام جہان کے مقامات سے ہم اپنے کو جاننے والا سمجھیں تو ہم تمام عالم سے ایسے ہی سلوک کرینگے جیسے کوئی مسافر ایک مکانوں یا محلہ کے آدمیوں سے کرتا ہے

### شاگردِ دوم

میرے خیال میں از روئے علم اور تجربہ انسان کو بہت سی چیزیں خود بخود جلد معلوم ہو جاتی ہیں اور اکثر باریکیاں سمجھ میں آ جاتی ہیں لیکن حسنِ تدبیر اپنے ہمفکس و ہم صورت کا پہچانا علم اور تجربہ سے متعلق نہیں ہے اس واسطے کہ اگرچہ انسانوں کے ایسے مختلف بنائے گئے ہیں کہ کسی ایک کو دوسرے کے مزاج سے مناسبت

نہیں ہے اور جبکہ کثرت ملاقات سے بھی انسان کی شناخت دشوار ہے تو بذریعہ کسی علم یا تجربہ کے کیونکر ممکن ہے ہاں یہ بات کہ خاص اوسی آدمی سے کوئی معاملہ متعلق ہو اور خاص تجربہ اوس سے حاصل ہو سو یہ شکل بے اسواسطے نہ چاہیے کہ ہلوگ وضع اور لباس ظاہری پر ہر ایک کے مطمئن ہو کر اچھا خیال کریں اور نرم نرم باتوں سے اپنا دوست سمجھ لیویں اور ہر شخص کو یار بنا لیویں بلکہ اس امر اہم کو جو لوگ آسان سمجھ کر ہر شخص کو قابل دوستی جانتے ہیں وہ بیشتر رنج اٹھاتے ہیں اسواسطے کہ دوستوں کی شناخت کا صرف ایک وقت مقرر ہے اور وہ زمانہ حاجت کا ہے اور اوس وقت یار و اغیار پہچانا جاتا ہے پس بمقدور انسان ہم سے دوستی کا دم مارین ہم اذکو میزان عقل میں تولین اور دیکھیں کہ کیوں ہم سے ربط بڑھاتے ہیں اگر دیکھیں کہ اونکی کوئی غرض ہم سے متعلق ہو تو حقے المقدور اوسکو فوراً پورا کر دیویں اور پھر اوسکو بار ندیویں اگر معلوم ہو کہ غرض تو نہیں ہے صرف دل بہلانے کو آمدورفت کرتا ہے تو تواضع و اخلاق جو دوست و دشمن سب کے ساتھ کرنا بہتر ہے اوس سے بھی کرتے رہیں اور اگر معلوم ہو کہ اون دونوں وجوہات سے طالب ربط پاک ہے تو ضرور ہے کہ

ہم تلاش کریں کہ وہ آدمی کیسا ہے اگر دیندار پایا جاوے تو  
 اہمکشان اسکا کریں کہ اطاعت والدین کی کیسی کرتا ہے اور اپنی  
 اولاد و اعزہ کے ساتھ کیسا صلہ رحم کرتا ہے اگر اوسمین بھی کوئی  
 الزام نہ تو نقص اسکا کریں کہ ہمسایہ کے لوگ اوسکی نسبت کیا  
 کہتے ہیں اگر وہ بھی تعریف کریں تو مضائقہ نہیں کہ اوس سرودستی کریں

### شاگرد یا زوہم

میری راء میں ہمیشہ ہم لوگوں کو صادق القال اور نیک فعال  
 ہونا چاہیے اور ہرگز سخن لغو سے اپنی زبان کو جو تمام اعضا میں  
 اشرف ہے آلودہ نہ کرنا چاہیے مگر میں سمجھتی ہوں کہ بعض کلمات  
 راست کو بھی زبان پر لانا نہ چاہیے ہر چند وہ سچ ہوں مگر سنو والی  
 اعتبار نہیں کرتے اور جھوٹا جانتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بڑا سچ  
 سچ اپنی جوانی کے وقت کا زور و طاقت اظہار کرے اور بولم و کا  
 ایک حکایت اپنی قوت کی بیان کرے تو لوگ ضرور مسخرہ جانیگے  
 علی ہذا اگر کوئی فقیر اپنی سخاوت اور فیاضی حالت و ولتمندی کا  
 ٹھیک ٹھیک حال بیان کرے تو کوئی باور نہیں کریگا پس ایسے  
 مقام میں سکوت ہی اولے ہے اور ایسے سچے ذکر و تذکر بھی  
 کرنے ناروا ہیں

## شاگرد و اولاد ہم

میں نے جہاں تک خیال کیا ہے مجھ کو اس قدر دریافت ہوا ہے کہ  
 چم چیزیں اکثر مانع حصول دولت و ثروت ہیں اور جتنک اولاد کو ہم  
 لوگ ایک نکتہ نہ چھوڑ دیں ہرگز کسی امر میں جو مفید ہیں اپنی  
 ترقی نہیں کر سکتے مگر افسوس ہے کہ پانچ چیزوں کے ترک کر ڈی کی  
 ہجو خود قدرت ہے الامین دیکھتی ہوں کہ اکثر لوگ اوس میں مبتلا  
 ہیں اور ایک ہلوگوں کے مقدور سے باہر ہے اور اوس سحرانی  
 فضل قادر مطلق پر منحصر ہے اور وہ چم چیزیں یہ ہیں اول کاہلی  
 دوم محبت اہل و عیال سیوم بیماری دائمی چارم الفت وطن پنجم  
 قصور بہت ششم خوف پس کاہلی مورث انواع خرابی کی ہے  
 اور جھکو فی الجملہ قدرت ہے اول کو بھی یہی عادت مال و دولت کھو کر  
 زمرہ تنگ دستوں میں بٹھلاتی ہے دوم و چارم یعنی محبت اہل و  
 عیال اور الفت وطن میں جو انسان پھنستے ہیں وہ نہ تو کمین باہر  
 طلب علم کے واسطے جاسکتے ہیں نہ علوم اور فنون کو غیر ملکوں سے  
 لاسکتے ہیں نہ تجارت اور حرفت کو ترقی دے سکتے ہیں پنجم  
 قصور بہت ایک بڑی وجہ فحاکت کی ہے اور جسکے مزاج میں یہ  
 فتور ہے وہ ہر کام میں مجبور ہے ششم خوف بھی ایک بد بلا ہے

کہ دلیری بالکل برباد ہو جاتی ہے اور جبکہ خراج میں اسکو دخل ہے وہ ہر ایک کام کے شروع میں خائف زیان مال و جان اور بھی اپنے دیگر امور کا جو کر ٹھہرتا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا امر سیوم بیماری دائمی سودہ ایک امر لا چاری کا ہے اور انسان اوس کے رفع کرنے کا قابو نہیں رکھتا

### شاگرد سیزدہم

میری دانست میں ہر شخص کو ضرور ہے کہ چار چیزوں کو ہمیشہ یاد رکھے اور کسی حالت میں اونکو نہ بھول جاوے اور تین باتوں کے یاد رکھنے کا کبھی ارادہ نہ کرے پس یاد رکھنے میں اول یاد مرگ ہے بعد اسکے جسے کبھی کسی قسم کا احسان کیا ہو اوسکو نہ بھولے تیسرے جو کچھ تجربہ حالات روزگار سے حاصل کیا ہو کسی وقت اوسکو سو نہ کرے چوتھے مضامین و پندہین جو تجربہ کاروں اور عاقلوں سے سنے ہوں یا عمدہ کتابوں میں دیکھے ہوں و بھولنے کی چیزوں میں اول اپنی ہستی کو بھولاوے دوسرے جو احسان کیسے ساتھ کیا ہو اوسکو کی طرح یاد نہ کرے اور خواہش اسکی نہ رکھے کہ لوگ اوسکی شکر گزاری کریں تیسرے اگر کسی نے بدی کی ہو تو اوسکو کبھی خاطر میں نہ لاوے اور بدلا لینے کا ارادہ ہرگز نہ رکھے

## شاگرد چاروہم

مین نہایت خوشی سے بیان کرتی ہوں کہ دنیا میں سخاوت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے آدمی کو ہمیشہ سخی ہونا چاہیے اور درد مندوں اور پشیمانوں دل ریش پر مرہم رکھنا اور ان کی رعایت و مروت کرنا بہت ہی اچھا جو ہر ہے اور خشم و غضب کو روکنا۔ سخاوت کو جلا دیتا ہے اور آدمی کو نیک بخت اور بلند نام کرتا ہے نیکنامی ہی دنیا میں صرف ایک چیز ہے کہ جو بعد موت کے قیامت تک باقی رہتی ہے اور زشت ترین عادت دشنام دہی ہے اور محکو بخوبی اس سے خاطر جمع ہے کہ جو کوئی کسیکو گالی دیتا ہو بدلہ اسکا اوس وقت پانا ہے بطرح کہ کوئی کھوٹا روپیہ کسی کے ہاتھ دیتا ہے اور اسکا ٹرہ اٹھاتا ہے پس ہر عاقل کو اس سے اجتناب واجب و لازم ہے

## شاگرد پانزواہم

مین خیال کرتی ہوں کہ جمیع انسان تین اقسام میں منقسم ہیں اول وہ لوگ ہیں کہ جن سے بندگان خدا کو احتیاج ہے اور دوسرے وہ اشخاص ہیں جو نہ کسی کے محتاج ہیں اور نہ اون سے کسیکو احتیاج ہے اور تیسرے وہ بیمارے ہیں جو خود محتاج ہیں علی البدل اول قسم کے لوگ عاقل اور سوم قسم کے جاہل اور دوم متوسط کمالات ہیں



پس میں اوس قدر مرتبہ و مقدار کو نہیں پسند کرتی کہ جس سے کوئی  
 احتیاج اوس سے متعلق ہو اوس واسطے کہ ہر وقت سواں روح اور  
 تنگی خاطر اور دغدغہ ایسے رتبہ والوں کے دون پر رہتا ہے اور تہا میں  
 و آرام اذ کو نہیں ملتا اور جس قدر درجہ سہم والے محتاجوں کو کوفت  
 درج بوجہ احتیاج کے ہوتا ہے اوس سے دو گونہ اذ کو رہتا ہے  
 فرض کیجئے کہ درجہ اعلیٰ میں سے اعلیٰ بادشاہ ہے پس ہر وقت  
 اس اندیشہ میں ہے کہ کوئی زہر نہ کھلا دیوے کوئی خوابگاہ میں  
 داخل ہو کر مار ڈالی جب کمین جاتا ہے تو سپاہیوں اور محافظوں کے  
 انبوه میں محروس ہوتا ہے اور کی طرح اوس کو لطف آزادی مل  
 نہیں ہے غلے ہذا اور جو لوگ اوس سے کم رتبہ کے ہیں اپنے اپنے  
 رتبہ کے موافق پریشان ہیں البتہ دوسرے درجہ کو میں پسند کرتی  
 ہوں کہ نہ تو وہ کسی کے محتاج ہیں نہ کسی کے احتیاج بر لائے کا مقدر  
 رکھتے ہیں اور اس وجہ سے کمال آزادی بسر کرتے ہیں لیکن  
 قسم اول کے اشخاص جو کھلاتے ہیں وہ عاقل ہیں اور قبل شروع  
 کرنے کسی کام کے انجام کو سوچتے ہیں اور آغاز تقریر میں خیال  
 کر لیتے ہیں کہ کیا اعتراض اوس تقریر پر وارد ہو سکتا ہے اور وہ  
 کیونکر اوجھ سکتا ہے کیونکہ دشمن نہیں بناتے اور اگر کی طرح کوئی

ناحق دشمن ہو جائے تو اسکو پھر اپنا دوست بنالیتے ہیں شبہ روز  
 سی کر سکتے ہیں اور جاہلون کی صحبت سے نفرت کرتے ہیں  
 اہل فسق و فجور کو پسند و نضاح کرتے ہیں اور کسی امر متوحش کے  
 پیش آنے سے نہیں گھبراتے اور متوسط فہم و عقل کے لوگ قسم و کھ  
 کھلاتے ہیں جو پہلے سے کسی امر کی بابت کچھ فکر نہیں کرتے مگر جب  
 کوئی امر واقع ہو جاتا ہے تو اپنی ہمت کو بھی نہیں بارتے اور اذیت  
 سوچتے اور سمجھتے ہیں اور مناسب فکر کرتے ہیں اور جب کبھی مشکل  
 میں پڑ جاتے ہیں تو کمالی استقلال کو کام میں لا کر رہائی حاصل کرتے  
 ہیں اور تیسرے قسم کے لوگ جاہل ہیں کہ بمجرد ورود کسی بلا کے  
 پریشان و سر اسیمہ ہو جاتے اور تھوڑی راحت سے اپنی کو بھول جاتے ہیں

### شاگرد شا نزو ہم

دنیا میں احمق سے زیادہ کوئی شخص بدنام نہیں ہے اور واقعی  
 اس سے احتراز ہی کرنا ضرور ہے چنانچہ ہر ایک اسکو جانتا ہے  
 کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہوتا ہے لہذا ہلوگوں کو ضرور  
 ہے کہ نادان احمق کو بخوبی پہچان لیں اور جو شخص بدون  
 طلب کسی کے خزان نعمت پر حاضر ہو یا صمان ہو کر میزبان پر محلو  
 کرے یا امید سود و سود کی دشمنوں سے رکھے یا بخیلوں اور ظالموں

امید احسان کی کرے یا جسوقت دو آدمی باتیں کرتے ہوں ادنیٰ باتیں سننے پر رعبت کرے یا چاہے کہ بزرگوں اور حکام کو سخت دیوے یا کسی مجلس میں ایسی جگہ بیٹھے کہ جہاں بیٹھنے کے لائق نہ ہو یا اسوقت باتیں کرے کہ جب کوئی سننے پر مائل نہ ہو اسکو محق سمجھنا چاہیے اور اس سے معذور بھر دور رہنا انبہا ہے

### شاگرد ہفتہ ہم

میری راہ میں عورتوں کو بہ نسبت مردوں کے زیادہ تر حلیم و بردبار ہونا چاہیے اس واسطے کہ عورتوں کی تھوڑی شوخ مزاجی بیشتر سامانِ جمعیت اتر ہو جاتا ہے بے شبہ اگر شوہر رضا جو ہے تو وہ تمام تر بی بی کے خوش رکھنے میں مصروف رہیگا اور اپنی عمدہ کاموں کی طرف متوجہ نہ ہو سکیگا اور اگر بے پردہ ہے تو ظاہر ہے کہ رات دن جھگڑا پیدا ہوگا میں نے اکثر خرابی خاندانوں اور پریشانی دوستوں کا باعث عورتوں کا پایا ہے اور پھر جو غور کر کر تلاش کیا ہے تو وہ اثر صرف بد خوئی اور بد مزاجی عورت کا تھا اور اس واسطے مردوں نے دفتر و دفتر عورتوں کی شکایت کے لکھ ڈالے ہیں پس ہمکو چاہیے کہ مردوں سے بڑھ کر ہم نیک مزاجی میں مشہور ہوں اور اس درجہ کو اپنے خاندان کے مردوں کی دلجوئی اور خاطر داری

کریں کہ جن حکایتوں کو اونہوں نے کسی سے سنا یا کہیں پڑھا ہو  
اوسکو بھول جاوین چنانچہ ایک حکایت جو میں نے کل شام کو  
دیکھی ہے اوسنے اس بیان پر مجھے آمادہ کیا ہے

### حکایت

دو ماں بیان کرتا ہے کہ چند مسائل میں مجھ کو حیرانی تھی اور کثرت  
حقیقت نہ تھی اسی واسطے میں شہر نیف میں جو ملک معرین  
مشہور اور معروف تھا وارد ہوا اور دریافت کرنے لگا کہ کون اور  
شہر میں فاضل اور حکیم ہے الغرض معلوم ہوا کہ ایک حکیم لاثانی  
اس شہر میں تھا کہ کوئی مسئلہ فاضل اوسکی نظر میں مشکل نہ معلوم  
ہوتا تھا چند روز ہوئے انتقال کر گیا تاہم چار فرزند ستودہ شعار  
اوسکے یادگار باقی ہیں اور ایک سے دوسرا بڑھکر ہے بدریغ  
اسکے میں بڑے بھائی کے پاس گیا دیکھا کہ ایک جوان تنومند  
خوش حال ہر مجھ کو دیکھتے ہی تعلیم کو اٹھا اور نہایت تپاک سے ملا  
اور میرے سوال کو بخوض و غور سنا آخر کو فرمایا کہ بہتر ہے کہ اچھا  
جواب آپ میرے منجھلے بھائی سے جو فصیح اور بلیغ زیادہ ہے  
سنیں اور ایک رقعہ لکھا کہ ادب و تعلیم سے مجھے رخصت کیا  
چنانچہ میں اوسکے منجھلے بھائی کے پاس گیا اور اوسنے بھی میری

بست خاطر کی لیکن میں اپنے دل پہن چیراں تھا کہ جسکے بیان سے  
 ابھی پلا آتا ہوں وہ کیونکر اس شخص سے عمر میں زیادہ ہے  
 شاید مجھ کو دھوکا ہوا کہ پہلے میں چھوٹے بھائی کے پاس گیا تھا  
 اور اوسنے مجھے اپنے بڑے بھائی کے پاس بھجوا دیا ہے لیکن اوس  
 حیرانی کو میں نے غائب نہیں کیا اور اپنا سوال پیش کیا تو واقعی قات  
 اور بلاغت میں پہلے سے اوسکو زیادہ پایا لیکن اوسنے جواب مسئلہ کو  
 اپنے پتھلے بھائی پر محمول کیا اور بدستور رقعہ لکھ کر مجھ کو اوسکے پاس بھجوا دیا  
 میں نے اوسکو پتھلے سے بھی زیادہ ضعیف دیکھا قصہ مختصر اوسنے  
 بھی جواب نہ دیا اور کہا کہ چھوٹے بھائی سے جواب ملیگا تب تو  
 مجھ کو یقین ہو گیا کہ میں نے غلطی نہیں کی تھی اور پہلے میں بڑی ہی  
 بھائی کے پاس گیا تھا خیر و ان سے اومٹھا اور چھوٹے بھائی کی دست  
 پر حاضر ہوا دیکھا کہ وہ نہایت مشغول اور کمزور ہے مگر جامہ خلاق کو  
 امدت ملنے سے اوس پر قلع کیا تھا بہت ہی انسانیت سے پیش آیا  
 اور سر و قد اومٹھ کھڑا ہوا اور بعد دریافت خیر مقدم وجہ میرے  
 آنے کی پوچھی میں نے اپنے مسائل حکمت کو پیش کیا بخندہ پشانی  
 سنا گیا جب کل مسئلوں کو سن چکا تو جواب دینے کو مستعد ہوا  
 اور اس لطافت اور شرح و بسط سے بیان کیا کہ میں بخوبی

سمجھ گیا اور نہایت خوشش ہوا آخر میں اوسنے فرمایا کہ یہ آپ اپنے دل میں خیال نفرا دین کہ بڑے بھائی میرے جواب مسئلہ تری ماری تھے مگر میرے پاس بھجوانے سوا دیکھی غرض یہ ہے کہ آپ کے استفسار پر ہر ایک خبردار ہو جاوے میں نے جواب میں اوسکے بعد کمال شکر گزاری کی کما کہ یہ تو مجھ کو تردد نہیں ہے کہ اور بھائی آپ کے جواب مسائل میں عاجز تھے لیکن ایک حیرانی البتہ ہے کہ جن صاحبوں کو آپ بڑے بھائی فرماتے ہیں وہ آپ سے کہیں جوان اور تومند اور قوی ہیں اور جنگو آپ بنبھلا کہتے ہیں وہ اوسو ضعیف اور سنبھلے صاحب اول سے بھی کہیں نحیف ہیں اور آپ تو بڑے بھائی صاحب سے نہایت مسن اور انتہا کو کمزور معلوم ہوتے ہیں یہ سب شکر اوس جوان مرد نے ایک آہ سرد کھینچی اور کما کہ وجہ اسکی بڑے بھائی صاحب کہ خوب بیان کرینگے آپ کو اگر اسکی حقیقت کی دریافت کی خواہش ہے تو اول سے پوچھیے چونکہ مجھ کو حقیقت حال پر مطلع نہونے سے بڑا خلجان تھا اسواسلے میں بڑے صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بے تردد مستفسر ہوا اونہوں نے کما کہ اگر آپ تکلیف گوارا کریں مگر آج میرے یہاں صمان ہوں اور ایک ایک روز ہم سب بھائیوں کے یہاں رہیں

تو اسکا سبب آپ کو خود بخود بدون ہمارے بیان کے ظاہر ہو  
 ہو جاویگا اور ہمارے بیان سے وہ بہتر ہوگا میں نے منظور کیا  
 اوسوقت اوتھکر وہ فاضل اندر اپنے محل کے گیا اور اوتے پانوں  
 پھرتا ہنوز دوسرے جگہ اپنی گرم نین کی تھی کہ ایک ماما محل سے آئی  
 اور مجھے مزاج پرسی کر کے نہایت فصاحت و بلاغت سے گویا ہوئی  
 کہ ہمارے بخت کی یاد دہانی تھی کہ آپ نے قدم رنجہ فرمایا ہنوز  
 باتیں اوس نیک بخت کی تمام نویں تھیں کہ ایک خادمہ سلا گیا  
 اور آفتاب لیکر آئی اور مجھے ہاتھ منہ دھونے پر مجبور ہوئی ابھی  
 میں ہاتھ منہ دھوتا تھا کہ دوسری کیز ایک سینہ میں تھوہ اور  
 ناشتہ لیکر آئی اور پہلی ماما اور ہاتھ دھولانے والی اندر محل  
 میں دوڑ کے چلی گئیں جسوقت ہم تھوہ پی چکے خادمہ حقہ  
 لے آئی اور ماما نے ایک کمرے میں پٹنگ درست کیا اور مسند  
 زیر پٹنگ بچھا کر چند کتابیں اور قلم و ادوات لاکر رکھ دیں اور  
 مجھ کو آرام کرنے کے لیے اوس کمرے میں تکلیف دی حالانکہ  
 میزبان نے کسی امر کے واسطے اشارہ تک بھی نہ کیا تھا مگر سارا  
 گھر دعوت و مدارات میں مصروف رہا دونوں وقت کا کھانا بہ تکلف  
 کھلایا اور ہر وقت ہر ایک جو یا جو خیریت رہی دوسری صبح کو بھی

اونی فصیح مانے اصرار کیا کہ میں دو ایک دن اور ٹھہرون مگر  
 چونکہ مین بنخلے حضرت کے یہاں جانے والا تھا اسلیے بعد ہو کر  
 رخصت ہوا اور اونی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا تردد پیش کیا  
 اونہون نے بڑے بھائی کی طرح جواب دیا اور اپنا مہمان کیا اور  
 اونی اپنی مجلس میں جو نشست گاہ سے ملی ہوئی تھی اوٹھ کر گئے  
 اور میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ اونہون نے اپنی بی بی سے  
 کہا کہ اے صاحب آج ہمارے یہاں ایک مہمان آؤ ہیں یہ سن کر  
 بی بی نے ترش ہو کر فرمایا کہ مان نہ مان میں ترا مہمان یہ کون  
 صاحب بے وقت آئے ہیں اور تمہارے یہاں ہر روز یہی تار  
 لگا رہتا ہے بیچارے مولوی صاحب یہ سنتے ہوئے باہر چلے آئے  
 عرصے کے بعد حقہ بھرنے کو کھلا بھجوا یا تو ایک خادمہ حقہ لائی  
 اور بعد دوپہر کے کھانا بھی آیا اور اسی طرح رات کو معاملہ پیش  
 آیا تیسرے روز میں نے جا کر بنخلے صاحب سے کہا اونہون نے  
 بھی بڑے بھائیوں کی طرح جواب دیکر مہمان کیا یہ میں نے  
 نہیں جانا کہ اونہون نے اپنی بی بی سے کیا کہا اور کیا جواب پایا  
 وہ اسنے کہ زمانہ مکان دور تھا مگر کوئی چیز بدون اس کے گھر سے  
 نہیں آئی کہ بیچارے خود اوٹھ اوٹھ کر گئے اور اپنے ساتھ لائے



بہر حال چوتھی مہنگو چھوٹے صاحب کے یہاں چھوٹا اونٹوں کی  
 فرمایا کہ میرے صنعت کا حال اب ظاہر ہوتا ہے یہ کھکھراؤ گئے  
 اور میں نے بگوشِ خود سنا کہ استدر اونٹوں نے اپنی بی بی سے  
 کہا تھا کہ اجی صاحب آج ایک مہمان آگئے ہیں کہ وہ بی بی  
 برافروختہ ہوئی اور کہنے لگی کہ کون مہمان اور کیسے مہمان جہاں  
 وہ آئے ہیں وہیں تم بھی جاؤ اور ایک غل مچایا او سپر چار مچنے  
 کہا کہ خفا کیوں ہوتی ہو ناحق اس مہمان کے کان تک تمہاری  
 آواز جا نیگی تو کیا کہے گا اس کلام نے اور بھی آفت او ٹھانی کہ  
 اوٹے پانوں ٹھنڈی سانسین لیتے ہوئے بیچارے باہر آئے  
 اور ایک خادم کو پکار کر صندوقچہ سے کچھ پیسے نکال کر دیے اور قہوہ  
 خانے کو بھجوایا کہ وہ کچھ ناشتہ لایا میں نے اونکے ساتھ اوکو  
 نہرنا رکھا اور عرض کیا کہ حضرت عقدہ کھل گیا اور زیادہ اہتمام کی  
 حاجت نہیں آزاؤ فرمائے اور وہاں سے چلا آیا اور معلوم کیا کہ  
 بڑے بھائی کی بی بی نہایت نیک ہے جس سے وہ جوان بنا ہوا ہے  
 اور درجہ بزرگ تینوں بھائیوں کی بیبیاں بد مزاج ہیں پس  
 بڑے افسوس کی بات ہے کہ بجائے راحت رسانی کے عورتیں  
 باعثِ سوزانِ روح مردوں کی کھلا دین

## شاگرد میجدہم

ہلوگوں کو لازم ہے کہ ہر صبح اوشہ کر پلے اپنے منہ کو آئینہ میں  
دیکھیں اگر ہلو اپنا منہ پسند آوے اور اچھا معلوم ہو تو کوشش  
کریں کہ جیسا ہمارا منہ ہے ویسا ہی ہمارا دل بھی ہو جاوے اور  
کاش اچھا معلوم نہ ہو تو کوشش کریں کہ دل ہی اچھا ہو جاوے  
مازشتہ صورت نیکی سیرت سے رفع ہو جاوے اور اگر اسپر  
ہمیشہ عمل رہے تو مجکو یقین ہے کہ کی طرح صورت اور سیرت  
دونوں میں فرق نہ آویگا اور باسایش و راحت ایام عمر کر بسر ہونگے

## شاگرد نوزدہم

عقل عجیب جو ہر لطیف ہے اور جس انسان میں عقل نہیں ہے  
وہ انسان ایسا ہے کہ جیسے کسی ملک آباد میں وزیر نہیں ہے  
اس واسطے کہ انسان کی روح مانند بادشاہ کے جسم میں ہے اور  
عقل اس کی وزیر باتر بیر و حواس خمسہ باطنی حسن مشترک و  
تخیل و حافظہ و دواہمہ و متصرفہ مثل مصاحب درگاہ ہیں جو دماغ  
میں کہ مانند دیوان خاص کے ہے حاضر رہتے ہیں و حواس  
ظاہری یعنی سامعہ و باصرہ و شامہ و ذائقہ و لامسہ مثل جاسوس  
ہیں تاکہ جو دیکھیں اور سنیں و دریافت کریں فوراً گزارش کریں

و عظام و اعصاب پھار و اصلاح و گوشت مثل زمین ہموار و  
 رنگ و پے مانند انہار و خون بطور آب حیات کے اونچین جاری  
 ہے و زبان مترجم دربار و قلب گنجینہ اسرار و خطرات نفسانی  
 مانند چوٹوں و رہزنوں و مفسدون کے مین پس اگر عقل ہی  
 نہیں ہے تو مستلم و مدبر ملک کا سوائے روح کے کوئی اور  
 نہیں ہے اور جب کثرت سے بافی ملک جسم میں ہو گئے تو وہ  
 محنت کرتے کرتے تھک جاتی ہے اور پچھ مفسدون میں پھنس  
 جاتی ہے اور تیرگی فسق و عصیان سے مملکت جسم برباد ہو جاتی  
 ہے خصوصاً استعمال نشے سے و ساوس نفسانی کو کمال شتعال  
 ہوتا ہے حقیقت میں سُکر بڑا ذریعہ استیصال مدبر جسم کا ہوتا ہے  
 کچھ قابو اس کے مقابل میں عقل کا نہیں چلتا آخر زائل ہو جاتی ہے  
 اور انواع و اقسام کے فتنے و دھتکے ہین و بنا و اندلیم سلطنت جسم کی  
 تمام ہو جاتی ہے پس افسوس ہے کہ ہم اس عمدہ جوہر کو جسے  
 عقل کہتے ہیں بجا و مینقل علم کے کمورت سُکر سے رنگ آلود  
 کر دین اور جن ذریعہ کو صاحب تدبیر بنانا چاہیے اور جسے مجنون کر دینا

شاگرد بستر

یہ کتاب پرانی ہے کہانی میں کاشک کہیں کچھ نیا نہ ملے

میں نے بعد میں کو نہیں دیکھتی کہ وہ کچھ بیان کرے اس لیے میں شکریہ  
سپاس اپنے آقا سے نعمت کا بجالاتی ہوں کہ جبکی وجہ سے ہم کو  
ہماری لائق معلمہ داستان میں نے اس قابل کیا کہ ہم میں سے ہر ایک  
نے باوجود نہونے بیعت کافی کے زبان بیان کو کھولا اور  
صدق دل سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ طول بقا و سلامتی و  
درستی اعضا ہماری حسہ کو عنایت کرے چنانچہ سب فرامین کہا

### تتمہ داستان روح افزا

بعد اختتام تقریر اون لڑکیوں کے میں نے ہر ایک کو پیار کیا  
اور بی بی محمودہ کی انتہا وجہ کو شکر گزاری کی اور اکثر منتظر بی بی  
باجرہ کی رہی کہ اگر وہ آوین اور لڑکیوں کو تحصیل علوم میں مشغول  
دیکھیں تو بہت خوش ہوگی الا وہ پھر نہیں آئیں میں نے اپنی  
لڑکی کو بھی چند روز کے بعد بی بی محمودہ کے حوالے کیا اس لیے  
کہ تاکید غیر کی زیادہ تر سود مند ہوتی ہے اور چھوٹے بیٹے کو بھی  
مدرسہ میں بھجوا یا غرض پندرہ برس و مشق میں رہنے کا مجھے  
اتفاق ہوا بعد اوس کے میرے شوہر کو جمان پناہ نے بعد ازین  
ایک فریاد یا تعجبی لڑکی کو میں نے و مشق کے مدرسہ میں رہنے دیا  
اب اللہ تعالیٰ لائق تحصیل ہوئے ہیں اور اگر دارالین اتفاقاً

عنقریب آویٹے رکلی کو مین اپنے ساتھ لے آئی اس لیے کہ اوسکی  
 مخالفت کی وہاں کوئی تدبیر معقول مین نے نہ پائی اب یہاں ایک  
 بی بی ہے جو محمودہ سے بھی سوا لائق ہے پڑھتی ہے پھر اپنی دختر  
 نیک اختر کو بلایا اور قاسم اور ہاشم کو دکھلایا چنانچہ دونوں ماٹوں  
 اپنی بھانجی کو دیکھ کر از بس مسرور ہوئے پھر روح افزا نے کہا کہ  
 الحمد للہ اس طرح ہم بخیر و خوبی اس حیات چند روزہ مین ملے بعد  
 تھوڑے روز کے فرزند روح افزا کی دمشق سے آنے اوکو بھی ہوا  
 دیکھ کر بہت خوش ہوئے ایک روز خلیفہ نے روح افزا سے فرمایا  
 کہ مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ پہلے سے معلوم نہوا ہاشم تمہارا بھائی  
 ہے اور اوسکو ہمیشہ غیر سمجھا کیا مگر واہ واہ کیا صاحب دانش  
 و فہم ہے روح افزا نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور نے براہ  
 بندہ نوازی اور ذرہ پروری جو اعزاز فرمائی میرے بھائی کی فرمائی  
 ہے اوسکا وہ کمال شکر گزار ہے اور میری دانست مین میری  
 قرابت کا نہ ظاہر ہونا اوسکے حق مین پیش اغیار بہتر ہوا ورنہ لوگ  
 یہی جانتے کہ باعث رشد و اعتبار اوسکی مین ہوئی ہوں اس  
 جواب سے خلیفہ کو بھی سرور و مودت ہوئی اور فرمایا کہ ہاشم خلیفہ  
 رونق افروز تھا اور بڑے بڑے لائق اور کمال عالم اراکین سلطنت



نزدیک روح انوار



حاضر تھے اور شاہزادے بھی مجتمع تھے اور نین دونوں فرزند دلبند  
روح افزا کے بھی بھرے کو حاضر ہوئے خلیفہ نے اون دونوں کو  
اپنے پاس شفقت و مرحمت سے بلایا اور بڑے لڑکے سے ارشاد کیا  
کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری فہم و فراست پر مطلع ہوں لہذا تم کو  
چاہیے کہ جو امور تمہاری دانست میں موجب استحکام سلطنت اور  
باعث ترقی مملکت ہوں اور خاص و عام کو منفعت بخشیں بیان  
کرد شاہزادوں نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ ہم اپنی زبان کو  
دبدبہ شاہنشاہی اور صولت خاقانی سے بلا بھی نہیں سکتے چہ  
جائیکہ کسی امر دقیق میں التماس کریں مگر بارے عدول حکمی  
بھی نہیں رکھتے اسلئے گزارش کرنے ہیں جرأت کرتے ہیں جہاں  
غلطی کریں ہنگام حضور اوس سے درگزر فرما کر متنبہ فرمادیں

### گفتار فرزند اکبر

اول بادشاہوں کو لازم ہے کہ اپنے معاملات کو ہر حال میں  
سپرد ذات پاک جناب احدیت کے کریں اور انجام ہر کام میں  
نیت خیر و صواب کی رکھیں وہ ہر شے امور جزوی اور کلی کو خود اٹل  
کے بھر سے پر غماز کریں اور قبل شروع کرنے کسی کام کے  
خوش اور غور کافی کر لیوں اور انجام کو اچھی طرح سوچ لیوں اور



جو کچھ پھر اسے میں قرار پاوے اور پھر بھروسہ کر کے مطلق حال  
 اور تجربہ کار سے جو حقیقت میں خیر خواہ صادق اور ہوا خواہ دشن  
 ہوں مشورہ کریں الا خوشامدیوں اور سرخا جویوں کو شریک شورو  
 مکرین اور بعد استقرار اسے کے ظہور فعل میں توجہ کریں و بدو  
 صلاح کے قصد کسی کام کا حتیٰ اوسع مکرین اس لیے کہ جو فعل چند  
 رایوں کے موافق ہوتا ہے وہ ہمیشہ مقرون بخیر ہوا کرتا ہو اور  
 احیانا جو خلاف توقع کے ہو جاتا ہے تو باعث مضحکہ اور نفع  
 نہیں ہوتا اور بادشاہوں کو چاہیے کہ کسی ایسے فعل کو جس سے  
 ضرر خلافت کا متعلق ہو اختیار کریں و جنگ و جدال کو اس وقت  
 ردار کھیں کہ جب بدو اس کی حفاظت اپنے ملک کے لوگوں کی  
 جان و مال کی نوسکتی ہو کیونکہ لڑائی میں علاوہ خون ریزی و بربادی  
 خدا کی صرف نرا کا بہت ہوتا ہے اور جس امر میں فائدہ اس  
 ملک کا نہ ہو کہ جہان کا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے موجب برہمی اور  
 وجہ دل شکنی و ان کے باشندوں کا ہوتا ہے ستوم نہ چاہیے  
 کہ تعصب دین سے معاملات یکدیگر رعایا کے اعتبار اور سلیکھ و ہمت کو  
 برہم کریں بلکہ بادشاہان نادار و سلاطین کا بگاڑ کو بیکسور و ہمت  
 میں نہایت اندیشہ کرنا چاہیے اور ہرگز اپنے عزیز و غریب و ملت کی

پیرامی سے دوسرے مذہب کے لوگوں کی ذلت و رواں کرنا چاہیو  
 اس واسطے کہ بیشتر موجب خرابی ملکیت کا یہ ایک بڑا سبب ہوتا ہے  
 بلکہ لائق شان خسروی و جہان داری یہ ہے کہ اگر مذہب مختلف  
 کی رعایا ان کے ملک میں ہوں اور باہم اختلاف رکھتے ہوں تو ایسے  
 طریق شایستہ اور حکمت بالیستہ سے ان کو سمجھا دیں کہ وہ معاملات  
 دنیا میں ایک دوسرے سے الفت کریں اور ایسے بل بل کر ہیں  
 کہ اندیشہ فساد مرتفع رہے اور ترقی علم و فضل و دولت و استحکام  
 سلطنت کا پیدا ہو چٹا رہے ہر گاہ فرمان روایان روزگار و سلاطین  
 مہار کو خدمت مالی و ملکی پر کسیکو مامور کر کے سر بلند کرنا منظور ہو تو  
 پہلے لازم ہے کہ اہل فراست کو حکم دیں کہ اسکی دیانت کو آزما دیں  
 اور اگر وہ جوہر شناس اسکے اطوار کو طمع و نفسانیت سے خالص  
 و پاک پا دیں تب اسکو عنایت و مرحمت سے ممتاز فرما دیں بدین  
 اسکے بندگان خدا کو کسی کے ہاتھ میں نہ دیویں چچم مناسب ہو کہ  
 مقامات بعیدہ میں جو ملازمان دولت بفرض عدالت اور نصفت  
 و انتظام و حکومت مقرر ہوں ان کو کاموں کی نگرانی کا طریق مقبول  
 کیا جاوے اور خود اپنی ذات خاص کو مشغول و مامور رکھیں تاکہ  
 جو کچھ نقص نظر آوے فوراً اسکی اصلاح ہو جاوے و آئندہ کو

پھیلنے پادے آئیلے کہ اکثر نوکروں اور کارپردازوں کو ٹھوڑی  
 سہل انکاری سے فسادات عظیم برپا ہو کر باعث خرابی و ابتری  
 امورات سلطنت کے ہوتے ہیں ششم اون لوگوں کو جو واسطے  
 دادرسی خلق کے مقرر و مامور ہوں تاکید مبلغ رہے کہ ترک قتل و  
 سے اپنے تین شخص نکریں اور عاجب و دربان سے راستہ  
 آمد و شد بندگان کا بند نکریں اور خود بھی شاہان جہان  
 اگر اس طریقہ کو جاری رکھیں تو موجب اونکی نیک نامی کا ہو  
 چنانچہ بادشاہان فارس سے ایک نے اپنی رعایا کو حکم عام  
 دیا تھا کہ جس کیسکو بادشاہ سے بلا واسطہ امدے فریاد کرنی  
 منظور ہو وہ اپنی پگڑی پر ایک نیلا کپڑا باریک باندہ لیوے  
 تاکہ بلا کوشش زائد و منت و سماعت اہل دربار کسی نہ کسی وقت  
 خود وہ تاجدار ملاحظہ کر لیوے ہنتم جب اس طرح ہوشیاری اور  
 خبرداری ملازمان دولت کی ہوتی رہے اور کسی الزام کی اوپر  
 شکایت ہو تو التفات سے اوسکی سماعت فرماوین اور پہلے بیان  
 شاکی کا میزان عدالت میں تو لین کیونکہ اکثر بے وجہ اشخاص  
 بدنام و محض بغرض شتر و حسد و فتنہ شکایت کھولتے اور الزام و  
 اتمام لگاتے ہیں اور اگر بوقت امتحان ثابت ہو جاوے

تو تدارک میں غفلت فرماوین ہشتم بادشاہان نامدار اور  
 کا پرہیز از ان دولت ابد قرار کو لازم ہے کہ داد بیداد مدعی پر جب قدر  
 توجہ فرماوین اوسے قدر جواب مدعی علیہ کی بھی سماعت فرماتے  
 رہیں اور جب حقیقت حال کی تنقیح ہو چکی تو غبار رو رعایت و غصہ  
 و غضب و خواہش نفسانی یا خوشامد و سفارش زبانی سر دہن ہٹا کر  
 جھڑک کر اپنا فتوے صادر کریں چنانچہ مشہور ہے کہ سلطان سلجوقی  
 ایک مرتبہ واسطے شکار کے گیا تھا اتفاقاً اوسکے غلام نے ایک  
 بوڑھیا کی بکری فسخ کر ڈالی تھی اور داد و فریاد اوس ضعیفہ کی  
 مسموع نہوتی تھی لاچار ظلم جفا کا رے وہ ابک پل پر جو گزرگاہ  
 سلطان تھا جا بیٹھی اور ہنگام عبور سلطان اپنا حال پریشان  
 اوس سے ظاہر کیا سلطان نے غلام کو طلب فرمایا اور ہر چند سی  
 و سفارش امرانے کی مگر اوسنے نہ سنی و خاطر خواہ انتقام لیس کر  
 شکر بکری اوس فریادی بچہ کو عنایت فرما کر رخصت کیا غصہ  
 اگر کسی ملازمان و اعیان حضرت خواہ و ابستگان و امن دولت  
 یا رعایا برابا سے کوئی جرم واقع ہو اور محض سو و نسیان سے  
 کہ خاصہ بشری ہے بلا خیانت واقع ہوا ہو تو اوس سے درگزر  
 فرمایا کہ یہ شیوہ ستودہ جو بزرگان سلف و شاہان جہان کا

چلا آتا ہے تلف نہو جاوے و نفا سد نہ برپا کرے اسلئے کہ  
 مجرم ابواب عفو و درگزر کو مسدود پا کر خطاے واجب الاظہار کو  
 کہ جسکا تذراک و شوار نہو پوشیدہ کرینگے اور آخر کو اسوقت وہ  
 نقصان ظاہر ہوگا جبکہ علاج تشہیر ہو دہم حتی الامکان سال  
 میں ایکبار بحشم خود ملک کو معائنہ کریں اور جن لوگوں کو اس سے  
 تعلق ہو دیکھیں تا فوائد و نقصان محاصل و انتظام ملک پر  
 بلا واسطت دیگرے خود مطلع ہوں لیکن ہنگام کوچ و مقام  
 اجتماع سامان ترک و امتشام کثرت سپاہ و ازدہام روانہ کھین  
 تا رعایا و غربا کا مال و زراعت تلف نہو اور وہ فائدہ جو انکو پہونچو  
 والا ہو مبدل بہ نقصان نہو جاوے یا ز دہم شانہاں جہان کو نہ چاہیے  
 کہ ہوا و حرص نفسانی کے پابند ہوں اسواسلئے کہ گو آج انکو  
 ہر طرح کا اختیار حاصل ہے مگر فردای قیامت میں جبار و تمہارتقی کو  
 کیا جواب دینگے دو از دہم رعایا کو بندہ اپنی اولاد کے خیال کرنا  
 اور انکی اداسے ضرورت میں اسقدر غور و فکر کرنا چاہیے کہ  
 جسقدر اپنی صلبی اولاد کے واسلئے فرماتے ہین ایام قحط سالی میں  
 امداد و خبر گیری کافی فرما کر پرورش و پرورش فرما دین سیز دہم  
 خراج زمین و دیگر محاصل کو اس انداز سے مقرر فرما دین کہ

جبر و ظلم نہونے پاوے اور رعایا کو جو بمنزلہ دست و پا سلطنت  
 بین ریادتی خراج سے پرمردہ و مضلل نہونے دین اور اس  
 محصول سے باعث فساد و مرتکب جرائم سرقت و خون ریزی نہوجاویز  
 چہاڑدہم ہرگز کسی حالت میں آمدنی ملک سے دولت سے زائد  
 خرچ نہکرین اوسمین سے ایک سدس اپنے ذاتی و اہل خاندان کے  
 خرچ کے لیے لیوین اور ایک سدس ملازمان ملکی کی تنخواہ کے لیے  
 معین کریں و ایک و نیم سدس ملازمان فوج کے لیے مقرر رکھیں  
 و نیم سدس میں آلات حرب و ضرب سالیانہ مہیا و موجود کرتے  
 رہیں پانژدہم کثرت محلات سے اپنے کو باز رکھیں اور اولاد کو  
 اس خوبی سے تعلیم و تربیت فراوین اور مناصب مناسبہ پر مقرر  
 کریں تاکہ وہ کچھ فتنہ و فساد پیدا نہکر سکیں بعد اسکے زبان عجز سے  
 عرض کیا کہ اگرچہ اور بہت سے امور قابل گزارش ہیں مگر بدو  
 غور و فکر بیان نہیں کر سکتا اور پہلے سے معلوم نہیں تھا کہ اس  
 ناچیز سے ایسے امر عظیم کا سوال ہوگا بدر پافت اسکے بادشاہ نے  
 بہت پیار کیا و حضار نے بھی تحسین و آفرین کی اوسوقت بادشاہ نے  
 سند زند کو چمک کی جانب توجہ فرمائی اور ارشاد کیا کہ تم اون امور کو  
 جو امرائے دولت کے واسطے مناسب ہوں بیان کرو اوسنے بہجود

ارشاد دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام ہنوز فہم خام رکھتا ہے مگر  
مطابق حکم گزارش کرتا ہے

### گفتار فرزند اصغر

وزیر ای روشن ضمیر و دستوران باتدبیر و متوسلان سلطنت کو لازم  
ہے کہ اول جو کام انکو مفوض ہوئے رو و رعایت بحکال  
دیانت و امانت سرانجام کریں نہ کسی کی سفارش کو سماعت کریں  
نہ کسی کی تنوین سے ڈریں اور مواجب مقررہ پر قناعت کریں  
اور اس کے سوائے جیلتا یا صراحتاً برضا مندی دہندہ یا بالحبس  
کوئی شے یا مال نہ لین اس لیے کہ جوشے ان کے لیے مباح نہیں ہے  
وہ منجانب آقا کے حرام کی گئی ہے اور انجام کار حرام پیش خدا  
و خلق موجب تفضیح و آلام ہے اور سوائے اس کے عزت و وقار باقی  
نہیں رہتا ہر اہل معاملہ اس کو گتے اور گداگر سے بدتر جانتے ہیں  
اور اسی سبب سے یہ مشکل کہ دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ مشور  
ہوئی ہے اور اسی مقام ہے ظاہر ہے کہ دنیا میں کوئی شخص  
اپنا روپیہ خوشی سے نہیں دیتا دتا، تنقیک نقصان کا اندیشہ نہو  
اپنی گرہ کا روپیہ نہیں کھوتا پس صاحبان اقتدار کو نہ چاہیے کہ  
مشتبہ زر کے واسطے رعب حاکمانہ اور طریق مآقلانہ کھودیں





فرزند اصغر بروج افرا



اسمین کچھ شک نہیں ہے کہ ہر گاہ کسی سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے اور عامل اوسکا راشی و خاین ہوتا ہے تو خاظمی ہرگز نہیں ڈرتا اور اور دل میں سمجھتا ہے کہ اگر مظلوم فریادی ہوگا اور مقدمہ ثابت بھی ہوگا تو حاکم کو کچھ دے دیونگے اور اپنے گھر چلے آونگے دہم جسوقت منہاج سلطنت اون سے کوئی امر دریافت کیا جاوے تو حقیقت حال کو ظاہر کریں خواہ اوستے بظاہر نقصان سلطنت ظاہر ہو یا ضرر خلایق اور راست بیانی میں ہرگز رو و رعایت نکرین اسواسلے کہ وہ بھی داخل بددیانتی ہے اور باعث کمال نمک حرامی کیونکہ ہر گاہ بادشاہ کو وہ امر کہ جسکے نسبت استفسار ہے اور بظاہر پسندیدہ معلوم ہوتا ہے مطبوع ہوتا تو ضرورت مشورہ اور استفسار کی کیا تھی کتمان حق آخر کار ایسا برانتيہ پیدا کرتا ہے کہ سلطنت بگڑ جاتی ہے اور آفت خاص و عام پڑ جاتی ہے ستوم اگر کوئی فعل یا حکم شاہی ایسا جاری ہو کہ منافعی آسائش و امن خلایق ہو تو عام اس سے کہ پونچھا جاوے یا نہ پونچھا جاوے کہ وہ کیسا ہے بندگان سلطانی کو خواہ مخواہ اوسکے اظہار میں اصرار کرنا چاہیے اسلیے کہ بادشاہ بمنذر عدم اطلاع اللہ تعالیٰ کے یہاں رستگار اور وسائل اخبار خدا اور محنت کے سزاوار ہونگے اور پیش خلق بھی ظالم قرار پادین گے

چہاں گرم گناہان صغائر و کبائر سے محفوظ رہ کر اپنے طریق روش کو مضبوط اور استوار کریں اور تلون مزاجی کو ہرگز دخل نہ دین نہ بخیال اظہار اپنے دبدبہ اور رعب کے ظلم اور جبر اختیار کریں کہ خاص و عام سگ شکاری سمجھ کر اس سے اندیشہ ناک رہیں اور سامنے آ کر ہوئے ڈرین نہ ایسا غمزہ انگسار کریں کہ عوام کی نگاہ میں ذلیل و خوار رہیں پنجم خاص و عام سے ایسی جگہ پر ملاقات کریں جہاں ہر شخص انکی گفتگو کو سن سکے تاکہ مفسدوں کو گنجائش سخن سازی اور غمازی کی باقی نہ رہے اس واسطے کہ پیش حکام اکثر بے وجہ و بے سبب بطور حکایت و افسانہ دوسروں کی شکایت یا براہ خیانت یا بنظر کسی مرد ثالث کی منفعت کے جھوٹی روایتیں پیش ہوتی ہیں پس اگر اور بھی سننے والے ہوتے ہیں تو جھوٹے بیانون کی مقربوں کو گنجائش نہیں ملتی ششم بروقت رجوع ہونے مقدمہ کے فریادی کا حال نرمی اور ملایمت سے سنیں اور اسکی طوالت بیانی پر چین بچیں نہوں و اختصار بیانی پر بھی فریادی کے نہ اوبھیں و اس طرح فریق ثانی کے بیان کو بھی بکشاوہ پیشانی سماعت کریں اور کس طرح نہ جھڑکین بعد اسکے میزان خرد میں اون دونوں کے بیان کو تولین اور دریافت کریں کہ باہہ النزاع کیا ہے اور جس تدبیر سے حقیقت حال کی کشف ہو

اوسکی تدبیر کریں مگر انفضال مقدمہ تک درمیان تحقیقات کے  
ایسی احتیاط رکھیں کہ انہار اونکی راسخ کا نہونے پاوے اور کی طرح  
نہ کھٹنے پاوے کہ کیا فتوے صادر کرنیکا ارادہ ہے تاکہ مال کو  
اخذ و جر کا موقع نکلے ہتھم نقصان سلطنت کو عین اپنا نقصان اور  
ضرر رہا پاکو موجب زوال سلطنت کا سمجھ کر اس طرح سمات مالی و ملکی  
میں انجام کام کریں جیسے کہ خاص اپنے ذاتی معاملات کو طو کرنا چاہتے  
تاکہ اپنے آقا کے مظلوم سے دنیا اور عقبے میں رستگار رہیں ہشتم  
ہر کس و نا کس کو بروقت عدالت کیسان سمجھ کر میزان انصاف  
میں تولین و بلا پاس مذہب و ملت و علوم تربت با شرافت ذاتی  
خواہ صفاتی فیصلہ معاملہ کا کریں تا زریل و شریف دونوں اوسکو  
صاحب وقت جانیں اور پیش احکم الحاکمین ذلت نہونعہم  
اپنے ملازمان دولت کو ایسے طریق شایستہ پر رکھیں کہ اونکے  
دونوں پر ہمیشہ دہشت قائم رہے اور کسی معاملہ میں اون سے  
مشورہ و مصلحت نہ کریں تا وہ عقل و فہم میں اپنے سے کمتر  
نہ قرار دیں خلاصہ یہ ہے کہ اپنے تابعین پر اپنی اوستدر دہشت  
اور وقت رکھیں کہ جیسے فرزندوں پر والدین کی ہوتی ہے اور  
جی طرح والدین امور مضراؤ کو نہیں کرنے دیتے اور دل شکنی اور

نارضا مندی پر خیال نہیں کرتے اوسیطرح اونسے پیش آفرین  
 اور حفظ مراتب اونکا نگاہ رکھیں و ہنگام وقوع خطا فرین و  
 بروقت نمود حسن خدمت تحسین و آفرین کریں دہم زہار  
 اپنے قرابت مندوں اور دوستوں کو اپنے امورات منصبی  
 میں دخل ندین اور نہ اونکو کسی خدمت پر اپنی ماتحتی میں مامور  
 کریں اسواسلے کہ ہنگام نمود جرم و خطا اونکی سزا دہی میں  
 جرات کم ہوتی ہے اور وہ کمی موجب بے وقوفی اور باعث  
 طرفداری بین المخلایق اشتتار پاتی ہے یاد دہم اپنا احاطہ  
 حکومت میں کیسے رکھا ہو عیب یا ایسا فعل نکریں کہ جس سے کوئی  
 فساد پیدا ہو اور عزت و وقار میں خلل آوے دواد دہم بطرح  
 اپنے اوپر مال مفت حرام جانین اوسیطرح اپنے دوستوں او  
 عزیزوں پر حرام جانکر کبھی کسی سے اونکو بطور چندہ یا خیرات  
 کچھ نہ دلوائیں سٹیژ دہم اگر کوئی خواہش مند کسی قسم کا اتونو  
 اوسکی غرض کو سماعت کریں و اگر برآمد کار اوسکا حیلہ اختیار  
 میں ہو تو کو دیوبین دہ نہ فوراً جواب دیوبین دکیو امیدوار  
 نہ بنائیں چار دہم خط اپنے اوقات کا علم نہ کر کے ہر کام کو  
 اوسکے وقت پر سرانجام دیوبین دتوج کا کام نہ کرے

مثنوی نرگھین تا اہل عرض دوڑتے نہ پھرتے اور ایسے ہو کر  
 دامن اہل خیانت میں نہ پھنس جاویں سوائے اسکے میاں  
 دوسرا دن نہ آنے پائے اور پانہ حیات بھری ہو جاوی پانہ دم  
 اپنی جملہ خدمات مفوضہ کے امور جزوی اور کلی کو بذات خاص  
 خرم و احتیاط سے انصرام دین تا ماہیت ہر فعل پر ایسے آگاہ  
 ہوں کہ کسی طرح دھوکا نہ کھائیں فقط باقی اون اشخاص کو جو  
 ملازمت بادشاہی سے واسطہ نہیں رکھتے و محض قلم و طبع  
 شاہنشاہی میں بسر کرتے ہیں اس قدر کافی ہے کہ دل و جان  
 سے بقائے سلطنت و داعی سلامتی سلطان رہیں اور کسی حالت  
 میں سوائے کلمات تعظیم و تکریم کسی طرح کا کلمہ ثقیل بادشاہ کے  
 حق میں نہ کہیں بعد اسکے اتنا س کیا کہ اگرچہ بہت سے امور  
 مفید اراکین سلطنت و وابستہ دامن دولت لائق گزارش و قابل  
 اتنا س ہیں مگر پریشانی خاطر و رعب شاہنشاہی بیان نہیں  
 کرنے دیتا اس واسطے مجبور ہوں بادشاہ نے اوس سرور سینہ کو  
 پیام کیا اور دربار برخواست فرمایا اور محل کے اندر قدم رنجہ فرما کر  
 جس آئینہ کو بلایا اور جو کون کو بہت کچہ سہرا اور دفتر بند ختم  
 سے لے کر آئینہ کو بلایا اور جو کون کو بہت کچہ سہرا اور دفتر بند ختم

اختیار کرنے چاہیے تاکہ ہمیں تمہارے خیالات عمدہ پر بھی مطلع ہوں  
اوس نے عرض کیا کہ اس کینز ناچیز کی کیا جرأت ہے کہ زبان  
مقال کو کھولے مگر بہ تفصیل ارشاد کچھ عرض کرتی ہوں اگرچہ  
میں خرد سال ہوں اور بذات خود تجربہ کار نہیں ہوں الا  
مادر مہرمان کی حسن عادات سے جو کچھ میں نے انتخاب کیا ہے  
اور جس قدر کتابوں میں پڑھا ہے اور معاملات اور خواتین کے  
دیکھے اور اون سے حسن و قبح قیاس کیے ہیں گزارش کرتی ہوں

### گفتار دختر روح افزا

اول خاتونان پاک طینت اور پردہ نشینان سراوق عصمت کو  
لازم ہے کہ اگر تنہا رہتی ہوں اور گھر میں کوئی اور بزرگ نہ ہو  
تو اپنے شوہر کو اپنا دوست صمیمی اور خیر خواہ حقیقی جانکر اوسکو  
ادامر و نواہی کو دل و جان سے اچھا واجب التفہیم خیال  
کر کے رہنا جوئی اور خاطر داری میں بسر کریں اور جسوقت  
کوئی رنج خاطر پیش آوے تو ہر طرح و بجوئی اور دلداری کریں  
اور پراگندہ خاطر نہ ہوں دیوین اور ایسی صلاح نیک دین کہ  
وہ عالم انتشار میں پیرامون کسی جرم و خطا کا جو پست خدا  
حاکم وقت لائق گرفت یابین الاقران و الامثال و محبذات







ہو سرزد نہو جائے اور ہنگام عسرت کو عالم عسرت کے برابر  
 جانکر بسر بجا میں اور کوئی کلمہ کہ باعث دل شکنی یا حقارت شوہر  
 کا ہو زبان سے نہ نکالیں اور اگر شامل کنبہ کے رہتی ہوں تو  
 اپنے کنبہ میں جسکو بزرگ اور مائل سمجھتی ہوں اوسکی اطاعت کو  
 باعث اپنی راحت اور فراغت کا تصور فرما کر حاضر و غائب  
 اوسکے مداح اور ثنا خوان رہیں اور کس طرح ردا دار ہوں کہ  
 کوئی کلمہ ثقیل اوسکی شان میں سرزد ہو اور ہر کام کو آفا میں  
 اوس سے مشورہ کریں اور اوسکی صلاح کو میں اپنی فلاح جانیں  
 دووم زہار کبھی کسی کے بیان کو بلا تحقیق اور تفتیش قرار دیتی  
 صحیح نہ سمجھ لیں اور کس طرح اپنی خاطر میں اوسکو جگہ ندین  
 اس واسطے کہ بیشتر اخبار محض واسطے براگینتہ کرنے اور مشتعل کرنے  
 بدائع کے نقل ہوتے ہیں اور جسوقت وہ قبول کر لے جاتے  
 ہیں تو بنائے مخالفت اون سے پیدا ہوتی ہے اور ظاہر ہے  
 کہ کتر کوئی بی بی ہوگی کہ جو عزیز نہ کہتی ہو پس اونہیں منارت  
 پیدا ہونی ہے، لہذا لازم ہے کہ جسوقت کوئی امر خلاف مزاج  
 کسیکے نسبت مسوع ہووے بلا تکلف راوی کا نام ظاہر کر کے  
 استفسار حقیقت کا کریں اور ماہیت کو اوسکے پہلے بخوبی جان لوں

اور سوقت یا تو بصورت صداقت بذریعہ معذرت وہ کدورت رفع  
 ہو جاوے گی یا دروغ ثابت ہو کر طبیعت صاف ہو جاوے گی نسووم  
 امورات خانگی کو اپنے ذمہ جانکر ایسے حسن انتظام سے سرانجام  
 دیویں کہ جیسے امورات مالی و ملکی کو اراکین سلطنت انصرام کرڈ  
 میں اپنے گھر کو ایک ملک وسیع اور شوہر کو بادشاہ اور اپنے کو  
 وزیر یا تدبیر اور خدمہ کو رعایا خاص اور عزیز و اقربا کو دایان ملک  
 ہم سرمد جانکر اس حسن تدبیر سے چلین کہ خاص اپنی گھر میں  
 کوئی نقص نہ کھڑا ہو اور عزیزوں و قریبوں میں بوجہ برکت الیوں کو  
 رنج و عناد راہ نہ پادے و اندوختہ شوہر کو محاصل ملک جانکر  
 نہایت خبرداری سے صرف کریں چہا رحم ہمیشہ لحاظ رکھیں  
 کہ جو امور کردہ گھر میں غذا خواستہ واقع ہوں وہ دوسروں کے  
 کانون تک نہ جائیں کہ باعث رسوائی اور نئے اعتباری کے  
 ٹھہریں و امانت دار راز اپنے شوہر اور بیگانوں کی رہیں پنجم  
 جو امور کہ صرف رنج و عناد میں الاغزایا اجبا پیدا کریں اونکو ہرگز انور  
 گھر کے مردوں سے ظاہر نہ کریں بلکہ اونکا اخفا ہمیشہ ملحوظ خاطر  
 رکھیں تاکہ خاطر مردوں کی ایک دوسرے سے مکر ہو کر بنیان  
 قرابت کو دہم و برہم نہ کرڈالیں ششم جو امور کہ باعث معرت کے

مریحی معلوم ہوں اونکے استداد کا قصد خود نکرین اور نہ اونکے  
 دغیبہ میں کوئی فعل خود کر بیٹھیں بلکہ ایسے امور کوئی الفوراً اپنے  
 مردوں پر ظاہر کریں تاکہ قرار واقعی موافق اپنی راسخ کے وہ کار بند  
 ہوں اور اسوقت جو صلاح مقتضای مصلحت ہو دیویں جہتہ  
 اگر کوئی خطا عداً و ستواً واقع ہو تو اونکے اخفا کا ہرگز ارادہ نہ کریں  
 اور فوراً اوسکو ظاہر کریں اور اپنی بیگناہی یا جو اصل حال ہو بیان  
 کر دیں ہر شے اگر کوئی امر جو بدون اونکے قصد کے ایسا واقع ہو  
 کہ در صورت وقوع اونکے قصد کے موجب سقوط نام و ننگ ہوتا  
 اوسکو بھی فوراً ظاہر کریں تاکہ بوجہ اخفا کے وقوع اوسکا اونکی  
 خواہش کے موافق نہ سمجھا جاوے نہم کی طرح اپنے گھر میں  
 غل و شوز نہونے دیویں اور کمال احتیاط رکھیں کہ اونکی یا  
 اور عورتونکی آواز گھر کے باہر نہ جاوے و ہم بلا حصول اجازت  
 اپنے شوہر یا مربی خاندان کے کبھی و کسی حالت میں گھر سے  
 باہر نہ جائیں اور کسی تقریب عین شرکت پسند نہ کریں کہ موجب  
 مفاسد عظیم ایسے امور ہو جاتے ہیں یا زہم نقد و جنس جو  
 اونکی تحویل میں سپرد کیا جاوے اوسکی نگرانی قرار واقعی کے  
 علاوہ عیسیٰ احتیاط کریں کہ بدون ہستہ و شہر یا مربی خاندان کے

باختیار خود اوسمین سے طرّف کرنیکا قصد نہ کریں تا اعتبار میں  
 فرق نہ آوے اور منجربہ کدورت نہو جاوے۔ دوا و دوا و دوا  
 غذا خواستہ جب کوئی عارضہ لاحق ہو تو اوسکے مخفی کرنے کا ہرگز  
 ارادہ نہ کریں اور نہ اوسکے اظہار میں مبالغہ کریں بلکہ حقیقت حال  
 کو صحیح و درست بلا کم و کاست بیان کریں تا تشخیص مرض میں تکلف  
 و دقت نہو اور کمال احتیاط کریں کہ شکایت مرض میں کسی قسم کا  
 مبالغہ نہو کہ باعث حقارت اور منطّٰنہ بناوٹ کا ہو کہ طعن نزاکت کا  
 سبنا پڑے سیرو بہم ہر گاہ کسی مجلس یا مجمع نسوان میں ناچکی  
 شوہر یا مربی سے پروا نگلی پا دین تو ایسی جگہ اپنی نشست کی پسند  
 کریں جہاں اور عورات کبیر الحسن و خردمند بیٹھی ہوں اور اچیانہ  
 اگر مذکور کہیں کا بہ بدی ہو تو اوسکی سماعت پر گوش رغبت نہ دیوین  
 اور جب قدر شن لین اوسکو اوس مجمع سے اوجھنے کے وقت  
 دین چھوڑ دیوین اور بالکل سو و محو کر دین و ہرگز کسی دوسرے  
 رو برو اوسکو نقلی نہ کریں چہا رو بہم لازم ہے کہ نرم گفتار و  
 آہستہ رفتار ہوں و کبھی ایسی بلند آواز سے گفتگو نہ کریں کہ غیر  
 اوسکو سنیں اور کردہ جانین پائے رو بہم عفت اور حیا کو تمام عمر  
 اپنا وسیلہ زندگی سمجھیں اور کبھی اوسکو نہ چھوڑیں مگر مطلب میرا

حیا سے یہ نہیں ہے کہ کیسے سوال کا جواب نہ دین بلکہ حیا سے  
 مراد یہ ہے کہ امور قبیح سے کبھی اپنے دامن عصمت کو آلودہ نہ کریں  
 اور خلعت عفت کا کر کے ہر ایک سوال کا جواب معقول دیں شائزہ ہم  
 اپنا لباس اور پوشاک ہمیشہ ایسے کپڑے سے بنا دیں جس سے  
 رنگ بدن کا نمودار نہ ہونے پادے و اگر اچھا نا باریک کپڑا پسند  
 کریں تو اوپر اوسکے گندے کپڑے کی پوشاک پسین اور اس  
 بدول اور قطع کے کپڑے بنا دیں کہ امتیاز اعضا کا اوپر سے نہ ہو سکے  
 اور چلنے پھرنے اور کام کرنے میں وہ مانع نہ ہو و ہفتہ ہم  
 زیور کے پہننے پر رغبت نہ کریں اس واسطے کہ علاوہ گرانی اور بوجھ  
 جو بدن کو سہنی پڑتی ہے ہمیشہ اندیشہ اور خوف ضرر کا اوس سے  
 ہوتا ہے اور بیشتر دغا بازوں کو دست برد کا موقع ملتا ہے اور  
 ضرر جسمانی اونکے نوچ کھویج سے پہونچتا ہے ہجرت ہم مکان کے  
 آراستہ اور صاف رکھنے میں تمام تر اپنی خاطر کو مصروف رکھیں  
 تا دیکھنے والوں کو نفرت نہ ہو اور الزام بدسلوکی کا عائد نہ کریں  
 فو ز وہم بضرورت کسی حاجت کے اگر بازار یا کسی اور ایسے  
 موقع پر جائیکا اتفاق ہو تو رہستہ میں کسی جگہ نہ ٹھہریں نہ کسی  
 سے انہار راہ میں باتیں کریں بلکہ تمام تر اسی کام کے انصرام پر

منگے یے گھر سے نکالیں دہیان رکھیں اور کسی دکان پر بھی بیجا  
توقف نہ کریں دوسو اسے معاملہ خرید و فروخت کے دوسری باتیں  
نکریں اور جلد اپنی حاجت کو رفع کر کے لوٹ آوین بستم  
بصورت موجود ہونے شوہر یا مربی کے کبھی کسی عورت یا مرد سے  
نہ تو قرض لیویں نہ اپنا کسی کو قرضدار بنادیں کہ یہ امور آخند کو  
مورث خرابیوں گوناگون کے ہوتے ہیں یہ کہکروہ صاحبزادی  
دست بستہ ہو کر خلیفہ سے عرض کرنے لگی کہ نوٹھی فوج اسوقت  
بطور سرسری بلاخوض وغور التماس کیا ہے یہ صرف ضروری باتیں  
تھیں ورنہ اور بہت سی باتیں ہیں جو موجب تمذیب و اخلاق  
اور درستی امورات دنیا و عقبہ ہیں خلیفہ نے اس نوریہ کے  
ذہن و ذکا پر اپنی خوشی ظاہر کی

## خاتمہ داستان

قاسم اور ہاشم و روح افزا بعد ملاقات یکدگر خوش و محظوظ  
ہندو میں چندے رہے اور ایک دوسرے کی ملاقات سے  
خوش ہوتے رہے پھر ہاشم نے قاسم سے کہا کہ ہنس رہے تم  
شہر قاہرہ میں جاؤ اور باپ دادا سے کا نام بوسہ ترقائم کرو چنانچہ

سامان معقول وکان قائم کرنیکا میا کیا اور جن معاملات کا انھم  
 آسان تھا تجویز کر کے قاسم کو آمادہ کیا اور وطن نو روانہ کیا  
 قاسم بھی بعد اود مٹھانے مصائب کے تجربہ کار ہو گیا تھا بخوبی تمام  
 مصروف ہوا اور شہر قاہرہ میں نیک نام ہوا اور ہاشم فری بھی  
 بوجہ حسن اوسکے امداد کرنے میں اپنی خاطر کو مصروف رکھا  
 یہاں تک کہ پھر ہاشم بھی وطن کو گیا اور دونوں نے بوڑھاپی  
 میں شادیاں اپنی اپنی کیں اور پھر ہاشم پلٹ کر بغداد میں  
 آیا اور تمام عمر مینون بھائی بن خوش و خرم رہے فقط

---



# خطنامہ کتاب آئینہ عقول

صفحہ	خط	۲	۱	صفحہ	خط	۲	۱
آئی	آتا	۱۱	۷۹	طرز تقریر	طرز تقریر	۹	۲
بس	پس	۹	۹۱	بدل	بدن	۲	۳
بڑھنے	پڑھنے	۶	۱۰۲	باشم	قاسم	۱۱	۹
بڑھانے	پڑھانے	۱	۱۰۵	تحت الشری	تحت الشری	۳	۱۳
خیر	خر	۷	۱۰۹	معلوم ہوتا	معلوم ہوتا	۶	۱۴
رکھا اور	رکھا کر	۱۷	۱۱۱	لگایا تو	لگایا تو	۱۰	۱۶
تجربہ	یہ تجربہ	۲	۱۱۳	کر گیا	کر گیا	۱۴	۲۰
جلی	چلی	۶	۱۳۲	ہوا بان	ہوا بان	۵۸	۲۱
خطا آئندہ	خطا آئندہ	۱	۱۷۲	اوٹا اور	اوٹا اور	۱۴	۳۷
واقع	واقع	۱۱	۱۹۳	رزاقی	رزاقی	۱۲	۳۹
ہو ہوتا	ہو ہوتا	۱۵	۱۹۶	لوٹیر دن	لوٹیر دن	۱۲	۴۳
ناہم	پناہم	۶	۲۱۷	اور	وہ	۱۷	۵۵
بروسا	بروسا	۸	۲۱۷	وینے	وینے	۲	۵۶
یہ جو	یہ جو	۱۷	۲۳۲	کیا گو	کیا گو	۱۱	۵۷
اپنا	نپا	۱۶	۲۴۵	حرفون	حرفون	۵	۵۷
مزاج	خراج	۱	۲۵۲	سازر	سازر	۱	۶۴
امور	امود	۳	۲۵۷	چاہتا ہے	چاہتا ہے	۱۷	۶۷
ستا گیا	ستا گیا	۱۶	۲۵۸	اپنوشد بد	اپنوشد بد	۱۳	۷۰
کرنہیں	کرتے ہیں	۱۰	۲۶۷	یاری دی	یاری دی	۱۷	۷۱
بے اعتباری	بے اعتباری	۱۲	۲۸۲	فرق	فرق	۵	۷۵

